تعلیم الدین چھٹا حصہ

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

تعلیم الدین

چھٹا حصہ

قرآنِ پاک ناظرہ پورا کرنے والی بڑی بچیوں کے لیے

ضروری مسائل | فیشن | غلط باتیں | رسومات | کھیل کود

موبائل | انٹرنیٹ | گناہ | نظر اور شرم گاہ کی حفاظت | آداب

امہات المؤمنین کے پاکیزہ حالات

از
مفتی محمود صاحب بارڈولی

ناشر
نورانی مکاتب
www.nooranimakatib.com

تفصیلات

نام کتاب	:	تعلیم الدین (چھٹا حصہ)
از	:	مفتی محمود صاحب بارڈولی
ناشر	:	نورانی مکاتب
صفحات	:	232
طبعِ اول	:	صفر ۱۴۴۱ھ م اکتوبر ۲۰۱۹ء
تصحیح شدہ جدید ایڈیشن	:	صفر المظفر ۱۴۴۸ھ، مطابق: اگست ۲۰۲۶ء

کتاب ملنے کا پتہ

نورانی مکاتب

8140902756

ڈابھیل	بارڈولی
محمود نگر، ڈابھیل، نوساری، گجرات	مریم مسجد، گاندھی روڈ، بارڈولی

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۞	کلماتِ بابرکت	۱۹
۞	پیش لفظ	۲۹
	پہلا باب: اسلامی فقہ (مسائل)	
۱	ناپاک کپڑے دھونے کا طریقہ	۳۴
۲	کپڑے پر دکھائی دینے والی موٹی ناپاکی کا مسئلہ	۳۴
۳	سوکھ جانے کے بعد نہ دکھائی دینے والی پتلی ناپاکی کا مسئلہ	۳۴
۴	واشنگ مشین میں ناپاک کپڑے دھونے کا مسئلہ	۳۵
۵	واشنگ مشین کی قسمیں اور اس میں کپڑے پاک کرنے کا مسئلہ	۳۶
۶	کارپیٹ یا قالین کو پاک کرنے کا طریقہ	۳۷
۷	چٹائی کو پاک کرنے کا طریقہ	۳۷
۸	ناپاک فرش کو پاک کرنے کا طریقہ	۳۸
۹	ناپاک ٹنکی (Water Tank) کو پاک کرنے کا طریقہ	۳۸
۱۰	زمین کے نیچے والی ٹنکی کو پاک کرنے کا طریقہ	۳۹
۱۱	ناپاک روئی کو پاک کرنے کا طریقہ	۳۹
۞	**حیض کے مسائل**	۴۰
۱۲	حیض کی تعریف۔ حیض کی کم سے کم مدت	۴۰

۱۳	حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت	۴۰
۱۴	پاکی کی کم سے کم مدت	۴۱
۱۵	پاکی کی زیادہ سے زیادہ مدت	۴۱
۱۶	حیض کے خون کے رنگ	۴۲
۱۷	حیض نکلنے کا اعتبار کب ہوگا؟	۴۲
۱۸	نو برس سے پہلے اور پچپن برس کے بعد خون آوے تو کیا حکم ہے؟	۴۳
۱۹	کسی لڑکی نے پہلی مرتبہ خون دیکھا	۴۳
۲۰	عادت کے خلاف خون آنے کا مسئلہ	۴۴
۲۱	جس کی کوئی عادت متعین نہیں ہے اسے دس دن سے زائد خون آنے کا مسئلہ	۴۵
۲۲	کئی کئی دن رک کر خون آئے	۴۵
۲۳	حیض کی حالت میں نماز اور روزہ کا مسئلہ	۴۶
۲۴	نماز کے درمیان حیض آ گیا	۴۷
۲۵	اگر نماز کے اخیر وقت میں حیض آ گیا	۴۷
۲۶	عادت سے پہلے خون بند ہونے پر نماز کا مسئلہ	۴۷
۲۷	عادت سے زیادہ دن خون آئے تو نماز کا حکم	۴۸
۲۸	پورے دس دن خون آ کر بند ہوا اور نماز کا وقت تنگ ہے	۴۸
۲۹	روزہ کے درمیان حیض آ گیا	۴۸
۳۰	حیض کی حالت میں کوئی روزہ کا پوچھے تو کس طرح ٹالیں؟	۴۹
۳۱	رمضان شریف میں صبح صادق کے بعد پاک ہوئی	۴۹
۳۲	رمضان شریف میں صبح صادق سے پہلے پاک ہوئی	۴۹

۳۳	غسل کیے بغیر روزہ رکھ لیا تب بھی درست ہے	۵۰
۳۴	دس دن سے کم میں خون بند ہوا اور نماز کا وقت تنگ ہے	۵۰
۳۵	دس دن سے زیادہ خون آیا اور پہلی عادت بالکل یاد نہیں	۵۰
۳۶	نیند سے بیدار ہونے کے بعد خون دیکھا تو؟	۵۱
۳۷	صرف شک کی وجہ سے چھوڑی گئی نماز کی قضا ضروری ہے	۵۱
۳۸	حیض کا پتہ دیر سے لگتا ہے تو اس درمیان پڑھی گئی نماز کا حکم	۵۲
۳۹	خون بند ہونے پر غسل میں دیر کرنا	۵۲
۴۰	حیض ونفاس کی حالت میں مسجد میں جانا، قرآن پڑھنا اور چھونے وغیرہ کا مسئلہ	۵۲
۴۱	حیض کی حالت میں آیتوں والے کلینڈر کو ہاتھ لگانا	۵۳
۴۲	جس موبائل فون میں قرآنِ کریم ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہو اسے پکڑنا	۵۴
۴۳	تلاوت کی نیت کے بغیر قرآن کی آیت اور دوسری دعائیں پڑھنا	۵۴
۴۴	قرآنِ کریم کی معلمہ حیض کی حالت میں کس طرح سبق دے؟	۵۵
۴۵	حیض کی حالت میں قرآنِ مجید اور دوسری کتابیں پڑھنا	۵۵
۴۶	حفظ کرنے والی لڑکی	۵۶
۴۷	قرآن کریم یا کسی اور چیز کے گرنے کا اندیشہ ہو تو اچانک ہاتھ لگانے کا حکم	۵۶
۴۸	حیض کی حالت میں ایک مستحب عمل	۵۷
۴۹	ناپاکی کی حالت میں ہی حیض آ گیا	۵۷
۵۰	سمندری جہاز میں تیمم کا حکم	۵۷
۵۱	حیض کی حالت میں اعتکاف کرنا	۵۸
۵۲	سنت اعتکاف کے درمیان حیض آ جائے تو؟	۵۸

۵۳	نفلی اعتکاف کے درمیان میں حیض آجائے تو قضا نہیں ہے	۵۹
۵۴	حیض کے علاوہ کوئی اور خون آئے تو اعتکاف نہیں ٹوٹے گا	۵۹
۵۵	حیض کے علاوہ خون آیا اور مُعتکف سے ہٹ گئی	۵۹
۵۶	حیض کی حالت میں سجدۂ تلاوت واجب نہیں	۶۰
۵۷	حیض والی عورت کا کھانا پکانا اور ناخن کاٹنا	۶۰
۵۸	حیض کی حالت میں مہندی لگانا	۶۰
۵۹	دوا کے ذریعہ حیض کا خون روکنا	۶۱
۶۰	دوائی سے حیض کے دنوں کو روک کر رکھے ہوئے روزوں کا حکم	۶۱
۶۱	گدّی رکھنے کا حکم	۶۲
	نفاس کے مسائل	۶۳
۶۲	نفاس کی تعریف۔نفاس کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت	۶۳
۶۳	آدھا بچہ نکلا	۶۳
۶۴	حمل کے گرنے کے بعد آنے والا خون	۶۴
۶۵	آپریشن کے ذریعہ ولادت پر آنے والا خون	۶۴
۶۶	نفاس کے درمیان پاکی بھی نفاس کے حکم میں ہے	۶۴
۶۷	اگر خون چالیس دن سے بڑھ گیا	۶۵
۶۸	عادت سے زیادہ خون آئے	۶۵
۶۹	نفاس میں نماز اور روزہ کا مسئلہ	۶۶
	استحاضہ کے مسائل	۶۷
۷۰	استحاضہ کی تعریف	۶۷

۷۱	استحاضہ کا حکم	٦۷
۷۲	مستحاضہ اپنی عادت بھول جائے	٦۷
۷۳	بیماری کے خون	٦۸
۷۴	حمل کے زمانہ میں خون آنے کا مسئلہ	٦۹
۷۵	بیمار (معذور) کا مسئلہ	٦۹
۷٦	معذور بننے کی شرط	٦۹
۷۷	لیکوریا (Leucorrhea) کا حکم	۷۱
	عورتوں کے وضو و غسل کے مخصوص مسائل	۷۳
۷۸	وضو کے فرائض	۷۳
۷۹	نیل پالش اور لپ اسٹک لگی ہونے سے وضو اور غسل کا مسئلہ	۷۳
۸۰	ووٹ کی نشانی کے ساتھ وضو	۷۴
۸۱	تنگ انگوٹھی، اِئیرنگ اور نتھ (Nose pin) کے ساتھ وضو	۷۴
۸۲	ناخن میں لگا ہوا آٹا خشک ہو گیا	۷۴
۸۳	ننگا ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا	۷۵
۸۴	غسل کب واجب ہوتا ہے؟	۷۵
۸۵	جنبی عورت حائضہ ہو گئی	۷۵
۸٦	غسل کے فرائض	۷٦
۸۷	جنابت اور حیض کے غسل میں چوٹی کھولنے کا مسئلہ	۷۷
۸۸	غسل کرنے کے بعد وضو کی ضرورت نہیں	۷۷
۸۹	غسل خانہ اور بیت الخلا میں بات چیت کرنا	۷۷

۹۰	غسل خانہ میں پیشاب کرنا	۷۸
۹۱	دودھ پیتے بچوں کا پیشاب بھی ناپاک ہے	۷۸
۹۲	بچے کو دودھ پلانے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے	۷۸
۹۳	قے (Vomiting) کا مسئلہ	۷۹
۹۴	عورت کی شرم گاہ میں انگلی داخل کرنے سے وضو کا مسئلہ	۷۹
۞	**عورتوں کی نماز کے مخصوص مسائل**	۸۰
۹۵	نماز میں عورت کے چھپائے جانے والے اعضا	۸۰
۹۶	کتنا ستر کھلنے سے نماز نہیں ہوتی؟	۸۱
۹۷	عورت کی چوٹیاں	۸۲
۹۸	چست لباس پہن کر نماز پڑھنا	۸۲
۹۹	بہت باریک کپڑے پہن کر نماز پڑھنا	۸۲
۱۰۰	نماز میں باریک دوپٹہ استعمال کرنا	۸۲
۱۰۱	ساڑھی پہن کر نماز پڑھنا	۸۳
۞	**عورت کے نماز پڑھنے کا طریقہ**	۸۴
۱۰۲	قیام (نماز میں کھڑا رہنا)	۸۴
۱۰۳	رکوع	۸۵
۱۰۴	قومہ (رکوع سے کھڑے ہونے کی حالت)	۸۶
۱۰۵	سجدہ	۸۶
۱۰۶	جلسہ (دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا)	۸۷
۱۰۷	دوسری رکعت	۸۷

۱۰۸	پہلا قعدہ	۸۸
۱۰۹	تیسری رکعت	۸۹
۱۱۰	چوتھی رکعت	۹۰
۱۱۱	آخری قعدہ	۹۰
۱۱۲	درود شریف کے بعد کی دعا	۹۱
۱۱۳	سلام	۹۱
۱۱۴	عورت اور مرد کی نماز کی حالت میں فرق	۹۳
۱۱۵	مرد امام کا عورتوں کو تراویح پڑھانا	۹۶
❁	**بناؤ سنگار اور فیشن کے مسائل**	۹۷
۱۱۶	دوسروں کی مشابہت اختیار کرنا	۹۷
۱۱۷	فیشن کا حکم صرف شوہر کے لیے ہے	۹۸
۱۱۸	فیشن کے نقصانات	۹۹
۱۱۹	بیوٹی پارلر (Beauty parlour) میں جانا	۱۰۱
۱۲۰	بیوٹی پارلر میں کام کرنے والی عورتیں	۱۰۲
۱۲۱	دلہن کو بیوٹی پارلر میں سنوارنا	۱۰۲
۱۲۲	دلہن کو سنوارنے میں نماز قضا کرنا	۱۰۴
۱۲۳	آئی برو (Eyebrow) کا مسئلہ	۱۰۴
۱۲۴	نیل پالش (Nail polish)	۱۰۵
۱۲۵	لِپ اِسٹک (Lipstick)	۱۰۵
❁	**بالوں کے مسائل**	۱۰۶

۱۲۶	عورتوں کا بال کٹوانا	۱۰۶
۱۲۷	جُوڑے باندھنے کے بارے میں اہم وضاحت	۱۰۷
۱۲۸	سینہ، پیٹ اور گردن وغیرہ کے بالوں کا مسئلہ	۱۰۸
۱۲۹	ناف کے نیچے کے بال کا مسئلہ	۱۰۸
۱۳۰	بالوں کے ساتھ دوسرے انسانی بالوں کو (Wig) لگانا	۱۰۸
۱۳۱	بالوں کے ساتھ مصنوعی (Artificial) چیزیں لگانے کا حکم	۱۰۹
۱۳۲	کنگھی وغیرہ کے ذریعہ اکھڑے ہوئے بالوں کا مسئلہ	۱۰۹
۱۳۳	مہندی کا استعمال	۱۰۹
۱۳۴	بالوں میں مہندی اور خضاب لگانا (Hair dye)	۱۱۰
۞	**زیورات کے مسائل**	۱۱۱
۱۳۵	زیورات کے شرائط	۱۱۱
۱۳۶	مختلف دھاتوں سے بنی ہوئی انگوٹھیاں	۱۱۱
۱۳۷	ٹیٹو بنانا یا اسٹیکر لگانا (Tattooing & Stickering)	۱۱۲
۱۳۸	اونچی ایڑی کی چپل یا جوتی پہننا	۱۱۲
۞	**کپڑوں کے مسائل**	۱۱۳
۱۳۹	لباس کا مقصد	۱۱۳
۱۴۰	لباس کیسا ہو؟	۱۱۳
۱۴۱	لباس ایسا نہ ہو	۱۱۴
۱۴۲	شارٹ لباس کا حکم	۱۱۵
۱۴۳	تصویر والے کپڑے	۱۱۵

۱۴۴	الگ الگ رنگ کی چوڑیاں اور کپڑے پہننا جائز ہے	۱۱۵
۱۴۵	پردہ	۱۱۶
۱۴۶	ستر اور پردے میں فرق	۱۱۶
۱۴۷	برقعہ پہننے کا شرعی حکم	۱۱۷
۱۴۸	پردہ کس عمر سے ضروری ہے؟	۱۱۸
۱۴۹	گھر میں بے پردگی	۱۱۹
۱۵۰	عورت کے محرم رشتہ دار	۱۱۹
۱۵۱	عورت کے نسبی (خاندانی) محارم	۱۲۰
۱۵۲	عورت کے صہری (سسرالی) محارم	۱۲۰
۱۵۳	عورت کے نامحرم رشتہ دار	۱۲۲
۱۵۴	عورتوں کی نوکری اور ملازمت کا مسئلہ	۱۲۳
۱۵۵	مجبوری میں نوکری کے لیے نکلنے کی اجازت اور اس کی شرطیں	۱۲۴
۱۵۶	عورت کی ملازمت کے کچھ فائدے	۱۲۶
۱۵۷	عورت کی ملازمت کے نقصانات	۱۲۷

دوسرا باب: غلط باتیں، رسومات، کھیل کود، موبائل، انٹرنیٹ، گناہ، نظر اور شرم گاہ کی حفاظت وغیرہ کے متعلق اسلامی تعلیمات

	منگنی ونکاح کی رسومات	۱۳۰
۱۵۸	رشتہ (منگنی) کرنا	۱۳۰
۱۵۹	منگنی (Engagement) میں لین دین	۱۳۰

۱۶۰	منگنی کے وقت کسی عالم سے دعا کرانا	۱۳۰
۱۶۱	منگنی کے بعد لڑکے اور لڑکی آپس میں کس طرح رہیں؟	۱۳۰
۱۶۲	عشق سے نکاح (Love Marriage)	۱۳۱
۱۶۳	والدین کا دل دُکھا کر رشتہ	۱۳۲
۱۶۴	نکاح کے لیے رشتہ پسند کرنا	۱۳۳
۱۶۵	ایک قصہ	۱۳۴
۱۶۶	ورنہ زمین پر بہت بڑا فتنہ وفساد برپا ہوگا	۱۳۴
۱۶۷	دعوت نامہ (Invitation Cards) کا مسئلہ	۱۳۴
۱۶۸	شادی سے پہلے ڈریس کوڈ (Dress Code)	۱۳۵
۱۶۹	رخصتی کے وقت دلہن کا رونا	۱۳۵
۱۷۰	ہلدی لگانا	۱۳۶
	موت کے وقت کی رسومات	۱۳۷
۱۷۱	بیوہ کی چوڑیاں توڑنا	۱۳۷
۱۷۲	نامحرموں کے ساتھ لپٹ کر رونا	۱۳۷
۱۷۳	ایک بار تعزیت کے بعد دوبارہ تعزیت کے لیے جانا	۱۳۷
۱۷۴	مرنے والے کے کپڑے وغیرہ تقسیم سے پہلے خیرات کر دینا	۱۳۸
۱۷۵	مرنے کے بعد ''روح'' بھٹکتی رہتی ہے ایسا عقیدہ رکھنا	۱۳۸
۱۷۶	میت کے گھر صرف ایک دن کھانا پہنچانا چاہیے	۱۳۹
۱۷۷	مرنے والے کے پاس حیض اور نفاس والی عورت کا جانا	۱۳۹
	متفرقات	۱۴۰

۱۷۸	بچوں کی سال گرہ (Birthday) منانا	۱۴۰
۱۷۹	غصے میں اپنی اولاد کو بد دعائیں نہ دیں	۱۴۰
۱۸۰	بات بات میں ’’حرامی‘‘ نہ بولیں	۱۴۱
۱۸۱	نماز کے بعد مصلیٰ کے کونے کو موڑنا	۱۴۱
۱۸۲	اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کی قسم کھانا	۱۴۱
۱۸۳	قرآنِ مجید پر کوئی چیز رکھنا	۱۴۲
۱۸۴	قرآنِ کریم وغیرہ کے پرانے کاغذات کا کیا کریں؟	۱۴۲
۱۸۵	انسان پہلے بندر نہیں تھا	۱۴۳
۱۸۶	عام راستوں پر ضرورت سے زیادہ پانی چھڑکنا	۱۴۳
۱۸۷	پیشاب، پاخانہ کے وقت تھوکنا نہیں چاہیے	۱۴۴
۱۸۸	طلاق والی عورت کا عدت میں فیشن کرنا	۱۴۴
۱۸۹	شوہر کو نام لے کر بلانا	۱۴۴
۱۹۰	بعض ایسی غلط باتیں جو لوگوں میں مشہور ہیں	۱۴۴
۱۹۱	استخارہ کا معنی	۱۴۵
	کھیل کود، موبائل، انٹرنیٹ وغیرہ کے مسائل	۱۴۶
۱۹۲	گڑیا کھیلنا	۱۴۶
۱۹۳	بچوں کے کھلونے	۱۴۶
۱۹۴	کھیل کے متعلق خلاصہ	۱۴۷
۱۹۵	موبائل	۱۴۸
۱۹۶	گیم کھیلنے کے نقصانات	۱۴۸

۱۹۷	موبائل اور فلم	۱۵۰
۱۹۸	موبائل اور گانا (Music)	۱۵۰
۱۹۹	انٹرنیٹ کا صحیح استعمال	۱۵۰
۲۰۰	انٹرنیٹ کا غلط استعمال	۱۵۱
۲۰۱	سوشیل میڈیا (Social Media) کا استعمال	۱۵۱
۲۰۲	سینیما اور فلم	۱۵۲
۲۰۳	بلو (Blue) اور سیکسی فلم	۱۵۳
۲۰۴	گناہ	۱۵۴
۲۰۵	ہوس (خواہش)	۱۵۴
۲۰۶	گناہ کے نقصانات	۱۵۵
۲۰۷	بڑے بڑے گناہ جن سے بچنا بہت ضروری ہے	۱۵۶
	نظر و شرمگاہ کی حفاظت کے متعلق اسلامی الخ	۱۵۸
۲۰۸	نوکروں سے پردہ	۱۵۸
۲۰۹	نامحرم کو دیکھنا	۱۵۹
۲۱۰	زنا	۱۵۹
۲۱۱	جہنم کی آگ کے تندور میں چیخنے والیاں	۱۶۱
۲۱۲	زنا کے دنیوی نقصان	۱۶۱
۲۱۳	آخرت کے نقصانات	۱۶۲
۲۱۴	پرائے مرد کے ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنا	۱۶۲
۲۱۵	ہاتھ سے منی نکالنا	۱۶۳

۲۱۶	ہاتھ سے منی نکالنے کے جسمانی نقصانات	۱۶۴
۲۱۷	گناہ سے بچنے کا علاج	۱۶۶
۲۱۸	ایک بزرگ کا اپنے نفس کو ایک بات کہنا	۱۶۷
۲۱۹	توبہ	۱۶۸
۲۲۰	توبہ کے بڑے بڑے فائدے	۱۶۸
	تیسرا باب: سیرت: امہات المؤمنین کے پاکیزہ حالات	
۲۲۱	قرآن میں امہات المؤمنین کا تذکرہ	۱۷۰
۲۲۲	امہات المؤمنین؛ یعنی امت کی مائیں	۱۷۱
۲۲۳	امہات المؤمنین کی چند خوبیاں	۱۷۱
۲۲۴	امہات المؤمنین کا فقر و فاقہ	۱۷۲
۲۲۵	امہات المؤمنین عام عورتوں کی طرح نہیں	۱۷۲
۲۲۶	ایک عورت کی دین داری کا اثر پورے خاندان پر	۱۷۳
۲۲۷	شریعت پر عمل کرنے کی برکت	۱۷۴
۲۲۸	اکثر امہات المؤمنین بیوہ تھیں	۱۷۵
۲۲۹	امہات المؤمنین کی تعداد اور مبارک نام	۱۷۵
۲۳۰	ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا: مختصر پہچان	۱۷۶
۲۳۱	سب سے پہلی ام المؤمنین	۱۷۶
۲۳۲	ایمان لانے میں عورتوں کا نمبر پہلا ہے	۱۷۷
۲۳۳	طاہرہ لقب	۱۷۷
۲۳۴	دنیا و آخرت کی چار بڑی نیک عورتیں	۱۷۸

۲۳۵	اللہ کی طرف سے سلام اور جنت میں موتی کے محل کی خوش خبری	۱۷۸
۲۳۶	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد	۱۷۹
۲۳۷	آج تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہی چلا ہے	۱۸۰
۲۳۸	وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت	۱۸۱
۲۳۹	ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا: مختصر پہچان	۱۸۲
۲۴۰	حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی ایک خوبی	۱۸۲
۲۴۱	بہت زیادہ سخاوت کرنے والی اور ہنس مکھ، ایک واقعہ	۱۸۳
۲۴۲	وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت	۱۸۳
۲۴۳	اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: مختصر پہچان	۱۸۴
۲۴۴	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت	۱۸۴
۲۴۵	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خوبیاں	۱۸۵
۲۴۶	قرآن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا اعلان	۱۸۷
۲۴۷	دنیا میں معافی کا اعلان	۱۸۷
۲۴۸	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خوش مزاجی کا ایک واقعہ	۱۸۸
۲۴۹	وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت	۱۸۹
۲۵۰	اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا: مختصر پہچان	۱۸۹
۲۵۱	خاندان کے اعتبار سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خوش نصیبی	۱۹۰
۲۵۲	حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی دوسری خوش نصیبی	۱۹۰
۲۵۳	وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت	۱۹۱
۲۵۴	اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا: مختصر پہچان	۱۹۱

۲۵۵	وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت	۱۹۲
۲۵۶	اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ بنت ابوامیہ رضی اللہ عنہا: مختصر پہچان	۱۹۲
۲۵۷	مدینہ کی طرف ہجرت کا دردناک واقعہ	۱۹۲
۲۵۸	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکاح کا واقعہ	۱۹۸
۲۵۹	وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت	۱۹۹
۲۶۰	اُم المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا: مختصر پہچان	۱۹۹
۲۶۱	حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا تین باتوں پر فخر	۲۰۰
۲۶۲	زینب رضی اللہ عنہا کی خوبیاں عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی	۲۰۰
۲۶۳	اللہ کی طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والی	۲۰۱
۲۶۴	لمبے ہاتھ والی	۲۰۱
۲۶۵	وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت	۲۰۲
۲۶۶	اُم المؤمنین حضرت جُوَیرِیہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا: مختصر پہچان	۲۰۳
۲۶۷	وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت	۲۰۳
۲۶۸	اُم المؤمنین حضرت اُمِّ حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا: مختصر پہچان	۲۰۴
۲۶۹	وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت	۲۰۵
۲۷۰	اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا: مختصر پہچان	۲۰۶
۲۷۱	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ایک خواب	۲۰۷
۲۷۲	خواب کی تعبیر	۲۰۷
۲۷۳	حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کا ایک نمونہ	۲۰۸
۲۷۴	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی	۲۰۹

۲۷۵	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ۔ایسا ولیمہ بھی ہوسکتا ہے	۲۱۰
۲۷۶	وفات،قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت	۲۱۱
۲۷۷	اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا: مختصر پہچان	۲۱۱
۲۷۸	وفات،قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت	۲۱۲
چوتھا باب: آداب واخلاق		
۲۷۹	سو کر اٹھتے وقت کے آداب۔استنجا کے آداب	۲۱۴
۲۸۰	تھوکنے کے آداب	۲۱۶
۲۸۱	چھینکنے کے آداب	۲۱۷
۲۸۲	ناخن کاٹنے کے آداب	۲۱۸
۲۸۳	سر میں تیل ڈالنے کے آداب۔سر میں تیل لگانے کا سنت طریقہ	۲۱۹
۲۸۴	زیتون	۲۲۰
۲۸۵	مسواک کے فائدے اور آداب	۲۲۰
۲۸۶	سواری (گاڑی،بائک،ٹرین،پلین وغیرہ) کے آداب	۲۲۲
۲۸۷	میت کے گھر تعزیت کے لیے جانے کے آداب	۲۲۳
۲۸۸	دینی مجلس اور تعلیم میں جانے کے آداب	۲۲۳
۲۸۹	قرآن کے آداب	۲۲۵
۲۹۰	تہجد کے آداب۔جمعہ کے اعمال وآداب	۲۲۷
۲۹۱	بیٹھنے کے آداب	۲۲۸
۲۹۲	لین،دین کے آداب	۲۲۹
۲۹۳	دعا کے آداب	۲۳۰

کلماتِ بابرکت

از: سیدی و مرشدی حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم
(شیخ الحدیث و سرپرست دارالافتا: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، سیدنا ونبینا وحبیبنا وشفیعنا محمد وآلہ وأصحابہ أجمعین، أما بعد:

فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم.

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝۲۴ (الم سجدۃ)

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ. (متفق علیہ)

ہمارے اسلاف نے مکاتب و مدارس کا جو نظام قائم کیا ہے وہ درحقیقت ایمان و اسلام کی بقا کا ایک اہم ذریعہ ہے، جس کو اُس زمانے کے اعتبار سے ہمارے اکابر نے محسوس کیا اور اس کو شروع کیا۔

انگریز جب اِس ملک کے اندر آیا اُس سے پہلے اسلامی حکومت تھی اور جہاں جہاں اسلامی حکومت رہی وہاں مسلمان حکمرانوں نے ایمان و اسلام کی بقا کے لیے تعلیم و تربیت کے سلسلے جاری کیے اور ہر جگہ یہ سلسلے جاری تھے اور ان تمام سلسلوں کی سرپرستی حکومتِ اسلامیہ کرتی تھی، جیسے آج کل دنیوی اور عصری علوم اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں حکومت کی سرپرستی میں پڑھائے جاتے ہیں، اُس زمانے میں دینی اور دنیوی علوم الگ الگ نہیں تھے؛ بلکہ دونوں ایک ساتھ پڑھائے جاتے تھے اور جو آدمی

دینی علوم کے اندر ماہر ہوتا تھا وہ دنیوی علوم سے بھی پورے طور پر واقف ہوتا تھا؛ لیکن جب اسلامی حکومت گئی اور اِس ملک میں انگریزوں کا عمل دخل آیا تو ان کی کوشش یہ تھی کہ اسلام کو ختم کیا جائے، ہمارے اکابر نے اول وہلہ میں کوشش یہ کی کہ انگریز کو یہاں سے نکالا جائے اور اس کے لیے انھوں نے مسلح جدوجہد کی، ہمارے اکابر نے اپنے پیر ومرشد سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجرِ مکیؒ کی ماتحتی میں میدانِ جہاد میں باقاعدہ انگریزوں کا مقابلہ کیا؛ لیکن اس میں کامیابی نصیب نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔

جب انھوں نے دیکھا کہ ہم مسلح جدوجہد کے ذریعہ انگریزوں کو زیر نہیں کر سکیں گے تو ان حضرات نے دوسری نہج پر سوچنا شروع کیا کہ اِس ملک میں ایمان و اسلام کو کس طرح باقی رکھا جائے؟ تو یہ طے پایا کہ ایک مدرسہ ایسا قائم کیا جائے جس میں دینی علوم پڑھائے جائیں اور اس مدرسہ کی بقا حکومت کی کسی امداد پر موقوف نہ ہو؛ بلکہ مسلمان عوام ہی اس کی بقا کے لیے تعاون کریں، دارالعلوم دیوبند کا قیام اسی سلسلے کی پہلی کڑی تھی، مسلمانوں کو ترغیب دے کر ان میں چندہ کا سلسلہ شروع ہوا کہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے دین کی حفاظت کے لیے اپنے مال میں سے ایک حصہ نکالے اور مدارس میں خرچ کرے، اس طرح دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا اور اسی کے ماتحت مکاتب کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔

ایک تو مکاتب ہیں اور ایک مدارس ہیں، یہ جو مدارسِ عربیہ ہیں وہ لوگوں کو وہ علم سکھاتے ہیں جو فرضِ کفایہ کا درجہ رکھتا ہے، فرضِ کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ ہر علاقے اور ہر بستی میں کچھ ایسے علما اور حضرات ہونے چاہیے جو دین کے تمام یا اکثر و بیشتر

مسائل سے واقف ہوں اور لوگوں کو جب اس کی ضرورت پیش آئے تو لوگ ان کی طرف رجوع کرسکیں اوران سے رہنمائی حاصل کریں۔

اور علم کا ایک دوسرا درجہ فرضِ عین کا ہے، جس کا سیکھنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، بحیثیت مسلمان کے جب تک وہ ان امور کی معلومات حاصل نہیں کرے گا وہ ایمان واسلام کے تقاضوں کو پورا نہیں کرسکتا۔

جب کوئی مسلمان بچہ بالغ ہوتا ہے؛ چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی تو بالغ ہوتے ہی اس پر نماز فرض ہوجاتی ہے، روزہ فرض ہوجاتا ہے، اگر وہ صاحبِ نصاب ہے تو زکوۃ بھی فرض ہوجاتی ہے اور صاحبِ استطاعت ہے تو حج بھی فرض ہوجاتا ہے تو یہ عبادتیں آدمی پر اس کے بالغ ہوتے ہی لازم ہوجاتی ہیں، ان میں پہلی دو عبادتیں جو بتلائی گئیں وہ تو ایسی ہیں جو ہر ایک پر فرض ہے، کوئی بھی اس سے بچا ہوا نہیں، ان عبادتوں کی ادائیگی کے لیے جن جن مسائل سے واقفیت ضروری ہے، ان میں پاکی، ناپاکی وغیرہ کے مسائل آتے ہیں، اسی طرح معاشرت؛ یعنی ان پر ماں باپ کے، میاں بیوی کے، بھائی بہن کے، رشتے داروں کے جو آپسی حقوق ہیں ان کو معلوم کرنا ضروری ہے، بحیثیت مسلمان کے ایک مسلمان کے لیے ضروری اور بنیادی عقائد کو جاننا بھی ضروری ہے؛ اس لیے اس کو اولین درجہ حاصل ہے، اولین درجہ میں اسی کو سکھایا جاتا ہے، اگر اس میں کوئی کمی رہ گئی تو آدمی کا ایمان ہی باقی نہیں رہتا۔

یہ عقائد، عبادات خصوصاً نماز، روزہ کے مسائل جاننا ضروری ہے، قرآن ہماری بنیادی کتاب ہے، اس کو سیکھنا، دیکھ کر پڑھنے کی صلاحیت حاصل کرنا، اس کے اتنے حصے کو حفظ کرنا جس کو نماز میں پڑھا جاسکے اور اس کو صحیح طریقے سے تجوید کے ساتھ

پڑھنا، پھر حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے واقفیت حاصل کرنا یہ ساری وہ چیزیں ہیں جو ایک مسلمان کے لیے بحیثیت مسلمان کے ضروری ہے، اِن چیزوں سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے ہمارے بزرگوں نے مکاتب کا یہ سلسلہ جاری فرمایا ہے؛ تاکہ ہر مسلمان بچے کو اس میں لاکر ان چیزوں سے واقف کرایا جاسکے، جب یہ ضروری چیزیں اس کے علم میں لائی گئیں تب اس کا ایمان محفوظ ہوجائے گا۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے والد حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحبؒ حضرت مفتی مظفر حسین صاحب کاندھلویؒ کے خلیفہ تھے اور حضرت مفتی مظفر حسین صاحب کاندھلویؒ کی فکر غیر آباد مسجدوں کو آباد کرنے کی تھی، حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کاندھلویؒ میں بھی اپنے پیرومرشد کا یہ اثر آیا، حضرت مفتی مظفر حسین صاحب کاندھلویؒ کی نواسی ان کے نکاح میں تھی، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی والدہ حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ کی نواسی ہوتی ہے۔

بہرحال! حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کاندھلویؒ نے اپنے شیخ سے مذکورہ اثر لے کر دہلی میں نظام الدین کی بنگلہ والی مسجد کو اپنا میدانِ عمل بنایا، اس کے بعد آپ نے میوات کے علاقے میں اس سلسلے کو شروع کیا جہاں بہت زیادہ جہالت تھی، ان کی وفات کے بعد ان کے بڑے صاحب زادے حضرت مولانا محمد میاں صاحبؒ ان کے جانشین بنے، ان کی والدہ اور حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کی والدہ الگ الگ تھیں، ان کے انتقال کے بعد لوگوں کی طرف سے مطالبہ ہوا کہ اس سلسلے کو باقی رکھا جائے، اُس زمانے میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ مظاہر العلوم کے اندر تدریسی خدمات

انجام دے رہے تھے، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ - جو ان کے شیخ اور استاد تھے، ان - سے درخواست کی گئی تو حضرت مولانا نے غور و فکر کے بعد حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کو وہاں بھیجنے کا فیصلہ فرمایا۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے وہاں تشریف لے جانے کے بعد پہلی کوشش یہی کی تھی کہ مکاتب قائم کیے جائیں، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے میوات کے علاقے میں اِس کام کو جاری رکھنے کا عزم فرمایا، آپ کی وہاں تشریف بری سے پہلے ہی آپ کے خاندان والوں کی کوششوں سے وہاں مختلف جگہوں پر ۵۰ یا ۶۰ مکاتب قائم ہو چکے تھے، آپ نے غور کیا اور اِس نتیجے پر پہنچے کہ اس علاقے میں مکاتب کو پھیلانے کے لیے مقامی لوگوں میں بھی اس کا ذوق وشوق ہونا ضروری ہے اور یہاں جہالت کی وجہ سے لوگ دین، احکامِ دین اور دینی علوم سے ناواقف ہیں، انھیں اس کی اہمیت ہی معلوم نہیں تو بھلا اس کو قائم کرنے میں کیسے تعاون کریں گے اور کیسے دل چسپی لیں گے تو ان کی اس غیر دل چسپی اور بے رغبتی کو دیکھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ پہلے ان کے اندر علمِ دین کی طلب پیدا کی جائے، اسی مقصد کے لیے حضرت مولاناؒ نے دعوت وتبلیغ کا سلسلہ جاری فرمایا۔

حضرت مولانا فرمایا کرتے تھے کہ: دعوت وتبلیغ کا سلسلہ کیا ہے؟ یہ تو ہر آدمی کے دل میں دین کی طلب پیدا کرنے کے لیے ہے اور جب اس کے اندر دین کی طلب پیدا ہو جائے گی تو وہ خود اس کو حاصل کرے گا اور اس کے نتیجے میں دین کے تمام شعبے زندہ ہوں گے۔

بہر حال! ہمارے اکابر نے یہ مدارس ومکاتب کا جو سلسلہ شروع فرمایا وہ اِس

ملک میں مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے ایک بہت ہی اہم فیصلہ تھا۔ کسی نے ان مدارس ومکاتب میں پڑھانے والے مُلّا اور مولویوں کے متعلق علامہ اقبال سے پوچھا تھا، پوچھنے والے کا مقصد تو تنقید تھی کہ اس طرح یہ مولوی لوگ مسلمان بچوں کو بے کار کردینا چاہتے ہیں تو علامہ اقبالؒ نے جواب میں فرمایا:

''اِن ملّاؤں کو ان کے حال پر رہنے دو اور اپنی جگہ کام کرنے دو، اگر یہ نہیں ہوں گے تو کیا ہوگا وہ میں اسپین میں دیکھ کر کے آیا ہوں کہ وہاں صدیوں تک اسلامی حکومت رہنے کے باوجود آج کوئی کلمہ پڑھنے والا نہیں''۔

اور یہ واقعہ ہے کہ انگریز نے یہاں حکومت کرنے کے دوران اِس کی بھرپور کوشش کی کہ اسلام کو یہاں سے بالکلیہ ختم کردیا جائے؛ لیکن یہ الگ بات ہے کہ وہ اپنی اِن کوششوں میں ناکام رہا؛ اگرچہ اس نے رخنے ڈالے؛ لیکن اس سلسلے کو بند نہیں کرسکے۔

تو یہ ہمارے اکابر کے قائم کردہ دو سلسلے ہیں، ان میں جو بڑے مدارس ہیں ان میں طلبہ اپنی اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق علم حاصل کرتے ہیں، بعض اعلیٰ صلاحیت کے حامل ہوتے ہیں تو فارغ ہوکر مدارسِ عربیہ ہی میں تدریسی خدمات انجام دیتے ہیں، بعض متوسط درجے کے ہوتے ہیں تو مکاتب کا نظام سنبھالتے ہیں، تو اس طرح یہ علومِ دینیہ کی خدمات کا سلسلہ ملک اور بیرونِ ملک میں جاری ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ خدمات بڑی اہم خدمات ہیں؛ لیکن ان خدمات کو انجام دیتے ہوئے ہمیں اپنی ذمّے داریوں کا احساس ہونا ضروری ہے کہ: میں کون ہوں؟ مجھے کیا کرنا ہے؟ میری کیا ذمّے داریاں ہیں؟ اور میں کس طرح اپنی ذمّے داریوں کو بحسن وخوبی انجام دے سکتا ہوں؟

اِس میں دو چیزیں ہیں: ایک تو یہ کہ آپ عالم ہیں، آپ چاہتے ہیں کہ کسی جگہ ملازم نہ ہوں پھر بھی آپ کے حاصل کردہ علم کا حق اور تقاضا یہ ہے کہ اس کو آپ دوسروں تک پہنچائیں، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً. (البخاري)

میری طرف سے لوگوں کو پہنچاؤ؛ چاہے ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔

ایک چھوٹی سی بات کیوں نہ ہو اس کو لوگوں تک پہنچانا ہے؛ چاہے آپ کسی ادارہ کے ساتھ، کسی مکتب کے ساتھ، کسی سوسائٹی کے ساتھ عقدِ اجارہ کریں یا نہ کریں، بحیثیت عالم کے آپ کی یہ ذمّے داری بنتی ہے کہ آپ یہ چیزیں لوگوں تک پہنچائیں، لوگوں کے عقائد کی درستگی، ان کے اعمال کی درستگی، ان کی عبادات کی درستگی، ان کی معاشرت اور اخلاق کی درستگی اور دین کے مختلف شعبوں میں آپ ان کی مختلف طریقوں سے رہنمائی کریں، یہ رہنمائی بحیثیت عالم کے آپ کا فریضہ اور ذمّے داری ہے۔

دوسرا یہ کہ آپ کسی کمیٹی کے ساتھ، کسی مکتب کے ساتھ معاہدہ کریں اور ایک گھنٹہ، دو گھنٹہ، چار گھنٹہ پڑھانے کا عقدِ اجارہ کریں، یہ دو چیزیں ہوگئیں کہ بحیثیت عالم کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر جو ذمّے داری ڈالی گئی تھی اس کا تقاضا یہ تھا کہ آپ اِس امانت کو دوسروں تک پہنچاتے اور اُس کو پہنچانے میں آپ اپنی مقدور بھر کوشش میں کمی نہ کرتے، مزید براں کہ آپ نے جب عقدِ اجارہ کرلیا تو یہ بات اب آپ پر دوسری حیثیت سے بھی لازم ہوگئی، اسی وجہ سے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۸ (المؤمنون)

جو لوگ اپنی امانتوں اور عہد و پیمان کے تقاضوں کی رعایت کرتے ہیں اور

اس کو پورا کرتے ہیں۔

عقدِ اجارہ کی حیثیت سے دو یا تین گھنٹے تعلیم وتبلیغ آپ کی ذمّے داری بنتی ہے، جب کہ بحیثیت عالم کے آپ کی ذمّے داری ان دو یا تین گھنٹوں تک محدود نہیں؛ بلکہ چوبیس گھنٹے آپ کی یہ ذمّے داری ہے؛ اس لیے کہ آپ کی حیثیت تو ایک سپاہی کی سی ہے، ملک کا جو سپاہی ہوتا ہے وہ ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی ڈیوٹی کسی وقت کی پابند نہیں، اس کو تو چوبیس گھنٹے تیار رہنا پڑتا ہے، اسی طرح آپ کو بھی ہمہ وقت اپنی اِس ذمّے داری کو ادا کرنے کے لیے تیار رہنا ہے، آپ کے لیے انتظامیہ نے جو وقت مقرر کیا ہے اس وقت میں ایک منٹ کا بھی ہر گز ناغہ نہیں ہونا چاہیے۔

بہر حال! مکاتبِ قرآنیہ کا یہ سلسلہ ہمارے اکابر کا قائم کردہ ہے اور مقصد دین کو اس ملک کے اندر باقی رکھنا ہے، جب تک قیامت قائم نہیں ہوگی وہاں تک یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیے؛ اس لیے ہمارے بزرگوں نے مکاتب کے سلسلے میں بڑا اہتمام کیا اور خاص کر کے ہمارے علاقۂ گجرات میں مختلف حضرات نے شخصی طور پر بھی اور ادارے قائم کر کے بھی ان کی ماتحتی میں یہ مکاتب کے سلسلے جاری کیے، اس کے مختلف نصابات جاری کیے، اسی سلسلے کی ایک کڑی عزیزِ گرامی مولانا مفتی محمود بارڈولی سلّمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے رفقا کی کوششیں ہیں کہ وہ مکاتب کے سلسلے کو قائم کیے ہوئے ہیں۔

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے جو پیر و مرشد تھے حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ، ان کو ''میاں جی'' اسی لیے کہتے تھے کہ اس زمانے میں مکتب میں بچوں کو پڑھانے والے کو ''میاں جی'' کہا جاتا تھا، انھوں نے پوری زندگی یہ خدمات انجام دیں، انہی کی طرف نسبت کرتے ہوئے مفتی صاحب نے مکاتب کا یہ سلسلہ

''نورانی مکاتب'' کے نام سے شروع کیا ہے اور الحمدللہ! آج ترقی کرتے کرتے سینکڑوں مکاتب اس کے ماتحت جاری ہیں۔

اور یہ ایک ایسا عجیب وغریب سلسلہ ہے کہ ایسے دیہات جہاں کے بچے تو کیا بڑے بھی کلمہ تک نہیں جانتے تھے ان کو قرآنِ پاک بہترین طریقے سے پڑھنا آجاتا ہے اور ان حضرات نے اِس تعلیم کے واسطے جو طریقے اختیار کیے ہیں وہ بھی بڑے ماشاءاللہ! تجربہ پر مبنی ہیں، اس سلسلے کے ماہر مولانا اسماعیل صاحب کاپودروی زیدمجدہم کی بھی محنتیں ہیں اوران کے ماتحت ان کے تیار کردہ حضرات ہیں، وہ سب حضرات بڑی محنت سے کام کررہے ہیں، حافظ الطاف ہیں اور دوسرے حضرات ہیں، یہ سب اچھا کام کرتے ہیں اور وہ اس سلسلے کو آگے بڑھائے ہوئے ہیں اور اتنا ہی نہیں کہ وہ مکاتب قائم کرتے ہیں؛ بلکہ مکاتب میں پڑھانے والے مدرسین کو کس طریقے سے بچوں کو پڑھانا چاہیے؟ طریقۂ تدریس کی بھی تعلیم دی جاتی ہے، اس کے لیے ماشاءاللہ! ادارے قائم کیے ہیں، وہاں چند مدت رہ کر کے لوگ یہ سلسلے اور طریقے سیکھتے ہیں، ان کا ان سے کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا؛ بلکہ ادارہ ہی ان پر سارے اخراجات کرتا ہے، وہ بس وہاں رہ کر کے تیاری کریں اور سیکھیں اور آگے اس سلسلے کو بڑھائیں۔

بہرحال! نورانی مکاتب کا یہ سلسلہ جو ان حضرات کی طرف سے شروع کیا گیا ہے بڑا بابرکت ہے اور ضرورت ہے اس بات کی کہ اس کی تائید کی جائے، اس کا تعاون کیا جائے، اس کی بھرپور مدد کی جائے اور جہاں جہاں یہ سلسلے جاری ہیں کام کرنے والوں کے حوصلے بڑھائے جائیں، ان کی ہمتیں بلند کی جائیں اور ان کو مادی، مالی اور قانونی ہر اعتبار سے تعاون پہنچانے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو جو اس سلسلے میں لگے ہوئے ہیں جزائے خیر عطا فرمائے، میں ان کی خدمات میں مبارک باد پیش کرتا ہوں اور میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی ان خدمات کے سلسلے کو آگے بڑھائیں، یہی وہ چیز ہے جو آخرت میں کام آنے والی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق وسعادت عطا فرمائے۔

وأخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

املاہ

(حضرت اقدس مفتی) احمد خانپوری (صاحب دامت برکاتہم العالیہ)

مؤرخہ: ۶ر شوال ۱۴۴۲ھ،

مطابق: ۱۹ر مئی ۲۰۲۱ء

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی عَلَّمَنا تعلیمَ الدین أی تعلیم الدین الاسلام القویم والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد خاتم النبیین الذي قال : أنا بُعثتُ مُعلِّما وعلی اٰلہ وصحبہ وعلی من تبعھم بإحسان إلی یوم الدین:

''تعلیم الدین'' کے نام سے مکتب میں تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کے لیے پانچ حصے تیار ہوئے، اللہ کے فضل وکرم سے یہ کام ایسا ہوا کہ جو مکتب کے بچوں کے لیے اور بڑی عمر کے مسلمان مرد و عورت سب کے لیے برابر فائدہ مند ثابت ہو رہا ہے اور ان شاء اللہ! فائدہ مند ثابت ہوتا رہے گا، ہر ہر مسلمان کو اسلامی اور ایمانی زندگی گزارنے کے لیے جن باتوں کا جاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے تقریباً اصولی طور پر وہ تمام بڑی بڑی باتوں کو ان پانچ حصوں میں لے لیا گیا ہے اور جو کچھ باتیں مزید سامنے آئیں الحمدللہ! وہ چھٹے حصہ میں آرہی ہیں۔

اِس چھٹے حصے کے دو حصے ہیں: ایک لڑکیوں کے لیے، دوسرا لڑکوں کے لیے: چونکہ لڑکیاں جب بڑی ہو جاتی ہیں تو ان کے لیے خصوصی طور پر جو مسائل پیش آتے ہیں ان کو چھٹے حصے میں شامل کیا گیا ہے اور جوان ہونے والے بچوں کے لیے ضروری مسائل لڑکوں والے حصہ میں لے لیے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس چھٹے حصے کا اچھا خاصہ اور کافی مقدار کا کام شعبان اور رمضان المبارک میں انجام پایا، علما اور مفتیانِ کرام کی ایک پوری جماعت نے اس کام میں بڑی محنت کی، حق تعالیٰ شانہ ان تمام حضرات کی محنت کو قبول فرمائے،

جن حضرات نے اس میں خصوصیت کے ساتھ تعاون کیا وہ یہ ہیں:

① حضرت مولانا مفتی توصیف صاحب ابن حاجی شکیل، استاذِ حدیث وناظمِ حسابیات: مدرسہ خدیجۃ الکبری وگلشن احمد ٹرسٹ، ورکن: تعلیمی کمیٹی نورانی مکاتب۔

② حضرت مولانا مفتی شکیل صاحب، استاذِ حدیث و ناظم: مدرسہ خدیجۃ الکبری، اون، سورت ورکن: تعلیمی کمیٹی نورانی مکاتب۔

③ حضرت مولانا عمران چانکی صاحب، ورکن: تعلیمی کمیٹی نورانی مکاتب۔

④ حضرت مولانا مفتی عمران صاحب میمن، صدر: ایکتا ایجوکیشن چیری ٹیبل ٹرسٹ تھرادزون، وشرعی نگران برائے نورانی مکاتب۔

⑤ حضرت مولانا آصف صاحب سورتی، معاون: گلشنِ احمد ٹرسٹ سورت و رکن: تعلیمی کمیٹی نورانی مکاتب۔

⑥ حضرت مولانا بلال صاحب گودھرا، معاون: محمود سخاوتی وقف ٹرسٹ، پنچ محل، گودھرا، ورکن: تعلیمی کمیٹی نورانی مکاتب۔

⑦ حضرت مولانا بلال صاحب (اون، سورت) معاون: گلشنِ احمد ٹرسٹ سورت ورکن: تعلیمی کمیٹی نورانی مکاتب۔

اور دوسرے تمام ہی حضرات کو اللہ جزائے خیر عطا فرمائے۔

نصاب علاقہ، حالات اور زمانہ کے حساب سے تبدیلی کو چاہتا ہے، موجودہ حالات کو سامنے رکھ کر ہم نے اِس چھٹے حصے میں مضامین کو ترتیب دیا ہے، آئندہ حالات کے پیشِ نظر اس میں کمی وبیشی اور اضافہ کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

امت کے مستقبل کے فکر مند حضرات اِن چھے حصوں کے مضامین کو دیکھ کر

ہمیں مفید مشوروں سے نوازیں کہ اس میں کن مضامین کا اضافہ یا کن مضامین کی کمی کرنا مفید ہوگا؟ ان شاء اللہ! ہم آپ کے ممنون مشکور ہوں گے اور امّت کے ایمان واسلام کے حفاظت کے اس عظیم کام میں آپ کا بھی ایک حصہ لگ جائے گا جو آپ کے لیے بھی ثواب کا ذریعہ ہوگا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تعلیم الدین کے اس چھٹے حصے کو اور باقی تمام حصوں کو بے انتہا قبول فرمائے، اپنی رضا اور خوشنودی کا ذریعہ بنائے، سب کے لیے صدقۂ جاریہ بناوے، اور مسلمانوں کی موجودہ اور قیامت تک آنے والی نسلوں کی ایمان اور اسلام کی حفاظت کا اس کو بہترین ذریعہ بناوے، آمین۔

(مفتی) محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی

استاذِ تفسیر وحدیث: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

سرپرست و یکے از بانیان: نورانی مکاتب

مؤرخہ: ۲۷/رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ

پہلا باب

ضروری مسائل

ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کے طریقے

ناپاک کپڑے دھونے کا طریقہ

کپڑوں پر لگی ہوئی ناپاکی کی دو قسمیں ہیں:

① دکھائی دینے والی موٹی ناپاکی، جیسے پاخانہ، خون وغیرہ۔

② نہ دکھائی دینے والی پتلی ناپاکی، جیسے پیشاب، مذی، شراب۔

کپڑے پر دکھائی دینے والی موٹی ناپاکی کا مسئلہ

مسئلہ: اگر کپڑے پر دکھائی دینے والی موٹی ناپاکی لگی ہو تو اتنی دیر دھوتے رہیں کہ کپڑوں کے اوپر سے اور اندر سے ناپاکی کے اثرات دور ہوجائیں اور ناپاکی کا ایسا اثر (رنگ، مزہ اور بو) بھی ختم ہوجائے کہ جو صرف سادہ پانی سے کپڑا دھونے سے عام طور پر دور ہوجاتا ہے۔

ناپاکی کے وہ اثرات جو صرف سادہ پانی سے دور نہ ہوسکے تو اسے دور کرنے کے لیے صابون، پاؤڈر، گرم پانی یا کیمیکل کا استعمال کرنا ضروری نہیں، ایسا اثر باقی رہنے کے باوجود کپڑا پاک سمجھا جائے گا۔

پھر بھی ان چیزوں کے ذریعے اچھی طرح دھولینا مناسب ہے۔

سوکھ جانے کے بعد نہ دکھائی دینے والی پتلی ناپاکی کا مسئلہ

مسئلہ: اگر ناپاک کپڑے پر سوکھ جانے کے بعد نہ دکھائی دینے والی

پتلی ناپاکی لگی ہو تو اسے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے اوپر ایک بار پانی ڈال کر ملا جائے، پھر نچوڑا جائے، دوسری مرتبہ بھی اسی طرح کیا جائے اور تیسری مرتبہ بھی اسی طرح کیا جائے؛ لیکن تیسری بار کپڑے پر پانی ڈالنے کے بعد دھونے والی پوری طاقت لگا کر اس طرح نچوڑے کہ پانی کے قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں۔

مسئلہ: اگر ناپاک کپڑے پر اتنا پانی ڈالا اور بہایا جائے کہ پانی کے بہنے کے ساتھ ساتھ ناپاکی کے دور ہو جانے کا اطمینان ہو جائے تو کپڑا پاک ہو جائے گا اور اس صورت میں تین بار پانی ڈال کر دھونے اور ہر مرتبہ نچوڑنے کی پابندی کرنا بھی ضروری نہیں ہے۔

واشنگ مشین میں ناپاک کپڑے دھونے کا مسئلہ

مسئلہ: واشنگ مشین میں پانی اور پاؤڈر ڈال کر ناپاک کپڑے دھوئے جائیں تو ایک مرتبہ مشین میں پاؤڈر، پانی اور ناپاک کپڑے ڈال کر مشین چلانے کے بعد پھر کپڑے مشین سے نکال کر نچوڑنے ہوں گے۔

اور پہلی مرتبہ ڈالا ہوا پانی خالی کر کے دوسری مرتبہ پانی اور کپڑے ڈال کر مشین چلانے کے بعد کپڑے دوسری مرتبہ نکال کر نچوڑنے ہوں گے۔

اور تیسری مرتبہ بھی اندر کا پانی نکال کر نیا پانی اور کپڑے ڈال کر مشین چلانے کے بعد کپڑے نکال کر اپنی پوری طاقت لگا کر نچوڑتی جائیں اس طرح

کہ اس سے پانی کا ٹپکنا بند ہو جائے؛ کیوں کہ واشنگ مشین میں ڈالا ہوا پانی جب تک مشین چلے اور پانی باہر نہ نکالا جائے اور کپڑے نچوڑے نہ جائیں اس وقت تک وہ کپڑے کے ساتھ رہتا ہے، اس لیے ناپاکی والا پانی رہتا ہے۔

مسئلہ: پاک اور ناپاک کپڑے واشنگ مشین میں یا بڑے برتن میں پانی اور پاؤڈر ڈال کر ایک ساتھ بھگونے اور ساتھ میں دھونے سے ابتدا میں پاک کپڑے بھی ناپاک ہو جائیں گے اور ہر ایک کپڑا پاک کرنا ضروری ہوگا؛ لہٰذا بہتر صورت یہ ہے کہ:

① ناپاک کپڑے میں جس جگہ ناپاکی لگی ہوئی ہو پہلے اسے الگ سے پاک کر لیا جائے، اس کے بعد دوسرے کپڑوں کے ساتھ بھگوئے یا دھوئے جائیں۔

② یا پھر پاک اور ناپاک کپڑے الگ الگ دھوئے جائیں۔

نوٹ: گھر کی مستورات اور خادمہ کو یہ مسائل سمجھا دیوے۔

واشنگ مشین کی قسمیں اور اس میں کپڑے پاک کرنے کا مسئلہ

آج کل استعمال ہونے والے واشنگ مشین دو قسم کے ہیں:

① سیمی آٹومیٹک (Semi Automatic) واشنگ مشین۔

(۲) فُلّی آٹومیٹک (Fully Automatic) واشنگ مشین۔

سیمی آٹومیٹک کے واش ٹب (Wash Tub) میں سے ناپاک کپڑے

نکال دینے کے بعد تین مرتبہ پانی بہا کر اسپن ٹب (SpinTub) کے ذریعہ تین مرتبہ نچوڑنے سے کپڑے پاک ہوجاتے ہیں، مشین سے نکال کر الگ سے پاک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

فُلّی آٹو میٹک میں واش ٹب اور اسپن ایک ساتھ ہوتے ہیں؛ لہٰذا فُلّی مشین میں ناپاک کپڑے ڈالنے کے بعد تین مرتبہ پانی بہا کر سکھانے والے حصے سے تین مرتبہ نچوڑنے (یعنی سُکھانے) سے کپڑے پاک ہوجاتے ہیں۔

کارپیٹ یا قالین کو پاک کرنے کا طریقہ

مسئلہ: کارپیٹ، قالین یا بڑا فرش جسے نچوڑنا مشکل ہو وہ اگر ناپاک ہوجائے تو اسے تین مرتبہ دھویا جائے اور ہر مرتبہ دھو کر اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ اس سے پانی ٹپکنا بند ہوجائے (پوری طرح سوکھنا ضروری نہیں) تین مرتبہ اس طرح دھو کر سکھانے سے وہ فرش وغیرہ پاک ہوجاتا ہے، ایسے فرش سے پانی سکھانے کے لیے وائپر (Wiper) اور صفائی مشین سے مدد لی جاسکتی ہے۔

چٹائی کو پاک کرنے کا طریقہ

مسئلہ: اگر چٹائی بانس کی بنی ہوئی ہے تو اس کے اوپر سے تین مرتبہ پانی بہانے اور ناپاکی صاف کرنے سے چٹائی پاک ہوجائے گی؛ اس لیے کہ بانس کی چٹائی میں ناپاکی کے اثرات اندر تک نہیں جاتے۔

لیکن اگر چٹائی گھاس یا کھجور وغیرہ کے پتوں کی بنی ہوئی ہے تو تین مرتبہ اسے دھویا جائے گا اور ہر مرتبہ دھونے کے بعد نچوڑا جائے گا اور نچوڑنے کی شکل یہ ہے کہ اس کو کسی بھاری چیز کے نیچے خوب دبا دیا جائے یا ایک مرتبہ دھونے کے بعد اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ اس سے قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں؛ تا کہ اس میں چوسا ہوا پانی نچڑ کر نکل جائے، تین مرتبہ ایسا کرنے سے وہ چٹائی پاک ہو جاتی ہے۔

ناپاک فرش کو پاک کرنے کا طریقہ

مسئلہ: سمینٹ یا پتھر کے فرش (Tiles) کا حکم بھی زمین کی طرح ہے، اگر اس پر پیشاب یا کوئی گیلی ناپاکی لگ گئی تو سوکھنے سے اور ناپاکی کا اثر ختم ہو جانے سے اس کو پاک سمجھا جائے گا یا اس پر پانی بہا کر وائپر یا کپڑے کے ذریعے پونچھ کر سُکھا دیا جائے یا بالٹی یا پائپ سے اتنا زیادہ پانی بہایا جائے کہ ناپاکی کے اثرات ختم ہونے کا یقین ہو جائے تو بھی فرش پاک ہو جائے گا۔

ناپاک ٹنکی (Water Tank) کو پاک کرنے کا طریقہ

مسئلہ: اگر پانی کی ٹنکی کسی وجہ سے ناپاک ہو جائے تو اس میں ناپاک چیز (اگر نظر آنے والی ہو) کو نکال کر موٹر چلا دی جائے اور نیچے سے سب ٹنکیاں یا ٹنکی سے لگے ہوئے نل کھول دئے جائیں؛ گویا اوپر سے پانی داخل ہوتا

رہے اور نیچے سے نکلتا رہے تو یہ سب بہنے والے پانی کے حکم میں ہو کر پاک ہو جائے گی؛ البتہ احتیاط یہ ہے کہ تین گنا پانی بہا کر ٹنکی کا پانی استعمال کیا جائے۔

زمین کے نیچے والی (Under Ground) ٹنکی کو پاک کرنے کا طریقہ

مسئلہ: اگر زمین کے نیچے پانی کا ٹینک ناپاک ہو جائے تو اس کے پاک کرنے کی دو شکلیں ہیں:

(۱) ناپاک پانی نکال کر پھر اس میں برابر پانی بھرا جائے؛ یہاں تک کہ وہ بھر کر اوپر سے بہنے لگے تو یہ بہنے والے پانی کے حکم میں ہوگا۔

(۲) اس ٹینک میں ایک طرف سے پانی بھرنا چالو کر کے دوسری طرف سے موٹر چلا کر کھینچنا شروع کر دیں تو بھی یہ بہنے والا پانی پاک سمجھا جائے گا اور سب ٹنکی اور پائپ پاک قرار دیے جائیں گے۔

ناپاک روئی کو پاک کرنے کا طریقہ

مسئلہ: اگر روئی، گدّا، لحاف یا بستر وغیرہ ناپاک ہو جائیں تو اس کو پاک کرنے کی شکل تو یہی ہے کہ اسے پانی میں اچھی طرح دھو کر نچوڑ لیا جائے اور اگر بہت موٹا ہو اور نچوڑا نہ جا سکتا ہو تو پھر تین مرتبہ پانی ڈال کر ہر مرتبہ اتنی دیر چھوڑ دے کہ پانی ٹپکنا بند ہو جاوے۔

حیض کے مسائل

حیض کی تعریف

(بالغہ عورت کو) عام طور پر ہر مہینے آگے کی شرم گاہ کے راستے (بچہ دانی میں) سے جو معمولی خون آتا ہے، اس کو ''حیض'' (MC) کہتے ہیں۔

حیض کی کم سے کم مدت

حیض کا خون کم سے کم تین دن، تین رات ہے (یعنی بہتر (۷۲) گھنٹے ہوتا ہے) اگر اس میں کچھ منٹ بھی کم ہوں گے؛ یعنی بہتر (۷۲) گھنٹے پورا ہونے سے پہلے ایسا بند ہوا کہ پھر برابر پندرہ دن تک بند رہا تو وہ خون حیض کا خون نہیں سمجھا جائے گا؛ بلکہ استحاضہ (Falsemenses)؛ یعنی بیماری کا خون سمجھا جائے گا۔

اگر تین دن تو ہو گئے؛ لیکن تین راتیں نہیں ہوئیں؛ جیسے جمعہ کو صبح سے خون آیا اور اتوار کو شام کے وقت مغرب کے بعد بند ہو گیا تب بھی یہ حیض نہیں سمجھا جائے گا۔

حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت

حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن، دس رات ہے، اور اگر دس

دن، رات سے زیادہ خون آیا تو دس دن سے جتنے دن زیادہ آیا تو وہ زیادہ آنے والا خون بھی بیماری کا خون سمجھا جائے گا۔

حیض کی مدت میں مسلسل خون کا جاری رہنا ضروری نہیں ہے، اگر شروع میں تھوڑی دیر آیا پھر بند ہوگیا اور دوسرے دن آیا، تیسرے دن آیا یا عام عادت کے مطابق شروع کے دن نظر آیا اور آخری دن نظر آیا اور شروع اور آخر کو ملا کر کم سے کم ۷۲ر گھنٹے کی مقدار ہو جاتی ہے تو بھی وہ حیض ہی سمجھا جائے گا۔

پاکی کی کم سے کم مدت

دو حیض کے درمیان پاک رہنے کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہیں؛ چنانچہ حیض سے پاک ہونے کے بعد ۱۵ر دن پورے ہونے سے پہلے ہی واپس خون آجائے تو وہ حیض کا خون نہیں سمجھا جائے گا۔

پاکی کی زیادہ سے زیادہ مدت

پاکی کی زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی حد نہیں، بعض مرتبہ ایک حیض آنے کے بعد چھ مہینے یا ایک سال تک بھی حیض نہیں آتا ہے؛ لہٰذا اگر کسی وجہ سے کسی کو حیض آنا بند ہو جاوے تو جتنے مہینے تک خون نہیں آوے گا وہ پاک رہے گی۔

حیض کے خون کے رنگ

حیض کے خون کے چھ رنگ ہیں:

(۱) لال (۲) پیلا (۳) ہرا (۴) خاکی (مٹی جیسا) (۵) گدلا: یعنی میلے جیسا کلر، جس میں ہلکا سا لائٹ لال رنگ ہو (۶) کالا۔

یہ چھ حیض کے رنگ ہیں؛ لیکن حیض کے بعد جب حیض کی جگہ پر رکھا ہوا کپڑا (Sanitary Pad) بالکل جیسا تھا ویسا ہی رہے تو سمجھ لینا کہ حیض ختم ہو گیا۔

حیض نکلنے کا اعتبار کب ہوگا؟

فرج: عورت کی شرم گاہ میں جو گول سوراخ ہے اس گول سوراخ کے شروع سے اندر تک ''فرجِ داخل'' کہلاتا ہے اور اس سوراخ سے پہلے باہر کی طرف والی چمڑی ''فرجِ خارج'' کہلاتی ہے۔

جب خون فرجِ داخل سے باہر آجائے تب سے حیض شروع ہو جاتا ہے؛ چاہے فرجِ خارج سے باہر نکل آئے یا نہ نکلے، اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

مسئلہ: حیض کا خون جب سوراخ سے باہر چمڑی پر آجائے تب سے حیض شروع ہوا یہ سمجھا جائے گا، اس چمڑی سے باہر چاہے نکلے یا نہ نکلے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے، اگر کوئی عورت سوراخ کے اندر روئی وغیرہ رکھ لیوے جس

سے خون باہر نہ نکلنے پاوے تو جب تک سوراخ کے اندر ہی اندر خون رہے اور باہر والی روئی وغیرہ پر خون کا دھبہ نہ آوے تب تک حیض نہیں ہے، جب خون کا دھبہ باہر والی چمڑی پر آجاوے یا روئی وغیرہ کھینچ کر باہر نکال لے تب سے حیض کا حکم ہوگا۔

نو برس سے پہلے اور پچپن برس کے بعد خون آوے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ: نو برس سے پہلے اور پچپن برس کے بعد کسی کو حیض نہیں آتا ہے؛ اس لیے نو برس سے چھوٹی لڑکی کو جو خون آوے وہ حیض نہیں ہے؛ بلکہ بیماری کا خون ہے۔

مسئلہ: اگر پچپن برس کے بعد خون نکلے تو پھر اس کا رنگ دیکھا جائے گا، اگر وہ خالص خون کا رنگ ہو؛ یعنی خوب لال یا کالا ہو تو وہ حیض ہے اور اگر پیلا یا ہرا یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں ہے؛ بلکہ بیماری کا خون ہے؛ البتہ اگر اس عورت کو اس عمر سے پہلے پیلا، ہرا یا مٹی جیسے رنگ کا خون آتا ہو تو پچپن برس کے بعد بھی یہ رنگ حیض سمجھے جاویں گے اور اگر عادت کے خلاف ایسا ہوا تو حیض نہیں؛ بلکہ بیماری کا خون سمجھا جائے گا۔

کسی لڑکی نے پہلی مرتبہ خون دیکھا

مسئلہ: کسی لڑکی نے پہلی مرتبہ خون دیکھا تو اگر دس دن یا اس سے کچھ کم آوے تو سب حیض کا خون ہے اور اگر دس دن سے زیادہ آوے تو پورے

دس دن حیض ہے اور جتنا زیادہ ہو وہ سب بیماری کا خون ہے۔

مسئلہ: کسی نے پہلی مرتبہ خون دیکھا اور وہ کسی طرح بند نہیں ہوا، کئی مہینے تک برابر آتا رہا تو جس دن خون آیا ہے اس دن سے لے کر دس دن رات حیض ہے، اس کے بعد بیس دن بیماری کا خون ہے، اسی طرح برابر دس دن حیض اور بیس دن بیماری کا خون سمجھا جائے گا۔

عادت کے خلاف خون آنے کا مسئلہ

مسئلہ: اگر کسی عورت کو ہمیشہ تین یا چار دن خون آتا تھا، پھر کسی مہینے میں زیادہ آگیا؛ لیکن دس دن سے زیادہ نہیں آیا تو وہ سب حیض کا خون سمجھا جائے گا۔

مسئلہ: اور اگر دس دن سے بھی بڑھ گیا تو جتنے دن پہلے سے عادت کے ہیں اتنا تو حیض ہے، باقی سب بیماری کا خون ہے۔

مثال: (۱) کسی کو ہمیشہ تین دن حیض آنے کی عادت ہے؛ لیکن کسی مہینے میں نو یا دس دن رات خون آیا تو یہ سب حیض ہے اور اگر دس دن رات سے ایک منٹ بھی زیادہ خون آوے تو وہی تین دن حیض کے ہیں اور باقی دنوں کا سب بیماری کا خون ہے، ان دنوں کی نمازیں قضا پڑھنا ضروری ہے۔

مثال: (۲) کسی کو ہمیشہ چار دن خون آتا تھا، پھر ایک مہینے میں پانچ دن خون آیا اور اس کے بعد دوسرے مہینے میں پندرہ دن خون آیا تو اس پندرہ

دن میں سے پانچ دن حیض کے ہیں اور دس دن بیماری کے خون کے ہیں اور پہلی عادت کا اعتبار نہیں کریں گے اور یہ سمجھیں گے کہ عادت بدل گئی اور پانچ دن کی عادت ہو گئی۔

جس کی کوئی عادت متعین نہیں ہے اسے دس دن سے زائد خون آنے کا مسئلہ

مسئلہ: ایک عورت جس کی کوئی عادت مقرر نہیں ہے، کبھی چار دن خون آتا ہے، کبھی سات دن، اسی طرح بدلتا رہتا ہے، کبھی دس دن بھی آجاتا ہے، تو یہ سب حیض ہیں، ایسی عورت کو اگر کبھی دس دن رات سے زیادہ خون آوے تو دیکھو کہ اس سے پہلے مہینے میں کتنے دن حیض آیا تھا، بس اتنے ہی دن حیض کے اور باقی سب بیماری کا خون ہے۔

کئی کئی دن رک کر خون آئے

مسئلہ: اگر کسی کو تین دن رات خون آیا، پھر پندرہ دن پاک رہی، پھر تین دن رات خون آیا تو تین دن پہلے اور تین دن یہ جو پندرہ دن کے بعد کے ہیں حیض کے ہیں اور بیچ میں پندرہ دن پاکی کا زمانہ ہے۔

مسئلہ: اگر ایک دن یا دو دن خون آیا، پھر پندرہ دن پاک رہی، پھر ایک یا دو دن خون آیا تو بیچ میں پندرہ دن تو پاکی کا زمانہ ہی ہے، اِدھر اُدھر ایک

یا دو دن جو خون آیا ہے وہ بھی حیض نہیں؛ بلکہ بیماری کا خون ہے۔

مسئلہ: اگر ایک دن یا کئی دن خون آیا، پھر پندرہ دن سے کم پاک رہی، اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے؛ بلکہ یوں سمجھیں گے گویا شروع سے آخر تک برابر خون جاری رہا، سو جتنے دن حیض آنے کی عادت ہو اتنے دن تو حیض کے ہیں، باقی سب دن بیماری کے خون والے سمجھے جائیں گے۔

مثال: (۱) کسی کو ہر مہینے کی پہلی اور دوسری اور تیسری تاریخ کو حیض آنے کا معمول ہے، پھر کسی مہینے میں ایسا ہوا کہ پہلی تاریخ کو خون آیا، پھر چودہ دن پاک رہی، پھر ایک دن خون آیا تو ایسا سمجھیں گے کہ سولہ دن گویا برابر خون آتا رہا، سو اس میں سے تین دن اول کے تو حیض کے ہیں اور تیرہ دن بیماری کے ہیں۔

مثال: (۲) اگر چوتھی، پانچویں، چھٹی تاریخ حیض کی عادت تھی تو یہی تاریخیں حیض کی ہیں اور تین دن اول کے اور دس دن بعد کے استحاضہ کے ہیں۔

اور اگر اس کی کچھ عادت نہ ہو؛ بلکہ پہلی مرتبہ خون آیا ہو تو دس دن حیض ہے اور چھ دن استحاضہ ہے۔

حیض کی حالت میں نماز اور روزہ کا مسئلہ

مسئلہ: حیض کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا درست نہیں۔

البتہ نماز تو بالکل معاف ہو جاتی ہے، پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضا نہیں ہے؛ لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا، پاک ہونے کے بعد اتنے دنوں

کے روزے کی قضا کرنا ضروری ہے۔

نماز کے درمیان حیض آ گیا

مسئلہ: اگر فرض نماز پڑھ رہی تھی اور نماز ہی میں حیض آ گیا تو وہ نماز بھی معاف ہوگئی، پاک ہونے کے بعد اس کی قضا نہ پڑھے، اور اگر نفل یا سنت میں حیض آ گیا تو اس کی قضا پڑھنا پڑے گی۔

اگر نماز کے اخیر وقت میں حیض آ گیا

مسئلہ: اگر نماز کے اخیر وقت میں حیض آیا اور ابھی نماز نہیں پڑھی ہے تب بھی وہ نماز معاف ہوگئی۔

مسئلہ: کسی عذر کے بغیر صرف سستی کی وجہ سے نماز میں دیر کی اور نماز کے وقت میں حیض آنا شروع ہوگیا تب بھی نماز معاف ہو جائے گی۔

عادت سے پہلے خون بند ہونے پر نماز کا مسئلہ

مسئلہ: اگر کسی لڑکی کی عادت مثلاً پانچ دن خون آنے کی ہے اور ایک یا دو دن خون آ کر بند ہوگیا تو نہانا ضروری نہیں، وضو کر کے احتیاطاً نماز پڑھے، اگر پندرہ دن گذرنے سے پہلے خون آجاوے گا تو اب معلوم ہوگا کہ وہ حیض کا زمانہ تھا، حساب سے جتنے دن حیض کے ہوں ان کو حیض سمجھے اور اب غسل کر کے نماز پڑھے۔

مسئلہ: اور اگر پورے پندرہ دن بیچ میں گذر گئے اور خون نہیں آیا تو

معلوم ہوا کہ وہ بیماری کا خون تھا، سو ایک دن، دو دن خون آنے کی وجہ سے جو نمازیں نہیں پڑھیں اب ان کی قضا پڑھنا چاہیے۔

عادت سے زیادہ دن خون آئے تو نماز کا حکم

مسئلہ: تین دن حیض آنے کی عادت ہے؛ لیکن کسی مہینے میں ایسا ہوا کہ تین دن پورے ہو چکے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی غسل نہ کرے، نہ نماز پڑھے، اگر پورے دس دن رات یا اس سے کم میں خون بند ہو جاوے تو ان سب دنوں کی نمازیں معاف ہیں، کچھ قضا نہ پڑھے گی اور یوں کہیں گے کہ عادت بدل گئی؛ اس لیے یہ سب دن حیض کے ہوں گے اور اگر گیارھویں دن بھی خون آیا تو اب معلوم ہوا کہ حیض کے فقط تین ہی دن تھے، یہ سب بیماری کا خون ہے، پس گیارھویں دن نہاوے اور سات دن کی نمازیں قضا پڑھے اور اب نمازیں نہ چھوڑے۔

پورے دس دن خون آ کر بند ہوا اور نماز کا وقت تنگ ہے

مسئلہ: اگر پورے دس دن رات حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ بالکل ذرا سا وقت ہے کہ ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اور نہانے کی بھی گنجائش نہیں تو بھی نماز واجب ہو جاتی ہے، اس کی قضا پڑھنا چاہیے۔

روزہ کے درمیان حیض آ گیا

مسئلہ: اگر کسی عورت نے فرض یا نفل روزہ رکھا پھر صبح صادق کے بعد

حیض آنا شروع ہو گیا تو وہ روزہ ٹوٹ گیا؛ لہٰذا حیض ختم ہونے کے بعد اس روزہ کی قضا ضروری ہے۔

حیض کی حالت میں کوئی روزہ کا پوچھے تو کس طرح ٹالیں؟

حیض کی حالت میں جب والد، بھائی یا کوئی اور روزہ کے بارے میں پوچھے تو جواب میں "میرا روزہ ہے" یہ نہ کہے جو جھوٹ ہو جائے؛ بلکہ کوئی ایسا جملہ کہہ دیا جائے جو جھوٹ نہ ہو، مثلاً کہہ دیا جائے کہ: ہم نے بھی تو سب کے ساتھ سحری کی تھی۔

رمضان شریف میں صبح صادق کے بعد پاک ہوئی

مسئلہ: اگر رمضان شریف میں دن کو پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے، شام تک روزہ داروں کی طرح سے رہنا ضروری ہے؛ لیکن یہ دن روزہ میں شمار نہیں ہوگا؛ بلکہ اس دن کی قضا رکھنی پڑے گی۔

رمضان شریف میں صبح صادق سے پہلے پاک ہوئی

مسئلہ: اگر رات کو پاک ہوئی اور پورے دس دن رات حیض آیا ہے تو اگر اتنی ذرا سی رات باقی ہو جس میں ایک دفعہ اللہ اکبر بھی کہہ نہ سکے تب بھی صبح کا روزہ ضروری ہے۔

مسئلہ: اگر دس دن سے کم حیض آیا ہے تو اگر اتنی سی رات باقی ہو کہ

جلدی سے غسل تو کر لے گی؛ لیکن غسل کے بعد ایک دفعہ بھی ''اللہ اکبر'' نہ کہہ پاوے گی تو بھی صبح کا روزہ ضروری ہے۔

غسل کیے بغیر روزہ رکھ لیا تب بھی درست ہے

مسئلہ: اگر اتنی رات تو تھی؛ لیکن غسل نہیں کیا تو روزہ نہ توڑے؛ بلکہ روزہ کی نیت کر لے اور صبح کو نہا لیوے اور جو اس سے بھی کم رات ہو؛ یعنی غسل بھی نہ کر سکے تو صبح کا روزہ جائز نہیں ہے؛ لیکن دن کو کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں؛ بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے، پھر اس کی قضا رکھے۔

دس دن سے کم میں خون بند ہوا اور نماز کا وقت تنگ ہے

مسئلہ: اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی اور پھُرتی سے نہا دھو ڈالے تو نہانے کے بعد بالکل ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی، تب بھی اس وقت کی نماز فرض ہو جاوے گی اور قضا پڑھنی پڑے گی اور اگر اس سے بھی کم وقت ہو تو نماز معاف ہے، اس کی قضا پڑھنا ضروری نہیں۔

دس دن سے زیادہ خون آیا اور پہلی عادت بالکل یاد نہیں

مسئلہ: کسی کو دس دن سے زیادہ خون آیا اور اس کو اپنی پہلی عادت بالکل یاد نہیں کہ پہلے مہینے میں کتنے دن خون آیا تھا تو اس کے مسئلے بہت باریک ہیں

جن کا سمجھنا مشکل ہے اور ایسا کم ہی ہوتا ہے؛ اس لیے اس کا مسئلہ یہاں نہیں لکھا جاتا، اگر کبھی ضرورت پڑے تو کسی بڑے عالم سے پوچھ لینا چاہیے۔

نیند سے بیدار ہونے کے بعد خون دیکھا تو؟

مسئلہ: اگر کوئی عورت نیند سے بیدار ہو کر حیض کا خون دیکھے تو اس وقت سے حیض کا حکم لگے گا جب سے وہ سو کر اٹھی ہے، جیسے ایک عورت ایک دن ایک بجے سوئی اور مغرب کی اذان کے وقت اٹھی اور خون دیکھا تو اس کے حیض کا وقت مغرب کی اذان سے سمجھا جائے گا؛ لہٰذا ظہر اور عصر کی جو نمازیں سونے کی وجہ سے قضا ہوئیں ہیں اس کی قضا کرنا پاک ہونے کے بعد ضروری ہے۔

مسئلہ: اگر حیض والی عورت نے رات کو روئی رکھی اور صبح کے وقت اس پر کوئی اثر نہیں دیکھا تو رات کو جس وقت روئی رکھی تھی اس وقت سے پاک سمجھی جائے گی اور اسے عشا کی نماز قضا کرنی ہوگی۔

صرف شک کی وجہ سے چھوڑی گئی نماز کی قضا ضروری ہے

مسئلہ: اگر کسی عورت کی عادت دس تاریخ کو خون آنے کی ہے، تب بھی جب تک حیض شروع نہ ہو جائے وہاں تک نماز جاری رکھے؛ کیوں کہ حیض کے شروع ہونے کا حکم اس وقت سے لگے گا جب خون نکل کر ظاہر ہو جائے؛ لہٰذا اگر صرف تاریخ آ گئی اور خون شروع نہیں ہوا تو جو نماز چھوڑی گئی اس کی قضا اس کے ذمّے ضروری ہے۔

حیض کا پتہ دیر سے لگتا ہے تو اس درمیان پڑھی گئی نماز کا حکم

مسئلہ: اگر دو یا تین گھنٹے کے بعد حیض کا پتہ چلا اور اس درمیان نماز وغیرہ پڑھ لی ہو تو وہ نماز بے کار ہو گئی اور اس کی قضا بھی نہیں ہے؛ البتہ اگر نفل نماز پڑھی ہو اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ نفل شروع کرنے کے بعد حیض شروع ہوا تھا تو اب پاک ہونے کے بعد نفل کی قضا کرنی ہوگی۔

خون بند ہونے پر غسل میں دیر کرنا

مسئلہ: جب حیض یا نفاس کا خون زیادہ سے زیادہ مدت سے کم میں کسی نماز کے شروع وقت میں بند ہو گیا تو بہتر یہ ہے کہ غسل کرنے میں جلدی نہ کرے؛ بلکہ نماز کے آخری مستحب وقت تک احتیاطاً دیر کرے؛ یہاں تک کہ دوبارہ خون آنے کا احتمال نہ رہے۔

حیض اور نفاس کی حالت میں مسجد میں جانا، قرآن پڑھنا اور چھونے وغیرہ کا مسئلہ

مسئلہ: جو عورت حیض سے ہو یا نفاس سے ہو اور جس پر نہانا ضروری ہو اس کو مسجد میں جانا اور کعبہ شریف کا طواف کرنا اور قرآن مجید کا پڑھنا اور قرآن مجید کو ہاتھ لگانا درست نہیں؛ البتہ اگر قرآن مجید جزدان میں یا رومال میں لپٹا ہو یا اس پر کپڑا وغیرہ چڑھا ہوا ہو اور جِلد کے ساتھ سِلا ہوا نہ ہو؛ بلکہ اس طرح

الگ ہو کہ اتارنے سے اتر سکے تو اس حال میں قرآن مجید کو ہاتھ لگانا اور اٹھانا درست ہے۔

مسئلہ: جس کا وضو نہ ہو اس کو بھی قرآن مجید کا چھونا درست نہیں؛ البتہ زبانی پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ: جس روپیہ یا پیسہ میں یا پلیٹ میں یا تعویذ میں یا کسی اور چیز میں قرآن شریف کی کوئی آیت لکھی ہو اس کو بھی ہاتھ لگانا حیض و نفاس والی عورت اور بے وضو مرد و عورت کے لیے درست نہیں؛ البتہ اگر قرآن شریف یا آیت لکھا ہوا کاغذ کسی تھیلی میں یا برتن وغیرہ میں رکھا ہو تو اس تھیلی اور برتن کو چھونا اور اٹھانا درست ہے۔

مسئلہ: بیگ، پرس، اور اسکول بیگ وغیرہ میں اگر قرآنِ کریم رکھا ہوا ہو تو ان کا حیض و نفاس کی حالت میں اٹھانا جائز ہے۔

مسئلہ: کُرتے کے دامن اور دوپٹہ کے کنارے سے بھی قرآن مجید کو پکڑنا اور اٹھانا درست نہیں؛ البتہ اگر بدن سے الگ کوئی کپڑا ہو جیسے رومال وغیرہ تو اس سے پکڑ کے اٹھانا جائز ہے۔ یعنی کہ پہنے ہوئے کپڑے سے قرآن کو پکڑنا درست نہیں ہے۔

حیض کی حالت میں آیتوں والے کلینڈر کو ہاتھ لگانا

مسئلہ: قرآنی آیتوں والا ایسا کلینڈر جس میں قرآن کی آیت کے علاوہ دوسرے الفاظ زیادہ ہوں حیض اور نفاس والی عورت کے لیے اس کلینڈر کے

آیت والے حصے کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے؛ ہاں! اس میں قرآنِ کریم کی آیت کے علاوہ دوسرے حصے کو ہاتھ لگا سکتی ہے۔ اسی طرح قرآنِ کریم کے تختے (Show Piece) جس پر صرف قرآن کی آیت لکھی ہوئی ہو اس کو ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں ہے۔

جس موبائل فون میں قرآنِ کریم ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہو اسے پکڑنا

مسئلہ: موبائل فون کی اسکرین پر قرآنِ مجید کے حروف نہ آرہے ہوں ایسی حالت میں اسے بے وضو اپنے پاس رکھنا یا بیت الخلاء وغیرہ میں لے جانا جائز ہے؛ البتہ! جس وقت قرآنِ کریم کے حروف اسکرین (Screen) پر لکھے ہوئے آرہے ہوں تو اس حالت میں حیض والی عورت اور بغیر وضو والی عورت اور جس پر غسل واجب ہو ایسی عورت کے لیے اس کا چھونا جائز نہیں ہے۔

تلاوت کی نیت کے بغیر قرآن کی آیت اور دوسری دعائیں پڑھنا

مسئلہ: اگر پوری سورۂ فاتحہ یا دوسری دعائیں جو قرآن میں آئی ہیں ان کو دعا کی نیت سے پڑھے، تلاوت کے ارادہ سے نہ پڑھے تو درست ہے، اس میں کچھ گناہ نہیں ہے؛ جیسے یہ دعا: ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

اور یہ دعا: ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ آخر تک جو

سورۂ بقرہ کے آخر میں لکھی ہے، یا اور کوئی دعا جو قرآن شریف میں آئی ہو دعا کی نیت سے سب کا پڑھنا درست ہے۔ (از: بہشتی زیور)

مسئلہ: دعائے قنوت کا پڑھنا بھی درست ہے۔

مسئلہ: کلمہ اور درود شریف پڑھنا اور خدا تعالیٰ کا نام لینا، استغفار پڑھنا اور کوئی وظیفہ جیسے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھ سکتی ہیں۔

مسئلہ: اسی طرح حیض کی حالت میں اذان کے کلمات کا جواب دینا اور اس کے بعد دعا پڑھنا سب درست ہے۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کو رات کو سوتے وقت پانچ کلمے، آیت الکرسی، چاروں قل اور الحمد شریف پڑھنے کی عادت ہے تو حیض کے زمانے میں دعا کی نیت سے پڑھ لے، تلاوت کی نیت نہ کرے۔ (از: انمول تحفہ بحوالہ: احسن الفتاوی: ۲/۷۱)

قرآنِ کریم کی معلمہ حیض کی حالت میں کس طرح سبق دے؟

مسئلہ: اگر کوئی عورت لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھاتی ہو تو ایسی حالت میں ہجے کر کے پڑھانا درست ہے اور رواں پڑھاتے وقت پوری آیت نہ پڑھے؛ بلکہ ایک ایک دو دو لفظ کے بعد سانس توڑ دے اور کاٹ کاٹ کر کے آیت کا رواں کہلوائے، جیسے: (قُلْ) (هُوَ) (اللّٰهُ) (اَحَدٌ)۔

حیض کی حالت میں قرآنِ مجید اور دوسری کتابیں پڑھنا

مسئلہ: حیض اور نفاس کی حالت میں قرآنِ مجید پڑھنا تو جائز نہیں ہے۔

ہاں! فضائلِ اعمال، بہشتی زیور، دینی کتابیں، حدیث کی کتابیں اور انبیاء علیہم السلام اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے قصوں کی کتابوں کو ہاتھ لگانا اور پڑھنا جائز ہے۔

تفسیر کی کتاب میں اگر قرآن شریف کے الفاظ کم ہوں اور تفسیر کے الفاظ زیادہ ہوں تو اس کو ہاتھ لگانا بھی جائز ہے اور اگر قرآن کے الفاظ زیادہ ہوں اور تفسیر کے الفاظ کم ہوں تو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔

حفظ کرنے والی لڑکی

مسئلہ: جو لڑکی مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہی ہے یا حفظ کر رہی ہے اور اس کو حیض آ گیا تو حیض کے دنوں میں قرآن کی آیت ٹکڑے ٹکڑے کر کے پڑھ سکتی ہے۔

حفظ کرنے والی لڑکیوں کے لیے بہتر ترتیب یہ ہے کہ زبان ہلائے بغیر دل دل میں آیت کو سوچتی رہیں، زبان سے بالکل نہ پڑھیں۔

قرآن کریم یا کسی اور چیز کے گرنے کا اندیشہ ہو تو اچانک ہاتھ لگانے کا حکم

مسئلہ: اگر قرآنِ کریم یا کسی اور چیز (جس میں قرآن کی آیت لکھی ہوئی ہو) کے گرنے کا ڈر ہو اور جلدی میں کوئی کپڑا ہاتھ میں لینا یاد نہ رہے یا

اس وقت ممکن نہ ہو اور بغیر کپڑے کے پکڑ لے تو ایسا کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

حیض کی حالت میں ایک مستحب عمل

مسئلہ: حیض کے زمانے میں مستحب ہے کہ نماز کے وقت وضو کر کے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر اللہ اللہ کر لیا کرے؛ تاکہ نماز کی عادت نہ چھوٹ جائے اور پاک ہونے کے بعد نماز سے جی نہ گھبرائے۔

ناپاکی کی حالت میں ہی حیض آ گیا

مسئلہ: کسی کو نہانے کی ضرورت تھی اور ابھی نہانے نہ پائی تھی کہ حیض آ گیا تو اب اس پر نہانا واجب نہیں؛ بلکہ جب حیض سے پاک ہو تب نہاوے، ایک ہی غسل دونوں باتوں کی طرف سے ہو جائے گا۔

سمندری جہاز میں تیمم کا حکم

مسئلہ: پانی میں چلنے والے جہاز میں سفر کے درمیان غسل کی حاجت ہو تو غسل کرنا ضروری ہے؛ کیوں کہ بحری جہاز میں پانی ہوتا ہی ہے اور اگر جہاز میں پانی نہ ہو تو کسی ڈول یا برتن وغیرہ کو دریا میں ڈال کر پانی نکالا جا سکتا ہے؛ اس لیے بحری جہاز میں تیمم نہیں کر سکتی۔

اب بعض ہوائی جہاز کے مخصوص کلاس میں غسل خانے کا بھی نظام

ہے، اس کے لیے بھی یہی مسئلہ ہے۔

حیض کی حالت میں اعتکاف کرنا

مسئلہ: حیض یا نفاس کی حالت میں اعتکاف کرنا درست نہیں۔

مسئلہ: اگر اعتکاف کے درمیان حیض یا نفاس آ جائے تو اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: اعتکاف کے درمیان حیض آ جاوے اور وہ اعتکاف واجب ہو تو پاک ہونے کے بعد غسل کرتے ہی فوراً اعتکاف میں بیٹھ جانا چاہیے اور جتنے دن کا اعتکاف حیض آنے کی وجہ سے چھوٹ گیا ہے اور جو باقی دن رہ گئے تھے ان کو روزہ کے ساتھ پورا کرے۔ (یہ مسئلہ نذرِ معین کا ہے؛ یعنی متعین دن مثلاً رجب کے پہلے دس دن کے اعتکاف کی منّت مانی تھی)۔

مسئلہ: اگر یہ صورت نذرِ غیر معین میں پیش آ جائے تو ہر حال میں نئے سرے سے اعتکاف کرنا ضروری ہے۔

نوٹ: واجب اعتکاف صحیح ہونے کے لیے روزہ ضروری ہے؛ لہذا یہ اعتکاف روزہ کے ساتھ کیا جائے گا۔

سنت اعتکاف کے درمیان حیض آ جائے تو؟

مسئلہ: سنت اعتکاف (رمضان المبارک کے آخری دس دن) کے

درمیان میں حیض آجائے تو یہ اعتکاف ختم ہو جائے گا، جتنا اعتکاف کرلیا ہے وہ ہو گیا ہے، باقی اعتکاف کرنا واجب نہیں، پاک ہونے کے بعد خاص اسی ایک دن کی قضا ضروری ہے جس دن حیض شروع ہوا تھا۔

اب اگر حیض کے دن گزر جانے کے بعد ابھی رمضان المبارک کا مہینہ ختم نہیں ہوا تو رمضان المبارک ہی میں ایک دن کا اعتکاف کر کے قضا کر لے؛ ورنہ رمضان المبارک کے بعد جب ان چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرے ان میں ایک دن کے ساتھ اس اعتکاف کی بھی قضا کر لے؛ ورنہ ایک نفلی روزہ رکھ کر قضا کرنا ہوگا۔

نفلی اعتکاف کے درمیان میں حیض آجائے تو قضا نہیں ہے

مسئلہ: اگر عورت کو نفلی اعتکاف کے درمیان حیض آجائے تو وہ ختم ہو جاتا ہے، جس دن ایسا ہوا اس دن کی بھی قضا واجب نہیں۔

حیض کے علاوہ کوئی اور خون آئے تو اعتکاف نہیں ٹوٹے گا

مسئلہ: حیض کے علاوہ اگر کوئی اور خون آ گیا مثلاً بیماری وغیرہ کا تو اس سے اعتکاف میں کوئی خرابی نہ آئے گی اور نہ اعتکاف ٹوٹے گا۔

حیض کے علاوہ خون آیا اور مُعتکَف سے ہٹ گئی

مسئلہ: حیض کے علاوہ اگر کوئی اور خون آیا اور عورت نے معلوم نہ

ہونے کی وجہ سے سمجھا کہ اعتکاف ٹوٹ گیا اور اعتکاف کی جگہ سے ہٹ گئی تو اب اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور سنت یا واجب ہونے کی صورت میں پہلے لکھے گئے مسئلے کے مطابق قضا کرنی پڑے گی۔

حیض کی حالت میں سجدۂ تلاوت واجب نہیں

مسئلہ: جس پر غسل ضروری ہو وہ سجدہ کی آیت سنے تو سجدۂ تلاوت واجب ہوگا؛ لیکن غسل کے بعد سجدۂ تلاوت کرے؛ لیکن حیض والی عورت اور پاگل اور نابالغ پر سجدۂ تلاوت ضروری نہیں ہے؛ چاہے وہ کسی سے سنے یا خود تلاوت کرے۔ ہاں! اگر حیض والی عورت سجدہ کی آیت تلاوت کرے تو سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔

حیض والی عورت کا کھانا پکانا اور ناخن کاٹنا

مسئلہ: حیض اور نفاس کی حالت میں کھانا پکانا، آٹا گوندھنا وغیرہ سب درست ہے، ایسی عورت کے صرف ہاتھ لگانے سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی، اس کا پکایا ہوا کھانا استعمال کر سکتے ہیں۔

حیض کی حالت میں بہتر یہ ہے کہ ناخن نہ کاٹے۔

حیض کی حالت میں مہندی لگانا

مسئلہ: حیض و نفاس کی حالت میں مہندی لگانا جائز ہے اور بعد میں اس

کا رنگ باقی رہنے کے باوجود پاکی حاصل ہونے میں کوئی شک نہ کیا جائے۔

دوا کے ذریعہ حیض کا خون روکنا

مسئلہ: حیض آنے سے پہلے دوا کے ذریعہ اگر خون روک لیا جائے تو جب تک خون جاری نہ ہو عورت پاک ہی سمجھی جائے گی؛ لیکن ایسا کرنا صحت کے لیے نقصان دینے والا ہے؛ اس لیے ایسا کسی مجبوری یا سخت ضرورت کے وقت ہی کیا جائے۔

ماہر ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ: ایسا بار بار کرنے سے نسوانی ہارمونس (Female Hormones) بگڑتے ہیں۔

عورتیں حج میں بھی حیض روکنے والی دوا اور انجکشن استعمال کرتی ہیں تو اس سے بڑی گڑبڑی پیدا ہو سکتی ہے۔

دوائی سے حیض کے دنوں کو روک کر رکھے ہوئے روزوں کا مسئلہ

مسئلہ: رمضان شریف کے پورے روزے رکھنے کے لیے بعض عورتیں دوائیاں کھاتی ہیں، جب تک حیض کا خون نہ نکلے اور ظاہر نہ ہو اس وقت تک حیض کا حکم نہیں لگایا جائے گا اور وہ عورت پاک ہی سمجھی جائے گی اور اس کے روزے رکھنا صحیح ہوں گے۔

گدّی رکھنے کا حکم

مسئلہ: باکِرہ (غیر شادی شدہ) عورت کے لیے صرف حیض کے دنوں میں شرم گاہ پر گدّی (Sanitary pad) رکھنا مستحب ہے، جب کہ ثَیِّبَہ (شادی شدہ) عورت کے لیے حیض کے دنوں میں خصوصاً اور عام دنوں میں عموماً گدّی رکھنا مستحب ہے۔

یہ گدّی شرم گاہ کے ظاہری حصے میں ہی رکھنی چاہیے، اندرونی حصہ میں گدّی داخل کرنا مکروہ ہے۔

نفاس کے مسائل

نفاس (Post natal bleeding) کی تعریف

بچہ پیدا ہونے کے بعد شرم گاہ کے راستے سے جو خون آتا ہے اس کو ’’نفاس‘‘ کہتے ہیں۔

نفاس کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت

نفاس کی کم سے کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے، ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے ایک گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ خون آئے یا ایک قطرہ بھی خون نہ آئے۔

نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہیں، چالیس دن کے بعد جو خون آئے گا وہ نفاس نہیں ہے، وہ بیماری کا خون ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کو تھوڑی دیر خون آکر بند ہو جاوے تو وہ بھی نفاس ہے۔

مسئلہ: بچہ پیدا ہونے کے بعد جب نفاس کا خون بالکل نہ آئے تو بھی غسل کرنا ضروری ہے اور اگر خون شروع ہوا تو خون بند ہونے کے بعد غسل ضروری ہے۔

آدھا بچہ نکلا

مسئلہ: جب بچہ آدھا نکل آیا اس وقت سے جو خون نظر آئے گا اس کو بھی ’’نفاس‘‘ کہیں گے اور اگر آدھے سے کم بچہ نکلا اور خون نظر آئے وہ بیماری

کا خون ہے۔

حمل کے گرنے کے بعد آنے والا خون

مسئلہ: اگر کسی عورت کا حمل (بچہ) گر گیا اور اندر سے نکلنے والے بچے کا کوئی عضو بنا ہے (چار ماہ یا اس سے زیادہ کے حمل کے گرنے پر)، مثلاً ہاتھ یا پیر یا انگلی یا ناخن یا بال تو حمل گرنے کے بعد جو خون آئے گا وہ نفاس ہے؛ چاہے وہ بچہ خود گر گیا یا کسی دوائی سے گرا دیا گیا۔

مسئلہ: اگر حمل کا کوئی عضو نہ بنا ہو (چار ماہ سے کم ہو) فقط گوشت یا خون کا ٹکڑا ہو تو وہ خون نفاس کا نہیں سمجھا جائے گا۔

مسئلہ: پھر اگر وہ خون حیض بن سکے تو حیض ہے اور اگر حیض بھی نہ بن سکے مثلاً تین دن سے کم آوے یا پاکی کا زمانہ ابھی پورے پندرہ دن نہیں ہوا تو وہ بیماری کا خون ہے۔

آپریشن کے ذریعہ ولادت پر آنے والا خون

مسئلہ: اگر آپریشن سے بچہ لیا گیا تو جب تک پیشاب کی جگہ سے خون نہیں نکلے گا وہاں تک نفاس کی شروعات نہیں ہوگی، ہاں! جب پیشاب کی جگہ سے خون نکلے گا تب نفاس کی شروعات ہوگی۔

نفاس کے درمیان پاکی بھی نفاس کے حکم میں ہے

مسئلہ: بچہ پیدا ہونے کے بعد ایک عورت کو پچیس دن تک نفاس

جاری رہا، اس کے بعد دس دن تک پاک رہی، دس دن کے بعد دو تین قطرے خون آئے، اس کے بعد سات دن تک پھر پاک رہی؛ یعنی نفاس کی مدت چالیس دن کے بعد تک پاک رہی ایسی عورت کا حکم یہ ہے کہ دو تین قطرے کے بعد اگر پھر خون نہیں آیا تو بچے کی پیدائش سے لے کر ان قطروں کے آنے تک نفاس شمار ہوگا۔

اگر خون چالیس دن سے بڑھ گیا

مسئلہ: اگر خون چالیس دن سے بڑھ گیا تو اگر یہ پہلا بچہ ہے تو چالیس دن نفاس کے ہیں اور جتنا زیادہ آیا ہے وہ استحاضہ ہے؛ اس لیے چالیس دن بعد غسل کرلے اور نماز پڑھنا شروع کرے، خون بند ہونے کا انتظار نہ کرے۔

اور اگر یہ پہلا بچہ نہیں؛ بلکہ اس سے پہلے بچہ ہوا تھا اور اس کی عادت معلوم ہے کہ اتنے دن نفاس آتا ہے تو جتنے دن نفاس کی عادت کے ہوا تنے دن نفاس ہیں اور جو اس سے زیادہ ہے وہ استحاضہ (بیماری کا خون) ہے۔

عادت سے زیادہ خون آئے

مسئلہ: کسی کی عادت تیس دن نفاس آنے کی ہے؛ لیکن تیس دن گذر گئے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی نہ نہاوے، اگر پورے چالیس دن پر خون بند ہو گیا تو یہ سب نفاس ہے اور اگر چالیس دن سے زیادہ ہو جاوے تو فقط تیس دن نفاس کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے؛ اس لیے اب فوراً غسل کر

لیوے اور دس دن کی نمازیں قضا پڑھے۔

مسئلہ: اگر چالیس دن سے پہلے نفاس کا خون بند ہو جاوے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کرے اور اگر غسل نقصان کرے تو تیمم کر کے نماز شروع کرے، ہرگز کوئی نماز قضا نہ ہونے دے۔

نفاس میں نماز اور روزہ کا مسئلہ

مسئلہ: نفاس میں بھی نماز بالکل معاف ہے اور روزہ معاف نہیں؛ بلکہ اس کی قضا رکھنا چاہیے، روزہ اور نماز کے یہاں بھی وہی مسئلے ہیں جو حیض کے بیان میں آچکے ہیں۔

استحاضہ کے مسائل

استحاضہ کی تعریف

جو خون شرم گاہ سے نکلتا ہے اور پہلے بیان کیے گئے مسائل کے مطابق وہ حیض یا نفاس نہیں بن سکتا تو ایسے خون کو استحاضہ؛ (یعنی بیماری کا خون) کہا جاتا ہے اور ایسی عورت کو ''مستحاضہ'' کہتے ہیں۔

استحاضہ کا حکم

استحاضہ کا حکم ایسا ہے جیسے کسی کے نکسیر پھوٹے اور بند نہ ہو۔

مستحاضہ عورت معذور کی طرح ہے، لہٰذا جن دنوں کے خون کو استحاضہ قرار دیا جائے ان دنوں کی نمازوں کو نہیں چھوڑے گی؛ بلکہ معذور کی طرح ہر نماز کے وقت کے لیے الگ وضو کر کے نماز وغیرہ پڑھتی رہے گی اور استحاضہ کے زمانے میں شوہر کے لیے بیوی سے ہر طرح کا فائدہ اٹھانا جائز ہوگا۔

مستحاضہ اپنی عادت بھول جائے

مسئلہ: اگر برابر خون جاری رہنے میں عورت کو یہ یاد نہ رہے کہ مہینے میں کس وقت اور کتنے دن اس کو حیض آتا تھا اور کتنے دن وہ پاک رہتی تھی تو:

(۱) اگر وہ حیض اور استحاضہ میں کسی نشانی سے فرق کر سکے تو اس کے

مطابق عمل کرتے ہوئے عبادات کرے؛ یعنی حیض کے وقت نماز، روزہ چھوڑ دے اور اس سے غسل کرکے باقی دنوں میں نماز، روزہ ادا کرے۔

(۲) اگر خون میں فرق نہ کرسکتی ہو تو پھر خوب سوچ سمجھ کر پکے گمان پر عمل کرے؛ یعنی جس وقت اسے پکا خیال یہ ہو کہ اب حیض شروع ہوگیا ہے تو نماز چھوڑ دے اور جب یہ خیال پکا ہو کہ اب استحاضہ شروع ہوگیا ہے تو وہ غسل کرکے پاک ہوجائے اور نماز، روزہ شروع کردے۔

(۳) اگر اتنی زیادہ بھول ہوجائے کہ اسے بالکل پتہ نہ چل پائے کہ حیض ہے یا استحاضہ؟ تو اپنی حالت کسی ماہر مفتی کو بتلا کر نماز اور روزہ کا مسئلہ معلوم کرلیں۔

ہدایت: عورتوں کو چاہیے کہ بالغ ہونے کے موقع پر اپنی خون کی عادت کو اچھی طرح یاد رکھے کہ مجھے مہینے کی کونسی تاریخ میں خون آتا ہے؟ اور کتنے دن تک خون آتا ہے؟ اس کو نوٹ کرنا بہت ضروری ہے؛ ورنہ بہت ساری پریشانیاں اٹھانی پڑے گی؛ اس لیے اس کو کلینڈر پر یا موبائل میں یا ڈائری میں نوٹ کرکے رکھنے کی عادت بنائے۔

بیماری کے خون

نوسال سے کم عمر والی لڑکی کو جو خون آتا ہے وہ بیماری کا خون ہے۔

حیض میں تین دن سے کم آئے گا وہ بھی بیماری کا ہے۔

حمل کی حالت میں آنے والا خون بھی بیماری کا ہے۔

پچپن سال سے زیادہ عمر والی عورت کو جو خون آتا ہے وہ عام طور پر بیماری کا خون ہوتا ہے۔

حمل کے زمانہ میں خون آنے کا مسئلہ

مسئلہ: حمل کے زمانہ میں اگر خون آتا ہے تو جتنے دن خون آتا ہے وہ حیض نہیں؛ بلکہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ: بچہ پیدا ہونے کے وقت بچہ نکلنے سے پہلے جو خون آوے وہ بھی بیماری کا ہے؛ بلکہ جب تک بچہ آدھے سے زیادہ نہ نکل آوے تب تک جو خون آوے گا اس کو بیماری ہی کا خون سمجھا جائے گا۔

بیمار (معذور) کا مسئلہ

مسئلہ: جس کا ہمیشہ وضو نہ رہتا ہو؛ یعنی ایک نماز کا پورا وقت وضو نہ رہتا ہو کہ اس میں اتنا موقع نہ ملتا ہو کہ فرض یا واجب نماز وضو کر کے پڑھ سکے، اس کو مسلسل بیماری کا خون ٹپکتا رہتا ہو یا کوئی اور وضو توڑنے والی چیز آتی رہتی ہو، اس کو شریعت میں ''معذور'' کہتے ہیں۔

معذور بننے کی شرط

مسئلہ: شروع میں کسی بھی فرض نماز کا پورا وقت عذر باقی رہے؛ یعنی

اتنا وقت نہ ملے کہ آدمی وضو کر کے فرض یا واجب نماز مختصراً ادا کر سکے، بعد کی نمازوں میں پورے وقت ایک مرتبہ بھی وہ عذر پایا جائے گا تو وہ معذور ہی باقی رہے گی۔

ہاں! عذر والی چیز ختم ہوگئی؛ یعنی پوری ایک نماز کا وقت اس طرح گزرا کہ وہ عذر والی چیز ایک مرتبہ بھی پیش نہیں آئی تو اس کا عذر ختم ہو گیا، اب اس کو تندرستی کے مسائل پر عمل کرنا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ: معذور بننے کے لیے تو شروع میں فرض نماز کا پورا وقت عذر کی حالت رہنا ضروری ہے؛ مگر ایک مرتبہ معذور بننے کے بعد پھر ہر نماز کے وقت میں ایک مرتبہ بھی اس عذر کا پایا جانا کافی ہے، پورے وقت کو گھیرنا ضروری نہیں ہے، ہاں! پورے وقت میں ایک مرتبہ بھی عذر نہیں پایا جائے گا تو وہ معذور ہونے سے نکل جائے گی۔

معذور کے لیے مسئلہ یہ ہے کہ: جس بیماری یا عذر کی وجہ وہ معذور ہوئی اس عذر کے بار بار پیش آنے کی وجہ سے وضو ٹوٹتا نہیں ہے، جب بھی کسی فرض نماز کا وقت آئے تو ایک مرتبہ وضو کر لے تو پورے وقت کے لیے وہ وضو کافی ہو جائے گا؛ چاہے وہ عذر والی چیز بار بار پیش آئے، ہاں! کوئی دوسری وضو توڑنے والی چیز پیش نہیں آنی چاہیے، اگر کوئی دوسری چیز وضو توڑنے والی چیز پیش آئی تو اس کا وضو ٹوٹا ہوا سمجھا جائے گا، اب پھر سے وضو کرنا پڑے گا۔

نماز کے وقت کے ختم ہونے سے معذور کا وضو ختم ہو جائے گا، نئے

وقت کے لیے دوبارہ وضو کرنا پڑے گا۔

عذر کے مسائل کی ایک مثال: مثلاً ایک عورت کو بیماری کا خون آتا ہے، یا کسی کو گیس چھوٹنے کی بیماری ہے، یا کسی کو پیشاب کے قطرے نکلنے کی بیماری ہے تو اب فجر کی نماز صبح صادق سے شروع ہوتی ہے اور سورج نکلنے پر ختم ہوتی ہے تو صبح صادق سے لے کر سورج نکلنے تک پورے وقت میں اتنی دیر کے لیے بھی یہ بیماری کا خون یا گیس نہ رُکے کہ اس میں وضو کر کے فرض نماز پڑھ سکے؛ یعنی تقریباً پانچ سات منٹ کے لیے بھی نہ رُکے تو سمجھو کہ یہ معذور ہے، ایسے معذور کے لیے اوپر والا مسئلہ ہے۔

لیکوریا (Leucorrhea) کا حکم

لیکوریا؛ یعنی سفید پانی نکلتے رہنا۔

مسئلہ: عورت کو بیماری کی وجہ سے شرم گاہ سے پانی کی طرح سفید لیس دار (چکنا) پانی جیسا نکلتا ہے اس کو ڈاکٹر لوگ ''لیکوریا'' کہتے ہیں، وہ سفید پانی ناپاک ہوتا ہے؛ بلکہ شرم گاہ سے نکلنے والی ہر چیز ناپاک ہے۔

مسئلہ: سفید پانی کپڑے پر لگ گیا تو کپڑا ناپاک ہوجائے گا؛ یعنی ایک درہم یعنی ہتھیلی کی بیچ کی جگہ (پرانا روپیہ کا سکہ) کے برابر کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو اس کو پاک کرنا ضروری ہے، اور اگر اس سے کم ہو تو نماز تو ہوجائے گی؛ لیکن اسے دھو لینا بہتر ہے، بغیر کسی عذر کے نہ دھونا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کو ایسا پانی مسلسل نکلتا رہتا ہو اور نماز پڑھنا مشکل ہوتا ہو تو یہ عورت معذور کے حکم میں ہے اور معذور کا مسئلہ اوپر گزر گیا۔

مسئلہ: جس عورت کو تھوڑے تھوڑے وقت سے سفید پانی آتا ہو تو جس وقت پر پانی نہ آتا ہو ایسے وقت پر وضو کر کے نماز پڑھ لے اور اگر نماز شروع کرنے کے بعد چالو نماز میں پانی شروع ہو گیا تو وضو ٹوٹ گیا اور نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔

مسئلہ: جس عورت کو پانی نکلنے کی خبر نہ ہوتی ہو تو جب نماز شروع کی تو پانی بند تھا اور نماز کے بعد دیکھا تو کپڑے پر یا اندر کے کپڑے پر بھیگا پن محسوس ہوا تو جب تک یقین نہیں ہوگا تب تک نماز صحیح سمجھی جائے گی اور اگر یقین ہے کہ اندر سے ہی پانی نکلا تو نماز دوہرانی پڑے گی۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کو ایسا پانی جاتا رہتا ہو تو اس کو چاہیے کہ پیشاب کی جگہ پر کوئی کپڑا یا اسپنج (Spunch) رکھے؛ کیوں کہ وہ پانی کو چوس لیتا ہے، اگر اسپنج میں پانی لگا ہوا دیکھے تو وضو ٹوٹا ہوا سمجھا جائے گا۔

مسئلہ: اگر یہ نکلنے والا پانی سفید رنگ کا نہ ہو؛ بلکہ پیلا یا مٹیالا رنگ کا ہو اور وہ حیض کے دن ہوں تو وہ آنے والا پانی حیض کا سمجھا جائے گا، اس کو اس کی گنتی سے دیکھا جائے گا۔

عورتوں کے وضو وغسل کے مخصوص مسائل

وضو کے فرائض

وضو میں چار فرض ہیں:

(۱) پورا چہرہ دھونا (۲) کہنیوں کے ساتھ ہاتھ دھونا (۳) سر کے چوتھے حصے کا مسح کرنا (۴) ٹخنوں کے ساتھ پیروں کا دھونا۔

نیل پالش (Nail polish) اور لپ اسٹک (Lipstick) لگی ہونے سے وضو اور غسل کا مسئلہ

وضو میں جن اعضا کو دھونا ضروری ہے اگر ان پر ایسی چیز لگی ہوئی ہو جو پانی کو بدن کی چمڑی تک پہنچنے سے روکے تو وضو نہیں ہوتا، یہی مسئلہ غسل کا بھی ہے۔

نیل پالش لگانے سے ناخنوں تک پانی نہیں پہنچتا؛ لہٰذا وضو کرتے وقت اس کو صاف کرنا ضروری ہے؛ ورنہ پاکی حاصل نہیں ہوگی۔

اسی طرح اگر ہونٹوں پر ایسی لپ اسٹک (لالی) لگی ہوئی ہو جو تہہ دار (Coating) نہ ہو (یعنی کہ ہونٹ کی چمڑی تک پانی برابر پہنچتا ہے) اور پانی اس پر سے بہہ جاوے تو وضو اور غسل ہو جاوے گا اور اگر لالی لگانے کے بعد تہہ جم جائے کہ جس کی وجہ سے وضو اور فرض غسل میں ہونٹ کی چمڑی تک پانی نہیں پہنچتا ہے تو وضو اور فرض غسل صحیح نہیں ہوگا اور بدن ناپاک ہی رہے گا؛

یعنی کہ نماز نہیں پڑھ سکتی اور قرآن شریف کو ہاتھ نہیں لگا سکتی۔

وضو اور فرض غسل سے پہلے اس لالی کو اچھی طرح سے صاف کرلیا جائے کہ پانی ہونٹ کی چمڑی تک برابر پہنچ جائے تو ایسا کر کے وضو اور غسل کرے۔

ووٹ کی نشانی کے ساتھ وضو

ووٹ دینے کے وقت علامت کے طور پر انگلی پر جو روشنائی لگائی جاتی ہے، جس کا اثر کئی دنوں تک رہتا ہے، وہ چوں کہ تہہ دار نہیں؛ اس لیے اس کے لگے رہنے کی حالت میں غسل اور وضو درست ہے۔

تنگ انگوٹھی، اِئیر رنگ (Ear ring) اور نتھ (Nose pin) کے ساتھ وضو

اگر کسی عورت نے تنگ انگوٹھی وغیرہ پہن رکھی ہو تو وضو میں اس کو ہلانا ضروری ہے؛ تاکہ اندر تک پانی پہنچ جائے۔ (اسی طرح غسل کرتے وقت اس کو ہلا دینا ضروری ہوگا؛ تاکہ اندر تک پانی پہنچ جائے) اور اگر انگوٹھی وغیرہ تنگ نہ ہو تو ان کا ہلانا مستحب ہے، ضروری نہیں ہے۔

ناخن میں لگا ہوا آٹا خشک ہو گیا

اگر ناخن میں لگا ہوا آٹا سوکھ گیا اور نیچے تک پانی نہ پہنچا تو وضو اور غسل

نہیں ہوگا، جب یاد آئے تو آٹا نکال کر پانی ڈالے اور پانی ڈالنے سے پہلے کوئی فرض یا واجب نماز ادا کی ہو تو اس کو پھر سے پڑھے، نفل نماز کو پھر سے پڑھنا ضروری نہیں ہے؛ اس لیے کہ نفل شروع ہی نہیں ہوئی تو دوہرانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

ننگا ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

بدن کا چھپا ہوا حصہ کھل جانے سے یا ننگا ہو جانے کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا، عام طور پر عورتوں میں یہ بات مشہور ہے کہ ننگا ہو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، یہ سراسر غلط ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲/ ۳۱)

اسی طرح وضو کرنے کے بعد آئینہ میں دیکھنے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔

غسل کب واجب ہوتا ہے؟

تین چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے:

(۱) جنابت (۲) حیض کا ختم ہونا (۳) نفاس کا ختم ہونا۔

جنبی عورت حائضہ ہوگئی

عورت پر غسل ضروری ہوگیا؛ لیکن اس نے ابھی غسل نہیں کیا تھا کہ حیض شروع ہوگیا تو اسے اختیار ہے چاہے صفائی کی خاطر غسل کر لے اور چاہے تو حیض سے پاک ہونے کے بعد غسل کرے، اس لیے کہ ابھی اس غسل

سے اسے پاکی حاصل نہیں ہوسکتی۔

غسل کے فرائض

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں:

① کلی کرنا۔
غسل میں غرغرے کرنے کو بعض فرض سمجھتے ہیں وہ غلط ہے۔

② ناک میں پانی ڈالنا۔

③ پورے بدن پر اس طرح پانی بہانا کہ ایک بال برابر جگہ سوکھی نہ رہے۔

پورے بدن پر پانی بہاتے وقت نیچے لکھی ہوئی چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

① جس کی ختنہ نہ ہوئی ہو اس کے لیے قلفہ (وہ چمڑی جو ختنہ میں کاٹی جاتی ہے) جو کھل جاتا ہو اس کے اندر کے حصے کو دھونا۔

② ناف اور ایسے سوراخ؛ جیسے کان میں بالی پہنی ہو یا ناک میں نتھ ہو تو غسل میں سوراخ کے اندر پانی پہنچانا ضروری ہے، اگر سوراخ بند ہو گیا ہو تو دھونا ضروری نہیں ہے۔

③ بھوؤں کے نیچے کی چمڑی کا دھونا۔

④ فرجِ خارج کا دھونا۔

جنابت اور حیض کے غسل میں چوٹی کھولنے کا مسئلہ

غسل میں پورے بدن تک پانی پہنچانا ضروری ہے، اگر بال کے برابر بھی کوئی حصہ سوکھا رہ جائے تو غسل نہیں ہوگا۔

اگر کسی عورت کی چوٹی پہلے سے بندھی ہوئی ہو اور اس کو جنابت کے غسل کی ضرورت پیش آجائے تو اس پر چوٹی کھولنا ضروری نہیں؛ بلکہ بالوں کی جڑ تک پانی پہنچانا کافی ہے؛ لیکن اگر بال پہلے ہی سے کھلے ہوئے ہوں تو اب تمام بالوں کا دھونا ضروری ہوگا، اس کو پورا دھوئے بغیر غسل نہیں ہوگا۔

چوٹی بندھے ہوئے سر کے پورے حصہ کو دھونا ضروری ہے۔

اگر بال کھولے بغیر جڑوں تک پانی نہ پہنچ سکے تو کھول کر سب بالوں کا دھونا ضروری ہے۔

غسل کرنے کے بعد وضو کی ضرورت نہیں

غسل کے شروع میں باقاعدہ وضو کرنا سنت ہے؛ لیکن اگر وضو کے بغیر غسل کرلیا جائے تو اب بعد میں نماز وغیرہ کے لیے دوبارہ وضو کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

غسل خانہ اور بیت الخلا میں بات چیت کرنا

عورتوں کی عام عادت یہ ہے کہ وہ غسل خانہ یا بیت الخلا میں بات

چیت کرتی رہتی ہیں؛ حالاں کہ ان جگہوں میں بغیر ضرورت بات چیت نہیں کرنی چاہیے؛ لیکن اگر ضرورت پڑ جائے تو بات چیت کی اجازت ہے، جیسے کسی ضروری بات کا جواب دینا ہو تو یہ منع نہیں ہے۔

غسل خانہ میں پیشاب کرنا

غسل خانہ اگر کچا ہے اور اس میں پانی جمع ہو جاتا ہے تو وہاں پیشاب کرنا مکروہِ تحریمی ہے، احادیث میں اسے بھولنے کی بیماری اور وساوس کا سبب بتایا گیا ہے؛ لیکن اگر غسل خانہ پکا ہے (جیسا کہ آج کل کے باتھ روم) کہ پیشاب کے چھینٹے یا ناپا کی باقی رہنے کا خطرہ نہیں ہے تو ایسی جگہ میں پیشاب کیا جاسکتا ہے، پھر بھی بچنا بہتر ہے۔

دودھ پیتے بچوں کا پیشاب بھی ناپاک ہے

دودھ پیتے بچے اور بچیوں کا پیشاب بھی ناپاک ہے، عام طور پر ہماری عورتیں اس سے بچتی نہیں ہیں، اس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ بچوں کو ایسی لنگوٹ، نیپی (Pampers-Huggies) وغیرہ پہنا دیں کہ جس سے پیشاب باہر نہ نکلے۔

ہاں! بچے بچیوں کو استنجا کرانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

بچے کو دودھ پلانے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے

عورت کا دودھ پاک ہے؛ لہٰذا اس کے نکلنے، نکالنے اور بچے کو پلانے

سے وضو نہیں ٹوٹے گا؛ کیوں کہ وضو ناپاک چیز کے نکلنے سے ٹوٹتا ہے اور دودھ ناپاک نہیں ہے۔

قے (Vomiting) کا مسئلہ

عام طور پر عورتیں چھوٹے بچوں کی قے سے بچتی نہیں، اگر قے منہ بھر کر ہوئی ہے تو ناپاک ہے، کپڑے وغیرہ پر لگنے سے وہ ناپاک ہو جائیں گے، اس کو دھونا ضروری ہوگا؛ لہٰذا بچوں کی قے سے بچنا ضروری ہے۔

منہ بھر کر اس کو کہتے ہیں کہ آدمی اس کو روکنا چاہے تو نہ روک سکے۔

عورت کی شرم گاہ میں انگلی داخل کرنے سے وضو کا مسئلہ

عورت کی شرم گاہ میں کپڑے کے ساتھ یا بغیر کپڑے کے انگلی داخل کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؛ اس لیے کہ جب انگلی نکلے گی تو اس پر ناپاکی ضرور لگی ہوئی ہوگی اور ناپاکی کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؛ البتہ اگر انگلی فرج داخل (شرم گاہ) کے اندر نہیں گئی تو وضو نہیں ٹوٹا۔ (احسن الفتاوی: ۲/ ۲۰)

لیکن ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

عورتوں کی نماز کے مخصوص مسائل

ہر عقل مند بالغ مسلمان مرد اور عورت پر نماز فرض ہے اور لڑکی کی بالغ ہونے کی نشانیاں یہ ہیں:

① حیض کا آنا ② اس کو حمل کا ٹھہر جانا ③ شہوت کے ساتھ منی کا نکلنا ④ پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جانا۔

بالغ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ: اب وہ شریعت کے احکام کے پابند ہوگئیں، ان پر شریعت کے احکام ضروری ہوگئے، جیسے: نماز وغیرہ، اگر اس میں کمی رہی تو اس کی تلافی کرنی پڑے گی۔

نماز میں عورت کے چھپائے جانے والے اعضا

نماز میں آزاد عورت کے لیے بدن کے چوبیس (۲۴) اعضا کا چھپانا فرض ہے:

۱-۲	پیشاب اور پاخانہ کا مقام
۳-۴	دونوں سرین
۵-۶	دونوں رانیں گھٹنوں کے ساتھ
۷	پیٹ
۸	پیٹھ (دونوں پہلوؤں کے ساتھ)

۹-۱۰	دونوں پنڈلیاں (ٹخنوں کے ساتھ)
۱۱-۱۲	دونوں ابھرے ہوئے پستان
۱۳-۱۴	دونوں کان
۱۵-۱۶	دونوں بازو (کہنیوں کے ساتھ)
۱۷-۱۸	دونوں کلائیاں (گٹوں کے ساتھ)
۱۹	سینہ
۲۰-۲۱	سر اور سر کے بال
۲۲	گردن
۲۳-۲۴	دونوں مونڈھے

کتنا ستر کھلنے سے نماز نہیں ہوتی؟

اوپر عورت کے جو نمبر وار اعضا لکھے گئے ہیں ان میں سے اگر کسی ایک عضو (مثلاً ایک کان یا ایک سرین کا چوتھائی حصہ بھی نماز کے کسی رکن میں تین مرتبہ "سبحان اللہ" پڑھنے کے برابر خود بخود کھل جائے تو نماز صحیح نہ ہوگی، دو بارہ پڑھنی پڑے گی اور اگر نماز شروع کرتے وقت یہ حالت ہو تو نماز شروع ہی نہیں ہوگی۔ اور اگر جان بوجھ کر ایک سیکنڈ کے لیے بھی کھول دے تو فوراً نماز ٹوٹ جائے گی۔

عورت کی چوٹیاں

عورت کی چوٹیوں کے بال بھی ستر ہے؛ لٰہذا چوٹیوں کے بالوں کو بھی چھپانا عورت پر ضروری ہے۔

چست لباس پہن کر نماز پڑھنا

ایسا چست لباس پہننا جس سے چھپائے جانے والے اعضا کی سائز ظاہر ہو جائے مکروہ اور بے شرمی کی بات ہے؛ مگر کپڑا اتنا موٹا ہو کہ اندر کی چمڑی نظر نہ آئے تو اس میں نماز پڑھنا درست ہے۔

ایسا لباس پہننا نماز کے علاوہ عام حالات میں جس میں غیر محرم کی نظر پڑے مکروہ ہے۔

بہت باریک کپڑے پہن کر نماز پڑھنا

اگر ایسے باریک کپڑے پہنے جس سے بدن کا اندر والا حصہ باہر سے صاف دکھائی دیتا ہے تو ایسے باریک کپڑے پہن کر نماز پڑھنا درست نہ ہو گا۔

نماز میں باریک دوپٹہ استعمال کرنا

عورت کا ایسا باریک دوپٹہ پہن کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے جس سے بال صاف نظر آتے ہوں۔

ساڑھی پہن کر نماز پڑھنا

اگر ساڑھی مکمل بدن کو چھپانے والے بلاؤز کے ساتھ پہنی کہ چھپائے جانے والے اعضا کا کوئی حصہ کھلا ہوا نہیں رہا تو ایسی ساڑھی پہن کر نماز درست ہو جائے گی؛ (لیکن جن علاقوں میں ساڑھی دوسرے مذہب والوں کا خاص لباس سمجھا جاتا ہو وہاں کی مسلمان عورتوں کے لیے ساڑھی کے استعمال سے مشابہت کی وجہ سے بچنا ضروری ہے)۔

اسی طرح عورتوں کا گھاگھرا پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے؛ لیکن جن علاقوں میں گھاگھرا غیر مسلم عورتوں کا لباس سمجھا جاتا ہو تو اس علاقے کی مسلم خواتین گھاگھرا نہ پہنیں؛ بلکہ اسلامی لباس پہننا چاہیے۔

عورت کے نماز پڑھنے کا طریقہ

جب کوئی عورت نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو سب سے پہلے اچھی طرح وضو کرے، پھر نماز کا وقت معلوم کرے اور پاک جگہ پہنچ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو اور پاک کپڑوں سے پورے بدن کو اس طرح ڈھانک لے کہ چہرہ، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں قدموں کے علاوہ کوئی بھی حصّہ کھلا ہوا نہ ہو۔

قیام (نماز میں کھڑا رہنا)

قیام کی حالت میں دونوں پیروں کو ملائے ہوئے رکھے اور اگر پھیلانے کی ضرورت ہو تو دونوں قدموں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھے اور بالکل سیدھی کھڑی ہو اور تکبیر کے وقت سر نہ جھکائے اور پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف کریں، پھر جس نماز کو پڑھنے جا رہی ہے اس کی نیت کرے۔

اُس کے بعد تکبیرِ تحریمہ کے لیے دونوں ہاتھ اوڑھنی یا ڈوپٹّہ کے اندر ہی سے اس طرح اٹھائے کہ انگلیاں کندھوں تک پہنچ جائیں اور انگلیاں ملی ہوئی ہوں، ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں۔

اور اللہ اکبر کہتی ہوئی دونوں ہاتھ سینے پر رکھ لے اس طرح کہ دائیں ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر آ جائے اور نظریں سجدہ کی جگہ رہیں۔ اس کے بعد ثنا پڑھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ

غَيْرُكَ. (صحیح مسلم عن عمر رضی اللہ عنہ: ۳۹۹)

اس کے بعد آہستہ سے "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" اور "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھے۔

اس کے بعد الحمد شریف پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝٢ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝٣ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝٤ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝٥ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝٦ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝٧

جب سورۂ فاتحہ پڑھ کر خاموش ہوجائے تو آہستہ سے آمین کہے، پھر اُس کے ساتھ کوئی اور سورت ملائے، مثلاً سورۂ اخلاص (قل هو الله) یا سورۂ فلق (قل اعوذ برب الفلق) یا کوئی ایک بڑی آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھے۔

جب قرآن پڑھ کر فارغ ہوجائے تو......

رکوع

تکبیر (الله اکبر) کہتی ہوئی رکوع کے لیے جھک جائے اور صرف اِس قدر جھکے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں گھٹنوں تک پہنچ جائیں اور انگلیاں ملائے ہوئے رکھے، ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے، گھٹنوں کو پیچھے کی طرف نہ جھکائے اور نہ سیدھا کھڑا کرے (کیوں کہ یہ مردوں کے لیے ہے) بلکہ تھوڑا سا آگے کی طرف جھکائے، ہاتھوں اور پسلیوں کے درمیان فاصلہ نہ رکھے؛ بلکہ ملا دے، نظروں کو پاؤں پر رکھے اور کم سے کم تین بار "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" پڑھے۔

قومہ (رکوع سے کھڑے ہونے کی حالت)

اس کے بعد ”سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ“ کہتی ہوئی سر اٹھائے اور سیدھی کھڑی ہوجائے اور نظریں سجدہ کی جگہ رکھے اور سیدھی کھڑی رہ کر صرف ”رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ پڑھے یا اس کے ساتھ ”حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ“ کہے۔

سجدہ

اُس کے بعد ”اللہ اکبر“ کہتی ہوئی سجدہ میں چلی جائے، اس طرح کہ پہلے گھٹنے رکھے، پھر دونوں ہاتھ کانوں کے برابر رکھے، پھر دونوں ہتھیلیوں کے درمیان ناک، پھر پیشانی رکھے، ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رہیں، کہنیاں زمین پر بچھا دے، بازؤوں کو پہلوؤں سے ملا کر سِمٹ کر سجدہ کرے، پیٹ رانوں سے ملا دے، دونوں پیروں کو کھڑا نہ کرے؛ بلکہ لٹا کر دائیں طرف نکال دے، اور سُرین کو اپنے پیروں پر رکھے، اونچی نہ کرے، ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رہے، سجدہ میں نظر ناک پر رکھے۔

سجدہ میں کم سے کم تین بار ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى“ پڑھے۔

سجدہ میں کم سے کم ایک بار ”سُبْحَانَ اللّٰہ“ کے برابر ٹھہرنا ضروری ہے، تین بار ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى“ کہنے کے برابر ٹھہرنا اور تین بار تسبیح پڑھنا سنت ہے (شامی بیروتی: ۲/ ۱۵۲)۔

یہ پورے سجدہ کی کم سے کم مقدار ہے، اس سے سجدہ پورا ہوجاتا ہے،

پھراس کے بعد طاق عدد کا لحاظ کر کے جتنا چاہے زیادہ پڑھے: یعنی تین، پانچ، سات، نو، اس طرح۔

جلسہ (دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا)

اس کے بعد "اللہ اکبر" کہتی ہوئی سر اٹھائے اور سیدھی بیٹھ جائے، دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے، اس میں بیٹھنے کا طریقہ وہی ہے جو پہلے اور آخری قعدہ کے بیان میں آئے گا، اور دونوں سجدوں کے درمیان "رَبِّ اغْفِرْ لِيْ" کہنے کے برابر صرف اطمینان سے بیٹھنا ضروری ہے، اور "رَبِّ اغْفِرْ لِيْ" پڑھنا مستحب ہے، جب اکیلی فرض پڑھتی ہو اور سنتیں اور نفل پڑھتی ہو تو اس میں لمبی حدیث میں آئی ہوئی پوری دعا بھی پڑھ سکتی ہے، جیسے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْفَعْنِيْ۔

پھراس کے بعد پہلے سجدہ کی طرح "اللہ اکبر" کہتی ہوئی دوسرے سجدہ میں جائے اور سجدہ میں کم سے کم تین بار "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى" پڑھے۔

دوسری رکعت

اس کے بعد سجدہ سے "اللہ اکبر" کہتی ہوئی اُٹھے، اٹھتے وقت پہلے پیشانی، پھر ناک، پھر دونوں ہاتھ، پھر گھٹنے اٹھائے اور سیدھی کھڑی ہو جائے جس طرح کہ پہلی رکعت کے قیام میں کھڑی ہوئی تھی اور ہاتھ کانوں تک اٹھائے بغیر دونوں ہاتھوں کو سینہ پر رکھ لے کہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر ہو،

اٹھتے ہوئے ہاتھ سے زمین کا سہارا نہ لے؛ البتہ گھٹنوں کا سہارا لے سکتی ہے، سیدھی کھڑی ہو کر نظر سجدہ کی جگہ رکھے۔

اور ثنا اور اَعُوذُ بِاللّٰہِ من الشیطان الرجیم نہ پڑھے؛ بلکہ تسمیہ یعنی بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سورۂ فاتحہ شروع کر دے، اور اُس کے بعد آہستہ سے آمین کہہ کر پچھلی رکعت میں پڑھی ہوئی سورت کے بعد والی سورت (اُسی کے برابر یا اُس کے بعد کی کوئی بھی چھوٹی سورت) یا اُس کے بعد والی چھوٹی تین آیات یا بڑی ایک آیت پڑھے، قرآنی ترتیب کے خلاف اُلٹا پڑھنا مکروہ ہے، اور پہلی رکعت ہی کی طرح رکوع کرے اور رکوع سے سیدھی کھڑی ہو جائے، پھر دونوں سجدے کرے۔

پہلا قعدہ

جب دوسری رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہو جائے تو "اللّٰہ اکبر" کہتی ہوئی اٹھ کر سیدھی بیٹھ جائے اِس طرح کہ اپنے دونوں پیر دائیں طرف نکال کر سرین زمین پر رکھ دے اور اس طرح کہ دائیں ران بائیں ران سے ملا دیویں اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر رانوں پر اس طرح رکھے کہ انگلیوں کے پوروے گھٹنوں تک پہنچ جائیں اور نظر کو گود میں رکھے، ہاتھوں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رہے اور پیروں کی انگلیاں بھی طاقت کے مطابق قبلہ کی طرف موڑے اور اس کے بعد تشہد پڑھے:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.(بخاری:۲/۹۲۶)

تشہد میں جب "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ" پر پہنچے تو دائیں ہاتھ کی بیچ والی انگلی کا سِرا اور انگوٹھے کا سِرا ملا کر گول حلقہ بنائے اور چھوٹی انگلی اور اس کے بعد والی انگلی کو سمیٹ کر ہتھیلی کی طرف موڑے اور شہادت کی انگلی اٹھا کر (اللہ تعالیٰ کی توحید کا) اشارہ کرے، انگلی قبلہ کی طرف جھکی رہے، سیدھے آسمان کی طرف نہیں، اور جب "إِلَّا اللّٰهُ" کہے تو شہادت کی انگلی کو نیچے چھوڑ دے (یہ نشانی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں مانتے)، انگلی اٹھاتے وقت اس کی طرف نظر کرے، پھر اسی طرح حلقہ بنائے رکھے اور اسی حالت پر سلام تک رکھے۔

تیسری رکعت

اگر تین یا چار رکعت والی فرض یا سنتِ مؤکَّدہ نماز پڑھنا ہے تو تشہد کے بعد کچھ بھی نہ پڑھے؛ بلکہ فوراً اٹھ کر کھڑی ہو جائے اور دونوں ہاتھ سینہ پر رکھ لے اور تیسری رکعت شروع کر دے۔

اگر فرض نماز پڑھ رہی ہے تو صرف سورۂ فاتحہ پڑھے، سورت وغیرہ نہ ملائے، سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھے اور سورۂ فاتحہ کے بعد آہستہ سے آمین کہے۔

اور اگر نفل نماز یا سنت پڑھ رہی ہے یا وتر کی نماز پڑھ رہی ہے تو

تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی چھوٹی سورت یا تین آیات یا ایک بڑی آیت بھی پڑھے، اُس کے بعد رکوع میں چلی جائے اور پچھلی رکعتوں کی طرح تیسری رکعت بھی پوری کرے۔

چوتھی رکعت

جب تیسری رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہو جائے تو سیدھی اٹھ کر کھڑی ہو جائے، درمیان میں جلسہ (بیٹھنا) نہیں ہے اور نہ ہاتھ سے زمین کا سہارا لینا ہے، جب سیدھی کھڑی ہو گئی تو اب فرض نماز میں صرف سورۂ فاتحہ اور وتر کی نماز یا سنت یا نفل میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملا کر پڑھے (یہ خیال رہے کہ پہلی اور دوسری رکعت میں قرآن کی جو سورتیں پڑھی تھی، تیسری اور چوتھی رکعت میں اس کے بعد کی سورتیں پڑھے، اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے، اگر ایسا کر لیا تب بھی نماز ہو جائے گی؛ لیکن مکروہ ہوگی) جب قرأت ختم ہو جائے تو پہلے کی طرح رکوع کرے اور دونوں سجدے کرے۔

آخری قعدہ

جب سجدہ کر چکی تو اٹھ کر بیٹھ جائے جس طرح پہلے قعدہ میں بیٹھی تھی اور التحیات پڑھے، التحیات کے بعد درود شریف پڑھے، یعنی:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. (صحیح بخاری: ۱/۴۷۷)

درود شریف کے بعد کی دعا

جب درود شریف پڑھ کر فارغ ہو جائے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلاَّ اَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ. (البخاري: ١/١١٥)

سلام

جب یہ دعا پڑھ کر فارغ ہو جائے تو اس کے بعد سلام پھیر دے؛ یعنی دائیں طرف منہ پھیرتے ہوئے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" کہے، پھر بائیں طرف منہ پھیرتے ہوئے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" کہے اور چہرہ اتنا پھیرے کہ گال پیچھے والوں کو دِکھائی دے اور دائیں طرف منہ پھیرتے وقت نظر داہنے مونڈھے پر رکھے اور بائیں طرف منہ پھیرتے وقت نظر بائیں مونڈھے پر رکھے، اور نیت دائیں اور بائیں طرف کے فرشتوں کی کرے۔

(اور اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقع مل گیا، جیسے حرمین شریفین میں تو دائیں بائیں عورتوں کی اور جس طرف امام ہو اس طرف امام کی بھی نیت کرے)۔

سلام اِس طرح پھیرے کہ سامنے لفظِ "اَلسَّلَامُ" کہے پھر دائیں طرف چہرہ پھیر کر "عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" پورا کرے، پھر وہیں سے یا سامنے سے لفظ "اَلسَّلَامُ" کے ساتھ منہ پھیرتے ہوئے بائیں طرف چہرہ گھمائے اور مونڈھے پر پہنچ کر سلام کو ختم کر دے۔ (مستفاد از تحفۃ الالمعی: ۲/۹۱)

اور اگر دو ہی رکعت پڑھنا ہے تو دو رکعت کے بعد پہلے قعدہ کے بجائے آخری قعدہ کرے اور سلام پھیر دے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے، فرض نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے، مثلاً یہ دعا:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.

اور: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. اور اَللّٰھُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.

یا جونسی دعا یاد ہو وہ کرے یا اپنے ہی الفاظ میں دعا مانگے۔

دعا کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھوں کے اندر والے حصے کو چہرے کی طرف کر کے اتنا اٹھائے کہ سینے کے برابر ہو جائے، مستحب ہے کہ دعا کے ختم پر یوں کہے:

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. دعا کے بعد دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر لے۔

اور تین بار استغفار کرے، کم سے کم ''استغفر اللّٰہ'' پڑھے، ایک بار آیۃ الکرسی اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس، تینتیس (۳۳) بار ''سُبْحَانَ اللّٰهِ''، تینتیس (۳۳) بار ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ''، تینتیس (۳۳) بار ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' اور ایک بار ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ'' پڑھنا بھی مستحب ہے۔ یہ سب حدیث شریف سے ثابت ہیں؛ اس لیے ان کو پڑھے۔

عورت اور مرد کی نماز کی حالت میں فرق

مفتیانِ کرام نے احادیثِ شریفہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی باتوں کو سامنے رکھ کر عورت اور مرد کی نماز کی کیفیت میں چوبیس (۲۴) باتوں میں فرق لکھا ہے، جس کا خلاصہ ''کتاب المسائل: ۱/۳۳۶'' سے نقل کیا گیا ہے:

نمبر شمار	عورت	مرد
۱	تکبیرِ تحریمہ میں صرف کندھوں تک ہاتھ اٹھائے گی	مرد کو کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھانا ہے
۲	دوپٹہ اور چادر کے اندر سے ہاتھ اٹھائے گی	مرد کے لیے ہاتھ کو باہر نکال کر اٹھانا ہے
۳	اپنے سینے پر ہاتھ رکھے گی	ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہے
۴	رکوع میں معمولی سا جھکے گی	اچھی طرح جھکنا ہے
۵	رکوع میں گھٹنوں پر حلقہ نہیں بنانا ہے	ہاتھ سے گھٹنوں کو پکڑ کر حلقہ بنانا ہے
۶	گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے وقت انگلیاں ملائے رکھے گی	اس وقت انگلیاں کھولنا ہے
۷	رکوع میں گھٹنوں پر صرف ہاتھ رکھنا ہے	گھٹنوں کو پکڑنا ہے
۸	رکوع میں گھٹنوں کو ذرا ٹیڑھا کرے گی	گھٹنوں کو ٹیڑھا کرنا منع ہے

۹	رکوع اور سجدہ میں سمٹ کر رہے گی	ہر عضو کو الگ الگ رکھنا ہے
۱۰	سجدے میں کہنیوں کو بچھا کر رکھے گی	کہنیوں کو اٹھا کر رکھنا ہے
۱۱	تشہد میں ''تورُّک'' کرے گی: یعنی دونوں پیر دائیں جانب نکال کر بیٹھے گی	دایاں پیر کھڑا کر کے بائیں پیر پر بیٹھنا سنت ہے
۱۲	تشہد کے وقت انگلیاں ملا کر رکھے گی	انگلیاں اپنے حال پر رکھنا ہے
۱۳	جماعت میں کوئی بات پیش آئے تو الٹے ہاتھ سے تالی بجا کر دھیان دلوائے گی	زور سے سبحان اللہ پڑھنا ہے
۱۴	کسی مرد کی امامت جائز نہیں	عورتوں کی امامت جائز ہے
۱۵	صرف عورتوں کی جماعت مکروہ ہے	مردوں کی جماعت سنت ہے
۱۶	عورتیں اپنی جماعت کریں تو ان کی امام صف کے اندر بیچ میں کھڑی ہوگی	مرد امام کو آگے کھڑے ہونا ہے
۱۷	گھروں میں تنہا نماز پڑھنا بہتر ہے	جماعت سنتِ مؤکدہ ہے
۱۸	عورتیں جماعت میں شریک ہوں تو مردوں کے پیچھے کھڑا ہونا ضروری ہے	مردوں کو آگے کھڑا ہونا ہے
۱۹	عورتوں پر جمعہ فرض نہیں	مردوں کے لیے (جہاں شرعی طور پر جمعہ ہوتا ہو) جمعہ ضروری ہے

۲۰	عورتوں پر عید کی نماز واجب نہیں	مردوں کے لیے ضروری ہے
۲۱	عورتوں کو فجر کی نماز صبح صادق کے بعد شروع وقت میں پڑھنا بہتر ہے	مردوں کو اِسفار (روشنی؛ یعنی سورج نکلنے کے تقریباً آدھا گھنٹہ پہلے) میں پڑھنا افضل ہے
۲۲	فجر، مغرب اور عشا میں زور سے قرآن پڑھنا جائز نہیں	مردوں کے لیے زور سے قرآن پڑھنا جائز ہے اور امام کے لیے ضروری ہے
۲۳	رکوع میں اپنے دونوں ٹخنوں کو ملانا سنت ہے	دونوں ٹخنوں کے درمیان چار انگل کے برابر دوری افضل ہے
۲۴	سجدہ میں دونوں قدم کھڑے کرنے کا حکم نہیں ہے؛ بلکہ وہ بیٹھے بیٹھے زمین سے چمٹ کر سجدہ کرے گی	دونوں پیروں کو کھڑا کر کے انگلیوں کو قبلہ کی طرف کرنے کا حکم ہے

نوٹ: معلّمہ اپنی طالبات سے عملی مشق کروائیں اور فرق پر خوب توجہ دیں۔

مرد امام کا عورتوں کو تراویح پڑھانا

اگر مرد تراویح کی امامت کرے اور پیچھے کچھ مرد ہوں اور باقی پردہ میں عورتیں ہوں اور یہ امام عورتوں کی امامت کی نیت کرے تو یہ نماز صحیح ہے، اور اگر امام اکیلا ہو اور باقی سب عورتیں ہوں تو امامت کی نیت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ پیچھے نماز پڑھنے والی عورتوں میں اس امام کی کوئی محرم رشتہ دار یا بیوی بھی ہو؛ ورنہ اکیلے تمام پرائی عورتوں کی امامت کرنا مکروہ ہے۔

(شامی: ۲/ ۳۰۷-زکریا دیوبند)

عام طور پر رمضان المبارک میں عورتیں پوری تراویح نہیں پڑھتیں، کچھ دن پڑھتی ہیں اور کچھ دن نہیں پڑھتی ہیں، اسی طرح کچھ رکعتیں پڑھتی ہیں اور کچھ نہیں پڑھتیں؛ حالاں کہ جس طرح مردوں کے لیے تراویح پورے رمضان المبارک کی پوری بیس رکعتیں سنتِ مؤکدہ ہے، اسی طرح عورتوں کے لیے بھی بیس رکعت سنتِ مؤکدہ ہے۔ (از: درمختار-زکریا دیوبند: ۲/ ۴۹۳)

نوٹ: حیض اور نفاس کے دنوں میں دوسری نمازوں کی طرح تراویح بھی نہیں پڑھنا ہے۔

بناؤ سنگار اور فیشن کے مسائل

دوسروں کی مشابہت اختیار کرنا

جو عورتیں اپنے آپ کو مردوں جیسی دکھانے کی کوشش کریں اور جو مرد عورتوں کی طرح خود کو دکھانے کی کوشش کریں، جو عورتیں مردوں کی طرح کپڑے پہنیں ان پر لعنت ہے، حدیث میں ہے:

لَيْسَ مِنَّا مِنَ الرِّجَالِ مَنْ تَشَبَّهَ النِّسَاءَ وَلَا مَنْ تَشَبَّهَ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ.(البخاري،عن ابن عمررضی اللہ عنہ)

ترجمہ: جو مرد عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور جو عورتیں مردوں کی مشابہت اختیار کریں وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ. (ابو داؤد،عن ابن عمررضی اللہ عنہ)

جو انسان کسی قوم کی مشابہت؛ یعنی چال ڈھال کو پسند کرتا ہے وہ اس قوم میں سے گنا جائے گا۔

آج کل مسلمان لڑکیوں میں فلم میں کام کرنے والی فلمی اداکاراؤں (Actresses) کی نقل کے کپڑے، بال اور جوتے وغیرہ کی ایک فیشن بن گئی ہے، وہ بہت بری چیز ہے، اور اسی طرح فلمی اداکارہ اور آوارہ عورتوں کے بال، چال چلن اور کپڑوں کی نقل کی عادت پڑ چکی ہے، یہ بڑی خطرناک چیز ہے، آخرت میں ان کے ساتھ حساب کتاب کا خطرہ ہے۔

فیشن کا حکم صرف شوہر کے لیے ہے

عورتوں کے لیے بناؤ سنگار کا حکم صرف شوہر کے لیے ہے، شوہر کے علاوہ دوسروں کے لیے خاص طور پر سنورنا جائز نہیں ہے، اس کو شریعت نے ناپسند کیا ہے، اسی طرح غیر شادی شدہ لڑکیوں کے لیے بھی زیادہ بننا سنورنا اچھا نہیں ہے؛ کیوں کہ یہی چیز فتنہ کا سامان ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس چیزوں کو پسند نہیں فرماتے تھے، ان میں ایک غیر محل میں زینت کا دکھانا بھی ہے۔ (ابوداؤد شریف: ۵۸۰، رقم الحدیث: ۴۲۲۲)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غیر اہل میں زینت کا دکھاوا کرنے والی قیامت کے دن اندھیرے کی طرح ہوگی، جس کے لیے روشنی نہیں ہوگی۔ (ترمذی شریف: ۱/۲۲۰، رقم الحدیث: ۱۱۶۷)

اِن حدیثوں میں غیر محل سے مراد شوہر اور محرم کے علاوہ کسی پرائے کے لیے زینت کا استعمال کرنا یا زینت کو ظاہر کرنا ہے۔ (از: عون المعبود: ۱۱/۱۸۸، تحفۃ الاحوذی: ۴/۳۷۲)

اس میں جن کی شادی نہیں ہوئی وہ بالغ لڑکیاں بھی شامل ہیں کہ ابھی اس کے شوہر ہی نہیں ہے تو وہ کس کے لیے بن سنور رہی ہیں؟ کیا پرائے لڑکوں کو دکھانا ہے؟ وہ تو بہت بڑا گناہ ہے؛ اس لیے ان لڑکیوں کو بھی اس طرح بناؤ

سنگار سے خود کو ضرور بچانا چاہیے۔

کنواری لڑکی کے لیے صاف ستھرا رہنے اور زینت کی عام چیزوں کے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (از: خواتین کے شرعی مسائل: ۴۹۹)

فیشن کے نقصانات

① خطرناک جوش پیدا ہوتا ہے، جس سے سوچ، دماغ ہمیشہ بے چین رہتا ہے، کسی بھی طرح سکون نہیں ملتا۔

② لالچ کی آگ ہمیشہ جلتی ہے اور کسی بھی جگہ پہنچ کر بھی انسان کی چاہت پوری نہیں ہوتی۔

③ پیسوں کو ضائع کرنے عادت پڑ جاتی ہے اور یہ چیز انسان کو غریب اور لاچار بنا دیتی ہے، انسان قرض میں ڈوب جاتا ہے اور لوگوں سے مانگنے والا بن جاتا ہے۔

④ عورت میں دکھانے کی غلط عادت بن جاتی ہے کہ اچھے کپڑے، اچھے چپل، اچھے چشمے، اچھے موبائل اور اچھے بال لوگوں کو دکھانے کے لیے استعمال کرتی ہے۔

⑤ اس کے نتیجے میں گھمنڈ پیدا ہوتا ہے، ہر موقع پر زینت، ٹیپ ٹاپ کی فکر میں لگی رہتی ہے۔

⑥ چوری یا قرض کر کے بھی فیشن کی چاہت پوری کرتی ہے اور پھر یہ

شوق پورا کرنے کے لیے حرام تعلقات میں بھی پھنس جاتی ہے اور اپنی عزت اور آبرو بھی کھو دیتی ہے۔

⑦ اسی کے پیچھے خوب دھیان دیتی ہے اور آخرت اور ہمیشہ فائدہ دینے والی چیز سے غافل ہو جاتی ہے۔

⑧ وقت کی بربادی اس میں ہوتی ہے۔

⑨ بہادری ختم ہو جاتی ہے۔

⑩ ڈھانچہ بگڑ جاتا ہے۔

⑪ اللہ تعالیٰ نے مرد کے لیے باہر کے کام اور عورت کے لیے گھر کے کام کی جو مستقل ذمّے داری ہے وہ ختم ہو جاتی ہے، اور عورتیں بھی باہر کے کام کاج میں لگ جاتی ہے۔

گویا کہ نظامِ زندگی (Life style) بدلنے سے بے حیائی، زنا، طلاق وغیرہ خوب ہونے لگتے ہیں۔

⑫ اسلامی شریعت سے ہٹ کر کے غیروں کے طریقے اپنانے لگتی ہے۔

⑬ میک اپ میں بہت سارے وہ کیمیکل استعمال کیے جاتے ہیں جو انسان کے لیے جسمانی طور پر بھی بہت ساری بیماریاں پیدا کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں اور ان میں سُوّر (Pig) جیسے حرام جانوروں کی چربی وغیرہ بھی خوب استعمال کی جاتی ہے۔

بیوٹی پارلر (Beauty parlour) میں جانا

بیوٹی پارلروں میں جانے اور نئے نئے فیشن کرنے سے خواتین کے چہرے، جسم اور بالوں کا قدرتی حسن ختم ہوجاتا ہے اور اس سے بہت سے نقصانات بھی ہوتے ہیں، اس سلسلے میں قاہرہ میڈیکل کالج کے پروفیسر ڈاکٹر عبدالمنعم صاحب لکھتے ہیں کہ:

اس طرح بیوٹی پارلر جا کر بالوں کی سیٹنگ کروانا، یورپ کے لحاظ سے فیشن کی طرح مختلف رنگوں سے انھیں رنگنا، یا سیٹنگ مشین کا استعمال کرنا اور کیمیکل والی دواؤں کا استعمال کرنا جن میں ایسی چیزیں بھی شامل ہوتی ہیں جو بالوں کے لیے سخت نقصان دینے والی ہوتی ہیں، اس سے بال جلدی گرتے ہیں، کسی بھی عورت کے لیے ایسی چیزوں کا استعمال مناسب نہیں؛ کیوں کہ یہ بالوں کے لیے سخت نقصان دینے والے ہیں، خواتین کو ایسی زیب وزینت اختیار کرنے سے بچنا چاہیے۔ (ماخوذ رسالہ ''تمھارا خصوصی معالج'')

بیوٹی پارلروں میں فیشل (Facial)، ہیر کٹنگ (Haircutting)، تھریڈنگ (Threading)، ویکسنگ (Waxing)، بلیچنگ (Bleaching) کروا کر بن ٹھن کر نکلنے والی عورت چند دنوں تک ظاہر میں بہت اچھی لگے گی؛ لیکن جیسے جیسے اس کا اثر ختم ہوتا جاتا ہے اور ان کی چمڑی (Skin) ڈھیلی (Loose) ہوجاتی ہے، پھر پچیس سال کی جوان اگر پچاس سال کی نہیں تو چالیس سال کی ضرور لگتی ہے اور گناہ کا یہ اثر ضرور ہوتا ہے کہ شوہر کے دل میں

محبت کے بجائے نفرت بیٹھتی رہتی ہے۔

بیوٹی پارلر میں کام کرنے والی عورتیں

بیوٹی پارلر میں جو عورتیں ہوتی ہیں وہ اکثر بے نمازی، بے پردہ، آزاد خیال، اللہ تعالیٰ کے احکام سے بغاوت کرنے والی اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ناراض کرنے والی ہوتی ہیں۔

بعض شہروں میں تو یہ عورتیں بیوٹی پارلر کی آڑ میں جسم فروشی کا دھندھا چلاتی ہیں اور شریف گھرانوں کی لڑکیوں کو برباد کرتی ہیں۔

مسلمان خواتین کے لیے ایسی بے حیا اور گناہ گار عورتوں کو اپنے جسم پر ہاتھ بھی نہیں لگانے دینا چاہیے۔

اگر بیوٹی پارلروں میں کام کرنے والے مرد ہوں یا ان کا وہاں آنا جانا ہو تو پھر اس کا حرام ہونا اور اس پر اللہ کی لعنت برسنا پکّا ہو جاتا ہے۔

بیوٹی پارلر میں جا کر ایسی بے حیا، بے شرم اور گناہ گار عورتوں سے خود کو سنوارنا مسلمان خواتین کے لیے کسی طرح بھی مناسب نہیں؛ بلکہ گھر پر ہی جو کچھ ہو سکے اس سے اپنے آپ کو سنوار لینا چاہیے، اسی میں ان کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائی اور کامیابی ہے۔

دلہن کو بیوٹی پارلر میں سنوارنا

دلہن کو سنوارنا ایک جائز عمل ہے؛ لیکن اس میں شریعت کی مقرر کی

ہوئی حد کی پابندی ضروری ہے، دلہن کی ماں، بہنیں شریعت کی حد میں رہ کر جائز طریقے سے سنواریں تو اِس میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن اس کے لیے بیوٹیشین مرد کی خدمت حاصل کرنا جائز نہیں۔

بیوٹیشین (Beautician) اگر مرد ہے تب تو بالکل ظاہر ہے کہ لڑکی کا پورا بدن ستر ہے، سر سے لے کر پاؤں تک جسم کے ایک بال جتنا حصہ بھی پرائے مرد کے سامنے کھولنا حرام ہے۔

بلکہ جو بال ٹوٹ کر کنگھی میں آجاتے ہیں اور اسی طرح کٹے ہوئے ناخن بھی ایسی جگہ ڈالنا منع ہے جہاں نامحرم مرد کی نظر پڑے، ایسا کرے گی تو گنہگار ہوگی۔ (از: بہشتی زیور: ۳/ ۶۳)

لہٰذا مرد بیوٹیشین کو تو سنوارنے کے لیے بلانا حرام ہے۔

اور اگر وہ بیوٹیشین عورت ہے تو اتنا یاد رہے کہ غیر مسلم عورتوں سے بھی ویسا ہی پردہ کرنا ضروری ہے جیسا پرائے مرد سے کرنا ضروری ہے، سر سے پاؤں تک جسم کا کوئی بھی حصہ جیسے پَرائے مرد کے سامنے کھولنا حرام ہے، اسی طرح غیر مسلم عورت کے سامنے بھی کھولنا ناجائز اور گناہ ہے۔ (بہشتی زیور: ۳/ ۶۴)

لہٰذا بیوٹیشین عورت اگر غیر مسلم ہو تو اس کے پاس دلہن سنوارنے کے لیے لانا بھی ناجائز اور حرام ہے۔

اب رہ گئی بات بیوٹیشین خاتون کی جو مسلمان ہو تو اگر وہ جائز طریقے سے آرائش کرتی ہے تو گنجائش ہے؛ ورنہ وہ بھی جائز نہیں۔

دلہن کو سنوارنے میں نماز قضا کرنا

دلہن کو سنوار کر اِس طرح بٹھائے رکھنا کہ نمازیں قضا ہو جائیں بہت بڑا گناہ ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ: جان کر نماز نہ چھوڑو، جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے وہ مذہب سے نکل جاتا ہے۔ (فضائلِ نماز: ۲۰۸)

ایک حدیث میں ہے: جس شخص کی ایک نماز بھی چھوٹ گئی وہ ایسا ہے کہ گویا اُس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت سب چھین لیا گیا ہو۔ (فضائلِ نماز: ۲۱۰)

آئی برو (Eyebrow) کا مسئلہ

آئی برو میں یہ ہوتا ہے کہ آنکھوں کے اوپر جو بھنویں ہیں اس کے بال اکھاڑے جاتے ہیں، کاٹے جاتے ہیں اور پھر بالوں کی لکیر بنائی جاتی ہے، اس کو پتلا کیا جاتا ہے، دھاردار (Sharp) بنا دیا جاتا ہے، اور اس پر قسم قسم کے رنگ لگائے جاتے ہیں، اس طرح آئی برو کروانا ہماری شریعت میں ہرگز جائز نہیں ہے، حدیثِ پاک میں ایسی عورتوں پر جو یہ کام کریں اور کرائیں، لعنت آئی ہے۔ (بخاری: ۸۷۹/۲)

بھنوٗں (ابروؤں) کے بال زیادہ ہوں اور بہت خراب اور بھدّے معلوم ہوتے ہوں تو مناسب انداز میں اس کو ٹھیک کرا سکتے ہیں؛ لیکن بے حیا اور بے شرم فلمی عورتوں کی اسٹائل میں باریک کرانے کی اجازت نہیں ہے۔

نیل پالش (Nail polish)

نیل پالش کے ذریعے ناخنوں کو لال کرنا بھی جائز نہیں؛ بلکہ اس کی وجہ سے ناخنوں پر اُس پالش کی تہہ (پرت) جم جاتی ہے اور وضو یا غسل میں جب ناخنوں پر پانی ڈالا جاتا ہے تب نیل پالش کی وجہ سے ناخنوں تک پانی نہیں پہنچتا ہے جس کی وجہ سے وضو یا غسل صحیح ہی نہیں ہوتا اور نمازیں بھی نہیں ہوتی، عورت ناپاک کی ناپاک ہی رہتی ہے، اس کے علاوہ نیل پالش میں ناپاک چیزیں ملائی جاتی ہیں اور وہی ناپاک ہاتھ کھانے وغیرہ میں استعمال کرنا گندگی کا کام ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲/ ۷۴-۷۵)

ہاں! صرف مہندی کے ذریعے ناخن لال کر سکتے ہیں۔

لِپ اِسٹک (Lipstick)

لِپ اِسٹک کے ذریعہ ہونٹ لال کیے جاتے ہیں، بہت سے ماہرین نے تحقیق و ریسرچ کے بعد اعلان کیا ہے کہ:

لِپ اِسٹک میں خنزیر کی چربی ملائی جاتی ہے۔

اگر لپ اسٹک کو وضو یا غسل کے وقت ہونٹوں سے نکالا نہ جائے تو وضو اور غسل بھی درست نہیں ہوتا، عورت ناپاک ہی رہتی ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۲۷)

بالوں کے مسائل

عورتوں کا بال کٹوانا

عورتوں کے لیے اپنے بال کو کسی بھی طرف سے کاٹنا یا منڈوانا جائز نہیں ہے، ہاں! اگر کوئی بھاری بیماری پیدا ہوگئی ہو تو اس وقت مجبوری کے درجے میں بیماری تک بال کٹوا سکتے ہیں، بیماری ختم ہوتے ہی پھر بال رکھ لیوے۔

بیماری یا کسی مجبوری کے وقت کسی مفتی صاحب سے مسئلہ پوچھ لیں۔

(۱) سر کے بالوں کو فیشن کے طور پر یا دکھاوے کے طور پر کٹوانا ناجائز اور حرام ہے۔

(۲) عورت کو شوہر کی خوشی کے لیے بھی فیشن کے طور پر بال کٹوانا جائز نہیں ہے۔

وضاحت: ۷/سال یا اس سے کم عمر کی بچیوں کے بالوں کو حفاظت اور صحت کے خاطر کٹوانا جائز ہے؛ (کیوں کہ ان کے لیے بالوں کو سنبھالنا مشکل ہوتا ہے) مگر پھر بھی نہ کٹوانا افضل ہے۔

چھوٹی لڑکیاں جب ۹/سال کی عمر کی ہوجائیں اس کے بعد ان کے بال بھی کاٹنا جائز نہیں ہے، ایسے بھی بالکل چھوٹی لڑکی کو شریعت کے خلاف بال اور کپڑوں سے بچانا چاہیے، لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ: بچہ ہے، بچی ہے، ابھی کرنے

دو، تو ان سے ایک سوال یہ ہے کہ: بچہ ہو یا بچی ہو اگر ہاتھ میں آگ کا انگارہ دیں گے تو کیا وہ اس کو جلائے گا یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ بچے کو بھی وہ جلا دے گا؛ اس لیے بچوں کو بھی شریعت کے خلاف، گناہ اور ناجائز کاموں سے بچانا چاہیے، بچپن سے اچھی عادت سکھانی چاہیے۔

جُوڑے باندھنے کے بارے میں اہم وضاحت

(۱) سر کے بالوں کو لپیٹ کر سر کے اوپر والے حصہ پر جوڑا باندھنا: چاہے نماز میں ہو یا نماز کے باہر ہو جائز نہیں ہے؛ اس لیے کہ اس میں تکبر ہے اور حدیث شریف میں اس پر وعید آئی ہے کہ اس طرح کی عورتوں کو جنت کی خوشبو بھی نصیب نہیں ہوگی؛ اس لیے کسی بھی حالت میں اس طرح جوڑے باندھنا جائز نہیں ہے۔

(۲) سر کے بالوں کو گُدّی (پیچھے والی گردن کا حصہ) پر جوڑا باندھے تو جائز ہے؛ بلکہ نماز کی حالت میں افضل و بہتر ہے: کیوں کہ نماز میں بالوں کو چھپانا ضروری ہے اور اس طریقے میں بالوں کو چھپانے میں آسانی ہے؛ لہذا یہ دوسرا طریقہ جائز ہے۔

وضاحت: بعض لوگ ہر طرح کے جوڑے کو ناجائز کہتے ہیں ایسا کہنا غلط ہے، یاد رہے کہ پہلا طریقہ ناجائز اور دوسرا طریقہ جائز؛ بلکہ نماز کی حالت میں افضل و بہتر ہے۔

سینہ، پیٹ اور گردن وغیرہ کے بالوں کا مسئلہ

سینہ اور پیٹ کے بالوں کو منڈوانا جائز ہے؛ مگر نہ منڈوانا بہتر ہے۔
ران اور بازو (Thighs & Shoulders) کے بال رکھنا اور کٹوانا دونوں جائز ہے۔ گردن کے بال منڈوانا جائز ہے۔

ناف کے نیچے کے بال کا مسئلہ

ناف کے نیچے کے بال ہفتے میں ایک بار صاف کرنا بہتر ہے، جو اس میں دیر ہو تو پندرہ دن کے اندر اندر اور اس سے زیادہ دیر ہو تو زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک اجازت ہے، اس سے زیادہ دیر کرنا درست نہیں؛ بلکہ گناہ ہے، لہٰذا چالیس دنوں سے پہلے ناف کے نیچے کے بال صاف کر لینا چاہیے۔
ناف کے بال کی حد: پیٹ کی حد جہاں ختم ہوتی ہے وہاں سخت ہڈی ہے جس پر خاص طرح کے بال اگتے ہیں وہاں سے بال کاٹنا ہے، اسی طرح بڑے استنجے کی جگہ اور اس کے آس پاس کے بال بھی صاف کرنا ضروری ہے۔
عورتوں کے لیے ناف کے بال وغیرہ صاف کرنے کے لیے کریم (Cream) وغیرہ استعمال کرنا جائز ہے۔

بالوں کے ساتھ دوسرے انسانی بالوں کو (Wig) لگانا

اپنے بالوں کے ساتھ دوسرے انسانی بالوں کو جوڑنا جائز نہیں ہے، حرام ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسی عورت پر لعنت فرمائی ہے؛ لہٰذا انسانی بالوں

کا استعمال نہ کیا جائے۔

بالوں کے ساتھ مصنوعی (Artificial) چیزیں لگانے کا حکم

عورتیں اپنے بالوں کے ساتھ زینت یا بالوں کی حفاظت کی غرض سے ایسی مصنوعی چیزیں لگا سکتی ہیں، مثلا کپڑے، نائلون، وغیرہ کی چیزیں اسی طرح اپنے بالوں کو سیٹ کرنے یا ان کی حفاظت کے لیے مختلف دھاتوں کی بنی ہوئی کلپ لگانا بھی جائز ہے۔

کنگھی وغیرہ کے ذریعہ اکھڑے ہوئے بالوں کا مسئلہ

کنگھی وغیرہ کے ذریعہ اکھڑے ہوئے بالوں کو جمع کر کے کسی جگہ زمین میں دفن کرا دیا جائے، یونہی پھینک دینا صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ عورت کے بال بھی ستر ہے، جس طرح جسم پر لگے رہنے کی صورت میں اس کا دیکھنا غیر محرم کے لیے حرام ہے اسی طرح جسم سے الگ ہونے کے بعد بھی حرام ہے؛ لہذا گناہ سے بچنے کے لیے بالوں کو دفن کر دینا چاہیے۔

عورت کے بالوں کو کہیں بھی دفن کر سکتے ہیں۔

مہندی کا استعمال

زینت کی چیزوں میں ایک مہندی بھی ہے، عورتوں کو اسے استعمال کرنا چاہیے، خود احادیث میں عورتوں کے لیے مہندی لگانے کی ترغیب موجود

ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کسی کے ہاتھ میں مہندی کا نشان نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ناپسند فرماتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پردے کے پیچھے سے ایک خط پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیا، اس کے بعد دریافت فرمایا: معلوم نہیں یہ ہاتھ کسی مرد کا ہے یا عورت کا؟

جواب دیا گیا کہ: یہ عورت کا ہاتھ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر عورت ہوتی تو اپنے ناخنوں کو مہندی سے رنگتی۔ (ابوداؤد شریف: ۵۷۴، رقم الحدیث: ۴۱۶۴)

لہٰذا ہاتھ، پاؤں اور ناخنوں میں مہندی کا استعمال کرنا درست ہے۔

بالوں میں مہندی اور خضاب لگانا (Hair dye)

بالوں میں خضاب اور مہندی لگانا جائز ہے، اس کے لیے شرط یہ ہے کہ بالوں پر پَرت (Coating) نہیں ہونا چاہیے، کوٹنگ لگنے سے پانی نہیں پہنچے گا اور پاکی حاصل نہیں ہوگی۔

زیورات کے مسائل

زیورات کے شرائط

عورتوں کے لیے تمام قسم کے زیور مثلاً گلے میں ہار، کان میں بالیاں اور ایرنگ، ہاتھوں میں کڑے اور کنگن، انگلیوں میں انگوٹھیاں، پاؤں میں پازیب، بالوں میں نگ دار کلپ وغیرہ پہننا جائز ہیں؛ مگر شرط یہ ہے کہ:

① پرائے مردوں کے سامنے زیب وزینت ہرگز ظاہر نہ ہو۔

② ایسی آواز اور کھنک بھی نہ ہو کہ عورت کی طرف پرایا مرد دھیان دیوے۔

③ کسی دوسری قوم کی عورتوں کا شعار (یعنی مذہبی علامت) نہ ہو۔

④ جاندار کی شکل اس میں نہ ہو۔

ان شرطوں کا لحاظ کرتے ہوئے پہننا جائز ہے۔

عام طور پر ہماری خواتین چھوٹی چھوٹی بچیوں کو بجنے والی جھانجن، پایل وغیرہ پہناتی ہیں، انھیں اس طرح کی چیزیں نہیں پہنانی چاہیے؛ تاکہ ان کی عادت بگڑنے نہ پائے۔

مختلف دھاتوں سے بنی ہوئی انگوٹھیاں

سونا چاندی کے علاوہ دیگر تمام دھاتوں کی انگوٹھیاں پہننا عورتوں کے

لیے مکروہ ہے؛ اس لیے ایسی انگوٹھیاں پہننے سے عورتوں کو بچنا چاہیے؛ البتہ دوسری دھاتوں کی بنی ہوئی انگوٹھیوں پر سونا چاندی کی پالش اس طرح چڑھا دی جائے کہ اصل دھات دکھائی نہ دے تو عورتوں کے لیے ایسی انگوٹھیاں پہننا جائز ہے۔

ٹیٹو بنانا یا اسٹیکر لگانا (Tattooing & Stickering)

سرمہ، اِنک (Ink) ایسی کوئی چیز سوئی وغیرہ گرم کر کے بدن میں اس کی ڈیزائن بنوانا یہ بھی جائز نہیں ہے۔

اونچی ایڑی کی چپل یا جوتی پہننا

عورتوں کے لیے اونچی ایڑی کی جوتی یا چپل پہننا جائز تو ہے؛ لیکن بہتر نہیں ہے؛ کیوں کہ:

(۱) اس میں گنہگار عورتوں کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۲) اور اس سے گرنے کا بھی خطرہ رہتا ہے۔

(۳) اسی طرح ڈاکٹروں کی تحقیق کے مطابق ان کا استعمال صحت و تندرستی کے لیے نقصان دینے والا ہے، ماہر ہڈیوں کے ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ اس سے جسم کی بناوٹ اور دھڑ (Torso) ٹیڑھا اور کمزور ہو جاتا ہے۔

(۴) اور اس میں اس بات کا بھی دھوکہ ہے کہ عورت اپنے آپ کو لمبے قد والی دکھاتی ہے؛ حالاں کہ حقیقت میں وہ اتنی لمبی نہیں ہے۔

کپڑوں کے مسائل

لباس کا مقصد

لباس کا ایک مقصد: بدن کے شرم کی جگہ کو چھپانا ہے،قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ (الأعراف)

ترجمہ: اے آدم کی اولاد! پکی بات یہ ہے کہ ہم نے تم پر لباس اتارا ہے جو تمھاری شرم کی جگہوں کو چھپاتا ہے اور (ایسے کپڑے بھی اتارے جو تمھارے لیے) زینت ہے اور تقویٰ کا لباس وہ بہترین (لباس) ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں سے ہے؛ تاکہ وہ لوگ غور کریں۔ (از: تیسیر القرآن)

لباس کیسا ہو؟

ایسا لباس جس کے ذریعے جسم کو راحت اور آرام حاصل ہو۔

عورتیں موٹے کپڑے سے بنا ہوا ڈھیلا ڈھالا ایسا لباس پہنے کہ بدن اور بدن کا رنگ، بناوٹ اور سائز نظر نہ آوے۔

آستین پوری ہو، گلے اور گریبان کی کاٹ میں اس کا خیال رکھیں کہ پیچھے اور آگے پیٹھ اور سینہ کا کچھ بھی حصہ کھلا نہ رہے۔

شلوار وغیرہ ایسے کپڑے کے پہنے جس سے ران، پنڈلی، کولہے وغیرہ

کا کوئی حصہ دکھائی نہ دیں۔

سروں پر ایسے موٹے اور بڑے دوپٹے اوڑھے جن سے بال اور شانے، سینہ اور گردن، اور گلا پوری طرح ڈھک جائے اور اگر لباس اور اوڑھنی کا کپڑا باریک ہو تو نیچے سے اَستَر لگا لیں۔

لباس ایسا نہ ہو

اتنا چھوٹا لباس نہ ہو کہ لباس پہننے کے باوجود ستر کا کچھ حصہ کھلا رہ جاوے۔

اتنا باریک نہ ہو کہ بدن کے اندر کا حصہ دکھائی دیتا ہو۔

اتنا چُست (Tight) نہ ہو کہ بدن کی بناوٹ (سائز) اور اُبھار نظر آتا ہو۔

جو عورتیں ایسا باریک لباس پہنتی ہیں جس کی وجہ سے بدن کی بناوٹ (سائز) دوسروں کے سامنے ظاہر ہوتی ہے تو ایسی عورتوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: حقیقت میں وہ عورتیں ننگی ہیں۔

اگر کسی عورت نے ایسا لباس پہنا جس میں سینہ کھلا ہوا ہے، بازو کھلے ہوئے ہیں، تو ایسی عورت کو ایسی حالت میں دوسری عورت کے سامنے بھی آنا جائز نہیں ہے۔

دوسروں کو دکھانے کے لیے یا دوسروں پر رعب جمانے کے مقصد سے شان دار لباس پہننا حرام ہے۔

ایسا لباس پہننا جس کی وجہ سے وہ کسی دوسری قوم جیسی نظر آئے حرام ہے (یعنی کسی قوم کی نقل اتارنا جائز نہیں ہے)۔

جنس، پینٹ اور ٹی شرٹ لڑکیوں کے لیے پہننا صحیح نہیں ہے۔

شارٹ لباس کا حکم

شارٹ شلوار یا شارٹ فراک اور آدھی آستین یا بغیر آستین والی قمیص پہننا عورتوں کے لیے جائز نہیں ہے؛ بلکہ عورتوں کے لیے یہ حکم ہے کہ قمیص اور فراک آدھی پنڈلی تک اور شلوار قدموں کی پشت تک لمبی ہو، یہی طریقہ پردہ کی رعایت کے لیے سنت اور پسندیدہ ہے۔

تصویر والے کپڑے

شرٹ، پینٹ، ٹی شرٹ، جوتے چپل جس پر جانور یا انسانی تصویر بنی ہوئی ہو وہ خود پہننا اور بچوں کو پہنانا یہ سب ناجائز ہے، اسی طرح سونا چاندی وغیرہ کے زیور جس پر جانور یا انسانی تصویر بنی ہوئی ہو وہ پہننا اور پہنانا بھی جائز نہیں ہے۔

الگ الگ رنگ کی چوڑیاں اور کپڑے پہننا جائز ہے

الگ الگ رنگ کی چوڑیاں اور کپڑے پہننا جائز ہے؛ لہٰذا بعض خواتین کا یہ خیال کرنا کہ فلاں رنگ سے مصیبت آئے گی، صرف وہم ہے، رنگوں سے کچھ نہیں ہوتا، اعمال سے اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول یا مردود ہوتا ہے

اور اس کے برے اعمال سے مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔

نوٹ: لیکن میچنگ (Matching) کپڑے اور کپڑے کے مناسب چوڑیاں اور چپل وغیرہ کی تلاش اور اس کو جمع کرنا، اس کے لیے وقت کو ضائع کرنا، اس کے لیے مارکیٹوں میں دکان دکان گھومتے پھرتے رہنا اور اس کے لیے مستقل فکریں اور کوشش کرنا یہ بھی ایک طرح کا غلط کام ہے، وقت اور پیسوں کا اسراف ہے، اس سے بھی بچنے کی بہت ضرورت ہے۔

پردہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ: عورت کے لیے سب سے بہترین بات کیا ہے؟

صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش رہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر آئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ: عورت کے لیے سب سے بہترین بات یہ ہے کہ نہ وہ مردوں کو دیکھے نہ مرد اس کو دیکھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تعریف فرمائی۔ (دار قطنی، مسند البزار: ۲/۱۶۰)

ستر اور پردے میں فرق

عورت کا پورا بدن ستر ہے، چہرہ، دونوں ہاتھ پہنچوں تک اور دونوں قدم کے علاوہ۔

ستر کا مطلب یہ ہے کہ: عورت اپنا چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدموں کے سوا باقی تمام بدن ہر وقت چھپائے رکھے گی، یہ چھپانا ضروری ہے یہاں تک کہ اگر نماز میں ان تینوں اعضا کے علاوہ باقی بدن کے کسی عضو کا چوتھائی حصہ ایک رکن ادا کر سکے اتنے وقت کے برابر کھلا رہ گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور ایک رکن؛ یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر ہے۔

پردہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ: تمام بدن کے ساتھ ساتھ چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم بھی غیر محرم کے سامنے ظاہر نہ کرے۔

برقعہ پہننے کا شرعی حکم

برقعہ پہننے کا اصل مقصد پردہ ہے؛ یعنی اس کے ذریعے عورت اپنے بدن یا لباس کی سجاوٹ مردوں کی نظروں سے چھپائے؛ تاکہ اس کی طرف کسی کا دھیان نہ جائے، اس کے لیے برقعہ کی کوئی خاص شکل ضروری نہیں ہے؛ بلکہ جس کپڑے سے پردہ کا مقصد حاصل ہو جائے وہی صحیح ہوگا، قرآنِ کریم میں عورتوں کو "جِلْبَاب" پہن کر گھروں سے نکلنے کا حکم ہے۔

"جِلْبَاب" ایسی لمبی چادر کو کہتے ہیں جو سر سے پیر تک پورے بدن کو ڈھانپ لیں، یہی "جِلْبَاب" اس زمانے کا برقعہ اور پردہ تھا، صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں یہی طریقہ تھا؛ البتہ چادر اوڑھنے میں خود اس چادر کو سنبھالنا پڑتا تھا؛ لہٰذا یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے برقعے سِلے گئے؛ اس لیے برقعہ بالکل سادہ اور زیب و زینت سے خالی ہو۔

جس زمانے میں سادہ موٹی چادر اوڑھ کر خواتین باہر نکلتی تھیں تب راستہ دیکھنے کے لیے آنکھ کھلی رکھنے کی بھی اجازت تھی، پھر جب برقعے سلے گئے تب راستہ دیکھنے کے لیے آنکھیں کھلی رکھنے کے بہ جائے برقعہ ہی میں آنکھ کی جگہ جالی لگا دی گئی۔

آج کل برقعے میں سے جالی غائب ہوتی جا رہی ہے اور آنکھیہ، نوس پیس پہننے کا رواج بڑھتا جا رہا ہے، یہ بھی نامناسب ہے؛ کیوں کہ ایسا برقعہ مردوں کو مائل کر سکتا ہے۔

آج کل کے برقعہ میں آگے لکھی ہوئی باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؛ تاکہ پردہ کا مقصد حاصل ہو:

(۱) برقعہ پردے کے لیے ہونا چاہیے۔
(۲) برقعہ کا کپڑا اتنا باریک نہ ہو کہ اندر کا لباس نظر آئے۔
(۳) برقعہ اتنا چست نہ ہو کہ بدن کی ساخت اور بناوٹ ابھر آئے۔

پردہ کس عمر سے ضروری ہے؟

جب لڑکی بالغ ہونے کے قریب ہو جائے اور ایسی دکھائی دینے لگے کہ مردوں اور لڑکوں کا جھکاؤ اس کی طرف ہونے لگے تو ایسی عمر کی بچی پر پردہ کرنا فرض ہو جاتا ہے اور پردہ نہ کرنے کی صورت میں گھر کے تمام بڑے بھی گناہ میں شامل ہوں گے۔

گھر میں بے پردگی

گھر میں اپنے محرم، جیسے: والد اور سگے بھائی وغیرہ کے سامنے اگر بال اور ہاتھ کھل جائے تو حرج نہیں؛ لیکن ماموں زاد، چچازاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد بھائیوں اور دوسرے غیر محرموں کے سامنے دوپٹہ کے بغیر آنا جانا اور ان سے بے تکلفی سے بات چیت اور ہنسی مذاق وغیرہ بالکل جائز نہیں ہے، اسی طرح کسی پرائے مرد سے ہاتھ ملانا، مصافحہ کرنا کسی عورت کے لیے جائز نہیں ہے۔

عورت کے محرم رشتہ دار

"مَحْرَمْ" اس شخص کو کہتے ہیں جس کے ساتھ عورت کا نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہے، کبھی بھی کسی حالت میں بھی حلال نہیں اور ان سے پردہ بھی نہیں؛ خواہ نسب کی وجہ سے ہو یا رضاعت (دودھ پینے) کی وجہ سے یا مصاہرت (دامادی رشتہ) کی وجہ سے ہو۔

محرم کی جمع "محارم" آتی ہے؛ لہٰذا محرم (جن سے پردہ نہیں اور نکاح بھی حرام ہے) کی تین قسمیں ہیں:

① نسبی (خاندانی) محرم۔

② صہری (یعنی سسرالی) محرم۔

③ رضاعی (دودھ رشتے سے) محرم۔

یعنی کسی عورت کا دودھ پینے سے بھی اس کے ساتھ دودھ ماں والا

رشتہ بن جاتا ہے اور اس عورت کا شوہر دودھ باپ اور اس عورت کے لڑکے دودھ شریک بھائی کہلاتے ہیں، اس طرح دودھ والے رشتے بھی چل جاتے ہیں اور وہ بھی محرم کہلاتے ہیں۔

عورت کے نسبی (خاندانی) محارم

① عورت کے باپ، دادا، پردادا او پر تک، نانا، پرنانا او پر تک، چچا، ماموں، باپ کے نانا، پرنانا، ماں کے دادا، نانا، باپ کے چچا، ماموں، ماں کے چچا، تایا (بڑے ابا)، ماموں وغیرہ۔

② عورت کا بیٹا، پوتا، پرپوتا، نواسہ، پرنواسہ، بیٹے کا نواسہ و پرنواسہ، بیٹی کا پوتا و نواسہ وغیرہ۔

③ عورت کے بھائی (خواہ حقیقی ہوں، یا باپ شریک یا ماں شریک ہوں) اور بھتیجے و بھانجے، بھائی کے پوتے و نواسے، بہن کے پوتے و نواسے وغیرہ۔

نوٹ: ان تینوں قسموں کے مردوں سے پردہ نہیں ہے، باقی پہلی قسم میں جو چچا، ماموں ہیں ان کے لڑکوں سے پردہ ہے؛ یعنی چچا زاد، خالہ زاد اور ماموں زاد بھائیوں سے پردہ ہے۔

عورت کے صہری (سسرالی) محارم

کسی مرد سے نکاح کی وجہ سے جن عورتوں پر اس مرد سے پردہ نہیں:

① بیوی کی مائیں: یعنی بیوی کی ماں، نانی، دادی، پرنانی، پردادی وغیرہ کے لیے داماد (یعنی اس بیوی کے شوہر) سے پردہ نہیں۔

② بیوی کی بیٹیاں: یعنی پہلے شوہر سے بیوی کی جو بیٹی، پوتی، نواسی وغیرہ پیدا ہوئی اُن پر دوسرے شوہر سے پردہ نہیں ہے۔

③ شوہر کے باپ، دادا، پردادا، پرنانا وغیرہ سے بیوی کا پردہ نہیں ہے۔

نوٹ: بعض مرتبہ شوہر کا باپ جوان ہوتا ہے، شوہر سفر میں یا لمبے وقت کے لیے گھر پر نہ ہو اور شوہر کے باپ میں شریعت کی اہمیت اور اللہ کا ڈر نہ ہو تو بہت سی جگہوں پر اپنی بہو پر گندی نظر ڈالنے کی باتیں سننے میں آتی ہیں تو ایسے مواقع پر شوہر کے باپ وغیرہ سے بھی بہو کو احتیاط کرنا بہت ضروری ہے؛ ورنہ دوسرے خطرناک مسائل پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

④ شوہر کی اولاد: یعنی (پہلی بیوی سے پیدا ہوئے) شوہر کے لڑکے، پوتے، نواسے، بیٹے کے نواسے اور پوتے، بیٹی کے نواسے اور پوتے وغیرہ سے دوسری بیوی کا پردہ نہیں۔

نوٹ: بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ کسی بڑی عمر کے آدمی نے اپنی پہلی بیوی کے انتقال کے بعد کسی کم عمر جوان لڑکی سے نکاح کیا اور اس نکاح کرنے والے مرد کی جوان اولاد بھی ہیں تو اس جوان اولاد کی اپنے باپ کی بیوی یعنی سوتیلی ماں کے ساتھ ناجائز تعلقات ہو جاتے ہیں، ایسے خطرے کے

موقع پر احتیاط کرنا بہت ضروری ہے۔

نوٹ: چاروں قسموں میں سے دوسری قسم میں پردہ اس وقت نہیں ہے جب کہ دوسرے شوہر نے اس بیوی سے صحبت کرلی ہو، اگر صحبت نہ کی ہوتو بیوی کی اولاد شوہر کے لیے حرام نہیں، باقی تینوں قسموں میں صرف نکاح سے پردہ کا حکم ختم ہوجاتا ہے۔

عورت کے نامحرم رشتہ دار

یعنی وہ لوگ جن سے عورت کا نکاح جائز ہے اور پردہ کرنا ضروری ہے؛ ورنہ گناہ گار ہوگی:

١ اپنے خالہ زاد، ماموں زاد، چچازاد، پھوپی زاد بھائیوں سے۔

٢ اپنے پھوپھا، خالو (ماساجی)، بہنوئی، دیور، جیٹھ سے۔

٣ اپنے شوہر کے ماموں، چچا، پھوپھا، خالو سے۔

٤ اپنے شوہر کے چچازاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد بھائیوں سے۔

٥ تمام پرائے آدمیوں سے عورت کو پردہ کرنا ضروری ہے، کھلے منہ ان کے سامنے آنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

عورتوں کی نوکری اور ملازمت کا مسئلہ

شریعت میں عورت کو پردہ میں رہنے کی بہت تاکید کی ہوئی ہے اور اس کا اپنے گھر سے نکلنے کو بالکل پسند نہیں کیا گیا ہے؛ یہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے لیے بھی یہ پسند فرمایا کہ عورتیں اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھیں۔

اسی طرح کمانے کی غرض سے بھی عورت کے نکلنے کو منع کیا گیا ہے۔

شریعت کی ترتیب یہ ہے کہ مرد و عورت کو اس طرح زندگی گزارنی چاہیے کہ گھر کے باہر کی دوڑ دھوپ مرد کے ذمّے رہے؛ اسی لیے بیوی اور بچوں کے تمام جائز خرچے مرد پر فرض کیے گئے ہیں، شادی سے پہلے باپ کے ذمّے اور شادی کے بعد رہنے، کپڑے، کھانے اور ضروریات وغیرہ کے تمام خرچے شوہر کے ذمّے رکھے ہیں، قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ. (النساء:۳۴)

ترجمہ: مرد عورتوں پر نگران (یعنی حاکم) ہیں؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس لیے (بھی) کہ ان مردوں نے (عورتوں پر) اپنا مال خرچ کیا ہے۔

اور عورتوں سے کہا گیا کہ:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى (الاحزاب:۳۳)

ترجمہ: اور (اے ایمان والی عورتو!) تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو

اور پہلی جاہلیت کی طرح (پرائے مردوں کو) اپنا بناؤ سنگھار (یعنی میک اپ) دکھلاتی مت پھرو۔ (از: تیسیر القرآن)

اسی طرح حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِ زَوْجِھَا وَوَلَدِہٖ. (البخاري)

ترجمہ: عورت شوہر کے گھر والے اور اس کے بچے کی نگران اور ذمّے دار ہے، اس کے بارے میں قیامت کے دن اس سے پوچھا جائے گا۔

مرد وعورت کی ذمّے داری کی یہ تقسیم اسلام کا مزاج ہے اور یہ ایک فطری نظام ہے جو مرد وعورت دونوں کے لیے سکون وراحت کا ذریعہ ہے۔

ہاں! اگر عورت گھر میں رہ کر بعض گھریلو کام، جیسے، سلائی، کڑھائی، کشیدہ کاری، ہوم ٹیوشن وغیرہ، ایسے کام جس سے گھر سے باہر نکلنے کی ضرورت نہ پڑے شوہر کی اجازت سے کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اور ساتھ میں بنیادی ذمّے داریوں میں کوئی کمی نہ آنے دیوے، جیسے شوہر اور بچوں کے حقوق اور عبادات وغیرہ۔

مجبوری میں نوکری کے لیے نکلنے کی اجازت اور اس کی شرطیں

البتہ اگر کسی عورت کی سخت مجبوری ہو اور کوئی دوسرا کمانے والا نہ ہو تو ایسی صورت میں کمانے کے لیے عورت کو گھر سے نکلنے کی اجازت ہوگی؛ البتہ خاص دھیان میں رہے کہ صرف زندگی کا معیار بلند کرنا اور زندگی میں خوش حالی (Hi-Fi lifestyle) اور مال داری پیدا کرنا بالکل مقصود نہ ہو۔

اس کے علاوہ کچھ اور شرطیں ہیں:

① سب سے پہلی بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ کام جائز ہو، حرام نہ ہو۔

لہذا بار (Bar) اور ہوٹلوں میں ناچ گانے کی محفل میں یا کسی ایسے طریقے سے جس میں جسم کی نمائش کر کے پیسے جمع کرنا یا ایسے ادارے میں نوکری کرنا جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہو اور کفر و شرک کو عام کرنے کے لیے بنایا گیا ہو عورت کے لیے جانا اور نوکری کرنا جائز نہیں ہے۔

② پردہ کے احکام کی پوری پابندی ہو۔

کپڑے موٹے، سادہ اور جسم کو چھپانے والے ہو، بھڑک دار، لوگوں کو اپنی طرف للچانے والے نہ ہو، اور ایسے کپڑے بھی نہ ہو جس سے جسم کا کوئی حصہ دکھائی دیتا ہو۔

ایسی نوکری جس میں ستر اور پردے کی رعایت نہ ہوتی ہو، جیسے: ایئر ہوسٹس (Airhostess)، سیلس گرل (Sales girl)، سوئمنگ پل (Swimming pool)، کھیل کود سے متعلق نوکری یہ کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے۔

③ نوکری میں کمپنی کی طرف سے ایسا یونیفارم نہ ہو جو شریعت کے خلاف ہو۔

④ بناؤ سنگار اور زیب و زینت کے ساتھ نیز خوشبو لگا کر نہ نکلے، اسی طرح ایسا زیور پہن کر نہ نکلے جس سے آواز آتی ہو۔

⑤ پرائے مردوں سے ملنے سے دور رہا جائے، اگر کبھی کسی مرد سے مجبوراً بات چیت کرنی پڑے تو عورت لچک والی آواز سے بات کرنے کے بجائے سخت لہجے میں بات کرے؛ تاکہ اس مرد کے دل میں بے کار قسم کے وساوس وخیالات پیدا نہ ہوں۔

⑥ نوکری کرنے کی وجہ سے گھریلو کاموں میں لاپروائی نہ ہو جس سے شوہر اور بچوں کے حقوق ضائع ہوں؛ کیوں کہ عورت کی سب سے پہلی اور اہم ذمہ داری: بچوں کی تعلیم وتربیت اور گھریلو کام کاج ہے۔

⑦ نوکری کے لیے جانے آنے کا راستہ اطمینان والا ہو؛ یعنی آنے جانے کے درمیان کسی برائی اور فتنہ کا ڈر نہ ہو۔

⑧ گھر سے کام کی جگہ تک آنے جانے کا صحیح شرعی بندوبست ہو۔

⑨ ولی اور سرپرست کی اجازت ہو۔

خلاصہ یہ کہ عورت شریعت کی حد میں رہ کر ملازمت یا کاروبار کرسکتی ہے۔

بعض اوقات عورتوں کی ملازمت کرنا سماج کی اجتماعی ضرورت بھی ہوتی ہے، جیسے عورتوں کی بیماریاں اور ولادت کی ڈاکٹر، معلمات جو لڑکیوں کے لیے بہترین تعلیم کا انتظام کرسکیں۔

عورت کی ملازمت کے کچھ فائدے

اوپر لکھی ہوئی مجبوری اور شرائط کے مطابق عورت کی ملازمت یا

کاروبار کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے گھر کے معاشی حالات اچھے ہوجاتے ہیں۔

اسی طرح سماج کے بگڑے ہوئے لوگ جو عورتوں کو مجبور و بے بس سمجھ کر ان پر ظلم وزیادتی کرتے ہیں اور عورتیں خاموش رہنے پر مجبور رہتی ہیں، اس کے ذریعہ خواتین کو کچھ راحت حاصل ہوجاتی ہے۔

عورت کی ملازمت کے نقصانات

لیکن ہماری سوسائٹی اور خود عورتوں کو جو اس سے نقصانات ہوئے ہیں وہ اِن چند فائدوں سے کہیں زیادہ ہیں، چند نقصانات یہاں ذکر کیے جاتے ہیں:

① عورت جب خود ملازمت کرتی ہے تو وہ اپنی ضروریات کے لیے شوہر کی محتاج نہیں ہوتی؛ اس لیے شوہر کی طرف سے مزاج کے خلاف بات پیش آنے پر برداشت کرنے کا جذبہ کم ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے نکاح کے رشتے میں دراڑ آنے لگتی ہے اور طلاق تک نوبت آجاتی ہے؛ چنانچہ ملازمت کرنے والی خواتین کے لیے طلاق کے واقعے ملازمت نہ کرنے والی عورتوں کے مقابلہ میں زیادہ سامنے آتے ہیں۔

② جب عورت ملازمت کے لیے نکلتی ہے تو بہت سی مرتبہ شوہر عورت کے بارے میں شک وشبہات میں مبتلا ہوجاتا ہے، یہ چیز اس کے سکون میں

رکاوٹ بن جاتی ہے، جس کی وجہ سے نکاح کا اہم مقصد ہی ختم ہو جاتا ہے۔

③ بچے ماں کی ممتا اور صحیح تربیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

④ خواتین کی ملازمت سے عورتوں کی عزت لوٹنے کے واقعات بہت زیادہ پیش آتے ہیں۔

⑤ عورت کی ملازمت کی وجہ سے گھر؛ خاص کر مطبخ (کچن) کا نظام صحیح نہیں چلتا ہے جس کی وجہ سے شوہر اور بیوی کے درمیان لڑائی جھگڑے کے واقعات زیادہ پیش آتے ہیں۔

⑥ ملازمت کرنے والی عورتیں سماج دشمن لوگوں کا بہت ہی آسان شکار (Target) ہوتی ہیں، وہ انھیں بہت آسانی سے جھوٹے اور حرام پیار میں مبتلا کر دیتے ہیں اور پھر (نعوذ باللہ) یہ عورتیں اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں، آج کل ایسے واقعات کی کثرت کی وجہ یہی ہے، اللہ تعالیٰ اس امّت کی بیٹیوں کی حفاظت فرمائے، آمین۔

دوسرا باب

غلط باتیں، رسومات، کھیل کود، موبائل، انٹرنیٹ، گناہ، نظر اور شرم گاہ کی حفاظت وغیرہ کے متعلق اسلامی تعلیمات

منگنی و نکاح کی رسومات

رشتہ (منگنی) کرنا

منگنی کا مطلب تو صرف اتنا ہے کہ لڑکی یا لڑکے کے نکاح کے لیے مناسب گھرانے کے ساتھ بات چیت اور وعدہ کرنا، دونوں خاندان زبانی بات چیت یا خط یا فون کے ذریعہ ایک دوسرے کو وعدہ دے دیں تو منگنی ہو گئی، اس کے لیے بڑی دعوت رکھنا، ہدیہ وتحفہ دینا اور رسم رواج کرنا صحیح نہیں ہے۔

منگنی (Engagement) میں لین دین

شریعت نے نکاح کے لیے تو مہر کو ضروری قرار دیا ہے؛ لیکن منگنی کے لیے لین دَین کو ضروری یا مستحب نہیں بتایا ہے؛ لہٰذا اِس موقع پر منگنی کا ہدیہ شرعاً ثابت نہیں، اس سے بچنا چاہیے؛ بلکہ جو منگنی کا ہدیہ لوگوں کو دکھلانے کی خاطر دیا جاتا ہے وہ ناجائز اور حرام ہے۔

منگنی کے وقت کسی عالم سے دعا کرانا

کوئی شخص برکت کے طور پر کسی عالم یا بزرگ سے دعا کروائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر رسم ورواج کی پابندی کے طور پر ایسا کرتا ہے تو بدعت ہے۔

منگنی کے بعد لڑکے اور لڑکی آپس میں کس طرح رہیں؟

منگنی صرف نکاح کا وعدہ ہے، نکاح نہیں، جیسے نکاح سے پہلے دونوں

ایک دوسرے کے لیے پرائے ہیں، منگنی کے بعد بھی پرائے ہیں؛ لہٰذا منگنی کے بعد بھی لڑکا، لڑکی کے لیے اور لڑکی، لڑکے کے لیے حرام ہی ہے، دونوں کا فون پر بات چیت کرنا، چیٹنگ (Chatting) کرنا، ساتھ میں گھومنے جانا اور تنہائی میں ملنا؛ یہ تمام باتیں حرام اور ناجائز ہیں۔

منگنی کے بعد عید اور تہوار وغیرہ کے موقع پر ہونے والے داماد یا بہو کو کھانے کی دعوت تو دی جاسکتی ہے اور دکھلاوے بغیر اخلاص کے ساتھ کوئی ہدیہ، تحفہ لڑکی کے والدین ہونے والے داماد کو دینا چاہیں تو وہ بھی دیا جاسکتا ہے؛ لیکن لڑکی کی ماں ابھی اپنے ہونے والے داماد کے لیے پرائی ہے، اُس کا لڑکے کے ساتھ آمنے سامنے بات چیت کرنا، بے پردہ ملنا، گھڑی پہنانا (جس میں اس کے بدن کو چھونا بھی پڑتا ہے) جائز نہیں؛ بلکہ اگر لڑکی کی ماں جوان ہو تو شادی کے بعد بھی داماد سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

لڑکی کے والدین کا منگنی کے بعد اپنی بیٹی کو ہونے والے داماد کے ساتھ بات چیت اور تنہائی کا موقع دینا ناجائز اور گناہ ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔

عشق سے نکاح (Love Marriage)

آج کل نوجوانوں میں یہ خیال عام ہوتا جارہا ہے کہ نکاح دو شخصیتوں کا ذاتی معاملہ (Personal Matter) ہے، اُس میں بڑوں کو سر مارنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ سوچ سراسر غلط ہے، آپ کے بڑے، والدین اور گھر

کے بڑے لوگوں کو تجربہ زیادہ ہے اور وہ آپ کی بھلائی چاہنے والے ہیں، آپ کے بڑے کبھی بھی آپ کا برا نہیں چاہیں گے، آپ کچھ ظاہری خوب صورتی، ظاہری دکھاوٴ، کام چلاوٴ چیزوں کو دیکھو گے؛ لیکن والدین اور بڑے بوڑھے لوگ آپ کا ہمیشہ کا فائدہ دیکھیں گے، اپنے تجربات کی روشنی میں سوچیں گے؛ اس لیے ان کے مشورہ سے اپنے لائف پاٹنر (شوہر یا بیوی) کا انتخاب کرنا ان شاء اللہ! آپ کو بہت زیادہ فائدہ دے گا۔

آپ کے لیے بہتر ترتیب یہ ہے کہ اگر آپ کی نظر میں کوئی مناسب رشتہ ہے تو آپ اپنے بڑوں کو بتلا دیجیے، آپ کے بڑے تمام مصلحت اور بھلائی کو سامنے رکھ کر اس کی تحقیق کریں گے، پھر استخارہ کر کے پسند کریں گے تو ان شاء اللہ! آپ کے لیے زندگی بھر خیر اور خوشی کا ذریعہ ہوگا۔

والدین کا دل دُکھا کر رشتہ

ماں باپ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، آج کل نوجوان لڑکے اور لڑکیاں والدین کا دل دکھا کر اپنے طور پر رشتہ کر لیتے ہیں، یاد رکھو! جس رشتے میں والدین کا دل دکھا ہوگا تو اس رشتے میں خیر و برکت کا آنا مشکل معلوم ہوتا ہے؛ اس لیے اپنے والدین کو بھروسے میں رکھ کر، استخارہ کر کے، دین کو بنیاد بنا کر رشتہ طے کرنے میں ہی بھلائی ہے۔

فیس بک، انٹرنیٹ وغیرہ پر چیٹنگ کے ذریعہ سے تعلقات قائم کرنا، افئیر (Affair) کرنا اور اس کے ذریعہ سے رشتوں کو طے کرنا بالکل مناسب

نہیں، اس میں آج کل بڑے بڑے دھوکے ہو رہے ہیں، انٹرنیٹ کے ذریعہ جس کے ساتھ تعلق کیا جاتا ہے اس میں ایسے بہت سارے واقعات آرہے ہیں کہ وہ پہلے ہی سے شادی شدہ اور بچے والے ہیں یا یہ کہ ان میں ایمان نہیں ہے یا ان میں اخلاقی گراوٹ ہے اور نیٹ کے اوپر غلط وعدہ اور غلط چیزیں بتلا کر کہ پھسلا دیتے ہیں، اور پھر بعد میں پوری زندگی پچھتانا پڑتا ہے۔

نکاح کے لیے رشتہ پسند کرنا

نکاح کے لیے لڑکے یا لڑکی کے پسند کرنے کے سلسلے میں اسلام نے بہت صاف صاف ہدایات (Guidelines) دی ہیں، ان ہدایات کو سامنے رکھا جائے تو دونوں کی زندگی بہت اچھی بن جاتی ہے اور اُن کی دنیا بھی جنت کا نمونہ بن جاتی ہے۔

لڑکی کو پسند کرنے کے بارے میں شریعت کی ہدایت:

پوری دنیا بس تھوڑے وقت کے لیے نفع پہنچانے والی چیز ہے اور دنیا کی نفع پہنچانے والی چیزوں میں نیک اور اچھی عورت سے زیادہ بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ (ابنِ ماجہ: ۱۸۵۵)

جس طرح بیوی کے پسند کرنے میں دین داری کو دیکھا جائے اسی طرح شوہر کی بھی یہی خوبی دیکھی جائے؛ کیوں کہ دین داری اور اللہ کا ڈر اُس کو بیوی کے حقوق ادا کرنے پر تیار کرنے والی چیز ہے؛ اس لیے جس کا شوہر دین دار ہو اور تمام حقوق ادا کرتا ہو وہ خوش نصیب ہے اور اُس کی زندگی کامیاب اور قابلِ

رشک خیال کی جاتی ہے اور ایسا شخص بہترین شوہر سمجھا اور کہا جاتا ہے۔

ایک قصہ

حضرت حسن بصریؒ کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ: حضرت! میری لڑکی کے لیے مختلف لوگوں کی طرف سے پیغامات آرہے ہیں، آپ سے مشورہ چاہتا ہوں کہ کس شخص سے اُس کا نکاح کروں؟

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: ایسے شخص سے نکاح کرنا جو اللہ سے ڈرتا ہو، پھر یہ حکمت بیان فرمائی: کیوں کہ اگر وہ اُسے پسند کرے گا تب تو قدر کرے گا ہی، ناپسند کرنے کی صورت میں بھی (اللہ کے ڈر کی وجہ سے) ظلم نہیں کرے گا۔ (مرقات: ۳/ ۴۰۳)

ورنہ زمین پر بہت بڑا فتنہ وفساد برپا ہوگا

ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت دھیان دلانے والی بات ارشاد فرمائی: جب کسی ایسے شخص کی طرف سے پیغام آجائے جس کے اخلاق و دین سے تم کو اطمینان ہو تو (فوراً) شادی کردو؛ ورنہ زمین کے اندر بہت بڑا فتنہ وفساد برپا ہوگا۔ (ترمذي: ۱/ ۲۰۷)

دعوت نامہ (Invitation Cards) کا مسئلہ

آج کل کے مہنگائی کے زمانے میں بہت مہنگے دعوت نامے

چھپوائے جاتے ہیں، اس سے بچنا بہت ضروری ہے، قریبی رشتے داروں کو شادی کے موقع پر دعوت دی جائے تو ٹیلی فون کر کے خبر دے دی جائے یا ملاقات ہو تو اس وقت ان کو کہہ دیا جائے، الغرض! سادے طور پر ان کو دعوت دے دی جائے، آج کل اتنے مہنگے دعوت نامے ہوتے ہیں کہ اس سے کسی غریب کی شادی ہو جائے؛ لہذا اس سے بچنا چاہیے، یہ اسراف اور فضول خرچی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

شادی سے پہلے ڈریس کوڈ (Dress Code)

شادی جیسے پروگرام ڈریس کوڈ؛ یعنی ایک جیسے کپڑے پہننا، اس کو ضروری سمجھا جاتا ہے اور ہر مرتبہ پروگرام میں نئے نئے کپڑے پہننا یہ بھی ایک فضول خرچی ہے۔

اسی طرح اسٹیج بنانا اور اس پر دولہا اور دلہن کو ساتھ بٹھانا اور اس کے لیے مہنگی گاڑی اور گھوڑے پر نظام بنانا یہ سب چیزیں فضول خرچی اور اسراف میں داخل ہے، اس سے بھی بچنا چاہیے۔

رخصتی کے وقت دلہن کا رونا

رخصتی کے وقت بہت ہی قریبی رشتے دار، جیسے: ماں، باپ وغیرہ کو اور حقیقی بھائی بہن کو دکھ ہوتا ہے، اس وقت کچھ رونا بھی آ جاتا ہے، بغیر آواز کے کچھ آنسو نکل جائے اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن رخصتی کے وقت پر

زور زور سے چلا کر لپٹ لپٹ کر رونا؛ خاص کر کے غیر محرم رشتے داروں سے لپٹ کر رونا یہ بالکل صحیح کام نہیں ہے، بعض مرتبہ لپٹ کر رونے میں محض دکھلاوا اور بناوٹ ہوتی ہے۔

آج کل اِسے ''بِدائی'' کی رسم کہتے ہیں اور باقاعدہ اس کی ویڈیو بنائی جاتی ہے؛لہذا ایسی چیزوں سے بچنا چاہیے۔

بعض جگہوں پر رُخصتی کے موقع پر دلہن کو لے جاتے وقت دولہا نکلتا ہے، تب گاڑی کے آگے ناریل پھوڑتے ہیں کہ جس سے ایکسیڈنٹ نہ ہو، یہ سب غلط باتیں ہیں۔ ایکسیڈنٹ سے بچنے کے لیے دعا پڑھنی چاہیے۔

ہلدی لگانا

آج کل دلہن کو پیٹھی اور ہلدی لگائی جاتی ہے اور اس کے لیے خاص پروگرام ہوتے ہیں، پیلے کپڑے پہنائے جائیں گے اور سب پہنیں گے، ہنسی مذاق کی محفل ہوگی، یہ سب بالکل مناسب نہیں ہے۔

شادی کے موقع پر ہلدی لگائی ہوئی عورت کے باہر نکلنے سے آسیب لگ جانا، ہاتھ میں ناریل یا گلے میں پھولوں کا ہار پہننا وغیرہ وغیرہ رسومات غیر اسلامی اور دوسری قوم کی دیکھا دیکھی رسمیں شروع کردی ہیں، ایسی چیز نہ کریں۔

موت کے وقت کی رسومات

بیوہ کی چوڑیاں توڑنا

عورتوں میں جو رسم ہے کہ شوہر کے انتقال پر بیوہ کی چوڑیاں اتارنے کے بجائے توڑ دی جاتی ہیں، یا وہ خود ہی توڑ دیتی ہے، یہ غلط رسم ہے اور مالی نقصان ہونے کی وجہ سے فضول خرچی بھی ہے؛ لہٰذا توڑی نہ جائے؛ بلکہ اتار لی جائے؛ تاکہ بیوہ عدت کے بعد بھی پہن سکے، البتہ اگر اتارنے میں کچھ تکلیف اور دشواری ہو تو مجبوراً توڑ دیا جانا الگ بات ہے۔ (اغلاط العوام: ۲۱۴)

نامحرموں کے ساتھ لپٹ کر رونا

بعض جگہ عورتیں بہت زیادہ غم میں اپنے نامحرم رشتے داروں، مثلاً دیور، چچا زاد اور خالہ زاد بھائی سے لپٹ لپٹ کر روتی ہیں، یہ بھی حرام ہے؛ کیوں کہ رنج وغم میں شریعت کے قانون ختم نہیں ہوجاتے۔ (اغلاط العوام: ۲۱۱)

ایک بار تعزیت کے بعد دوبارہ تعزیت کے لیے جانا

عوام وخواص سب کی مستورات میں عام رسم یہ ہے کہ میت کے خاندان کی عورتیں کئی مرتبہ جمع ہوتی ہیں؛ حالاں کہ ایک بار تعزیت کر لینے کے بعد دوبارہ تعزیت کے لیے جانا مکروہ ہے، بظاہر ان کا آنا صبر وتسلی کے لیے ہوتا ہے؛ لیکن ہوتا یہ ہے کہ مرنے والے کے گھر والوں کو صبر دلانے، دل تھامنے

اور تسلی دینے کے بجائے ان کو غم یاد دلا کر رونا شروع کر دیتی ہیں یا وہاں بیٹھ کر دنیا جہاں کی باتیں کرتی ہیں اور میت کے گھر والوں پر بوجھ بنتی ہیں اور کپڑے اتنے بھڑک دار پہن کر آتی ہیں جیسے کسی کی شادی میں شریک ہو رہی ہوں، اس کے علاوہ کئی اور بھی خرابیاں اور نامناسب چیزیں ہوتی ہیں، جن سے بچنا ضروری ہے۔ (اغلاط العوام: ۱۳۸)

مرنے والے کے کپڑے وغیرہ تقسیم سے پہلے خیرات کر دینا

ایک غلط رسم یہ بھی ہے کہ کسی کے انتقال کے بعد اس کے کپڑے اور جوڑے خاص کر استعمالی کپڑے اور رضائی، چادر وغیرہ خواتین مسجد و مدرسہ میں خیرات کروا دیتی ہیں؛ حالاں کہ وارثوں میں بعض نابالغ بھی ہوتے ہیں، یاد رکھیے! میت کے تمام کپڑے اور ہر چھوٹی، بڑی چیز اس کا ترکہ (چھوڑا ہوا مال) ہے، جس کو شریعت کے مطابق تقسیم کرنا فرض ہے، میراث کی تقسیم سے پہلے کوئی چیز خیرات نہ کی جائے۔

البتہ اگر سب وارث عقل مند اور بالغ ہوں اور وہاں موجود ہوں اور خوش دلی سے سب مل کر دے دیں تو یہ خیرات کرنا جائز ہے؛ لیکن اسے واجب یا ضروری سمجھنا پھر بھی بدعت ہے۔ (مستفاد اغلاط العوام: ۲۰۸)

مرنے کے بعد ''روح'' بھٹکتی رہتی ہے ایسا عقیدہ رکھنا

انسان کی موت یا بُری موت ہونے سے ''روح'' چالیس روز تک

بھٹکتی رہتی ہے، ایسا ہماری عورتوں میں عقیدہ ہے، جو زمانۂ جاہلیت جیسی وہمی بنیاد پر ہے، قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں ایسی کوئی بات نہیں ہے، موت کے بعد نیک روحوں کا ٹھکانہ ''عِلِّیِّیْن'' ہے اور کافروں اور فاجروں کی روحیں ''سِجِّیْن'' کے قید خانہ میں بند رہتی ہیں۔ (مستفاد من محمود الفتاوی- گجراتی: ۱/ ۳۵۲)

میت کے گھر صرف ایک دن کھانا پہنچانا چاہیے

میت والے گھر کے پڑوسی، نیز دور کے رشتے داروں کے لیے مستحب ہے کہ میت کے گھر والوں کے لیے ایک روز کھانے کا انتظام کرے اور زبردستی ان کو کھلائیں، حدیث شریف میں اس کی تاکید آئی ہے۔

یہ کھانا پہنچانا صرف اور صرف ایک روز کے لیے ہے؛ لہٰذا مسلمان خواتین کو ایک دن سے زیادہ کھانے کا نظم کرنے کی رسم کو دور کرنی چاہیے۔

(محمود الفتاوی- گجراتی: ۱/ ۳۵۲)

مرنے والے کے پاس حیض اور نفاس والی عورت کا جانا

جب کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کے پاس جُنُبی (جسے غسل کی حاجت ہو) اور حیض و نفاس والی عورتیں نہ آئیں، ہمارے یہاں اس سلسلے میں عورتوں میں بہت غفلت ہے۔ (کتاب المسائل: ۱/ ۵۴۵، فتاوی رحیمیہ: ۷/ ۳۴۹)

متفرقات

بچوں کی سال گرہ (Birthday) منانا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو ہمارے لیے نمونہ (Ideal) ہیں انھوں نے کبھی سال گرہ نہیں منائی، یہ اللہ کے دشمنوں اور دین کے دشمنوں کا طریقہ ہے؛ اس لیے سال گرہ منانے سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

مسلمانوں کو یہ سوچنا چاہیے کہ جب ایک سال ختم ہوتا ہے اور زندگی کا نیا سال شروع ہوتا ہے تو میری زندگی میں سے ایک سال کم ہو گیا اور میں موت کے قریب ہو گیا۔

اسی طرح ایسے پروگراموں میں موم بتی (Candle) جلانا، کیک (Cake) کاٹنا، لوگوں کی دعوت کرنا، لوگوں کو جمع کرنا، دکھلاوا کرنا یہ سب گناہ کے کام ہیں؛ لہذا اس سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے، سال پورا ہونے پر اصل تو یہ سوچنا ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں کتنے نیک کام کیے اور زندگی میں مجھے اور نیک کام کرنے کی کتنی ضرورت ہے؟ اور کون کون سے گناہوں سے اپنے آپ کو بچانے کی ضرورت ہے؟

لہذا اس غلط کام سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

غصے میں اپنی اولاد کو بددعائیں نہ دیں

ماؤں کے لیے مناسب نہیں ہے کہ غصہ ظاہر کرنے کے لیے اپنی اولاد

کو بددعائیں دیں؛ کیوں کہ کیا معلوم کونسا وقت اللہ تعالیٰ کے یہاں قبولیت کا ہو، پھر اپنی اولاد کی ناکامی یا کسی حادثہ کا شکار ہونے پر خود افسوس کرنا پڑے اور تکلیف اٹھانا پڑے؛ بلکہ غصے کے موقع پر اپنی زبان پر خوب قابو رکھے اور ہو سکے تو ایسے موقع پر اولاد کو اچھی دعا دیں۔

بات بات میں ''حرامی'' نہ بولیں

عورتیں بات چیت میں اکثر و بیشتر حرامی کا لفظ بولتی رہتی ہیں، جو سراسر غلط ہے، حرامی کا معنی یہ ہے کہ منہ کالا کرکے (یعنی زنا کے ذریعہ) پیدا کیا، اسی طرح دوسرے الفاظ بھی سوچ سمجھ کر بولیں۔

نماز کے بعد مصلیٰ کے کونے کو موڑنا

نماز کے بعد مصلیٰ کے کونے کو اس لیے موڑنا کہ شیطان نماز پڑھ لے گا یہ بے بنیاد ہے؛ البتہ مصلی پر گرد و غبار نہ لگے اس لیے موڑ دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاوی رحیمیہ: ۲/ ۳۰۲، آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱/ ۵۵۲)

اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کی قسم کھانا

قسم صرف اللہ کے پاک نام کی کھانا جائز ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی قسم کھانا، جیسے کہ تمھاری قسم وغیرہ جو مسلمانوں کی عادت ہے، درست نہیں، اس سے اپنے آپ کو ضرور بچانا چاہیے۔

اسی طرح خواتین بات بات میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتی ہیں، سو بلا ضرورت بات بات میں قسم کا کھانا بُری بات ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کے نام کی بڑی بے ادبی ہوتی ہے، اس لیے جہاں تک ہو سکے سچی بات پر بھی قسم نہیں کھانی چاہیے۔ (اغلاط العوام: ۱۳۸) اور جھوٹی بات کی قسم کھانا تو حرام ہے۔

قرآنِ مجید پر کوئی چیز رکھنا

قرآن مجید کے اوپر کوئی کتاب، قلم یا چشمہ وغیرہ رکھ دیتے ہیں یا قرآنِ کریم میں دوسرے کاغذات رکھتے ہیں، ایسا بالکل نہ کریں، یہ سب ادب کے خلاف ہے۔ البتہ سفر میں اگر صندوق وغیرہ میں قرآن یا دینی کتابیں رکھ کر سیٹ کے نیچے رکھ دیں تو درست ہے۔ (از: اغلاط العوام: ۷۷)

قرآنِ کریم وغیرہ کے پرانے کاغذات کا کیا کریں؟

قرآنِ کریم کے پرانے کاغذات جس میں قرآنی آیات و احادیثِ شریفہ یا اللہ تعالیٰ کا پیارا نام ہوتا ہے، عام طور پر ہماری عورتیں اس کو دیواروں کے سراخوں میں گھسا دیتی ہیں اور اس پر غبار کی تہہ بھی جم جاتی ہے، یہ بے ادبی ہے۔ کاغذات کو ایسی جگہ رکھنا چاہیے جہاں گرد و غبار نہ لگے یا پاک کپڑے میں لپیٹ کر جہاں لوگوں کا آنا جانا نہ ہوتا ہو ایسی محفوظ جگہ میں دفن کرنا چاہیے اور بہتر شکل یہ ہے کہ بغلی قبر کھود کر دفن کیے جائیں؛ تاکہ مقدس قرآن کریم پر مٹی نہ گرے اور اگر زمین نرم ہو تو صندوقی قبر بنا کر قرآنِ کریم

رکھ کر لکڑیوں کی چھت کی طرح بنا کر مٹی ڈالی جائے؛ لیکن قرآن کریم کے پرانے کاغذات کو کسی بھی حالت میں جلایا نہ جائے۔ (عالمگیری: ۵/ ۳۲۳)

جن اخبار و میگزین میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور فرشتوں کے مبارک نام ہوں یا قرآنِ کریم و احادیثِ شریفہ کے مضامین ہوں تو انھیں الگ کر کے دفن کر دینا ہی زیادہ بہتر ہے۔ (روضۃ الفتاوی- گجراتی: ۱/ ۲۴۴)

انسان پہلے بندر نہیں تھا

بعض سائنس دانوں کا یہ کہنا ہے کہ انسان پہلے جانور تھا، اس کو اردو میں ڈاروِنزم اور نظریۂ ارتقا (Darwinism & Evolution Theory) اور گجراتی میں (ઉત્ક્રાંતિવાદ) کہتے ہیں، پھر جانور میں سے منتقل ہوتے ہوتے اخیر میں بندر بنا، اب بندر میں سے انسان بنا، یہ غلط ہے، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے مٹی اور پانی وغیرہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بنایا پھر اس میں روح پھونکی، اس طرح انسان کو پیدا کیا؛ اس لیے یہ ماننا کہ بندر میں سے انسان بنا یہ غلط ہے۔

عام راستوں پر ضرورت سے زیادہ پانی چھڑکنا

عام راستوں پر عورتیں ضرورت سے زیادہ پانی چھڑکتی ہیں، جس سے کیچڑ ہو کر دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہے، جو حرام ہے۔ البتہ گرد و غبار نہ اڑے اتنا پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری: ۵/ ۳۸۰)

پیشاب، پاخانہ کے وقت تھوکنا نہیں چاہیے

پیشاب اور پاخانہ کرنے کے آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ اس وقت تھوکنا نہیں چاہیے اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس وقت تھوکنے سے دانت پیلے ہوجاتے ہیں۔ (عالمگیری:۱/ ۵۰، زبدۃ الفتاوی- گجراتی:۲/ ۱۹۳)

طلاق والی عورت کا عدت میں فیشن کرنا

عام طور پر طلاق والی عورت عدت میں فیشن اور زیب وزینت کو نہیں چھوڑتی؛ حالاں کہ وہ عورت جس کے شوہر کا انتقال ہوگیا ہو اس کی طرح طلاق والی عورت کے لیے بھی عدت میں فیشن چھوڑنا ضروری ہے۔ (بدائع الصنائع:۳/ ۳۰۸)

شوہر کو نام لے کر بلانا

اپنے شوہر کو اس کے نام سے بلانا مکروہ اور بے ادبی ہے۔

بعض ایسی غلط باتیں جو لوگوں میں مشہور ہیں

عصر کے بعد یا رات کو جھاڑو دینے کو ممنوع سمجھنا غلط ہے۔

رات کو ناخن کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (عالمگیری:۵/ ۳۵۸)

رات کو کنگھی کرنا اور کروانا صحیح ہے۔ (اغلاط العوام:۲۱۹)

رات کو آئینہ میں دیکھنے سے کوئی مجنون یا پاگل نہیں ہوتا۔

مشہور ہے کہ جب ہچکی آتی ہے تو کوئی یاد کرتا ہے، بے اصل بات ہے۔

جب کسی کی غیر حاضری میں اس کی بات ہورہی ہو اور اسی دوران یا کچھ دیر بعد وہ آدمی آجائے تو کہا جاتا ہے کہ یہ شخص بڑی عمر والا ہے، سو شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ (اغلاط العوام: ۴۷)

الٹے چپّل سیدھے کرنا عمدہ اور اچھی بات ہے؛ لیکن اس سے لعنت او پر جانے کا خیال کرنا یا اور کوئی نظریہ رکھنا، یہ بے اصل ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱/ ۵۰۶)

ناگ (سانپ) کو مارنے سے ناگن بدلہ لیتی ہے، یہ زمانۂ جاہلیت کا عقیدہ ہے۔ (سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۴/ ۶۰۴)

اعتکاف میں بیٹھنے والی اور عدت میں بیٹھنے والی عورت کے لیے یہ خیال رکھنا کہ وہ بادل کو نہیں دیکھ سکتی ہے، بے بنیاد ہے، بادل کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ - جدید: ۸/ ۴۲۲)

استخارہ کا معنی

استخارہ کا معنی: اللہ سے بھلائی چاہنا، استخارہ کی برکت سے جس کام میں بھلائی ہوتی ہے اس کی طرف دھیان واطمینان ہوتا ہے اور اس کام کے لیے آسانی کے اسباب حاصل ہوجاتے ہیں؛ اس لیے ہر اچھے کام؛ یعنی نکاح کا رشتہ، کاروبار وغیرہ کے لیے استخارہ کرنا سنت ہے۔

استخارہ میں غیب کی باتیں، مستقبل کی باتیں، ماضی کی باتیں معلوم نہیں ہوسکتی؛ اس لیے استخارہ میں ایسا عقیدہ نہ رکھے۔

کھیل کود، موبائل، انٹرنیٹ وغیرہ کے مسائل

گڑیا کھیلنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک گڑیا تھی اور وہ اس سے کھیلتی تھیں؛ لہذا لڑکیوں کے لیے گڑیا سے کھیلنے کی اجازت ہے؛ لیکن شرط یہ ہے کہ:

١ گڑیا کپڑے وغیرہ سے بنائی گئی ہو۔

٢ اس کے ہاتھ، کان، ناک، چہرہ وغیرہ صاف بنے ہوئے نہ ہو۔

لیکن:

١ اگر وہ گڑیا مکمل انسانی پُتلا (Statue) جیسی ہو۔

٢ اس میں آواز اور میوزک ہو۔ ٣ وہ ہلتی ہو۔

٤ وہ ڈانس وغیرہ کرتی ہو جیسے کہ آج کل کی ایسی بیٹری والی گڑیا (Battery Doll) بکتی ہیں تو اس سے کھیلنا جائز نہیں ہے۔

بچوں کے کھلونے

بچوں کے کھلونے میں مٹی، پلاسٹک یا کسی اور دھات سے بنے ہوئے گائے، بیل، طوطہ، پرندہ ہو، خلاصہ یہ ہے کہ جس میں جانوروں کی تصویر نظر آتی ہو یا جانوروں جیسا پتلا بنا ہوا ہو یا انسان جیسا تو وہ بھی گناہ ہے، اس سے اپنے آپ کو بچانا بہت ضروری ہے۔

کھیل کے متعلق خلاصہ

① جس کھیل کے بارے میں حدیث شریف میں یا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی باتوں میں صاف طور پر منع کیا گیا ہے ایسے کھیل سے اپنے آپ کو ضرور بچانا چاہیے، جیسے: شطرنج، جانوروں کو لڑانا (کبوتر کا مقابلہ کرنا وغیرہ)۔

② بعض کھیل ایسے ہیں جس میں حرام کام ہوتا ہے یا گناہ ہوتا ہے؛ اس لیے ایسے کھیل کھیلنا جائز نہیں ہے، مثلاً:

جس کھیل میں ایسا یونیفارم پہنا جاتا ہو جس میں مرد یا عورت کا ستر کھلا ہو، ران کھلی ہو، گھٹنے کھلے ہوئے ہو تو ایسے کھیل سے بھی بچنا چاہیے۔

جس کھیل میں کھیل کے ساتھ میوزک ہو، مرد اور عورت آپس میں ملتے جلتے ہوں تو ایسے کھیل سے بھی اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

جن کھیلوں میں دین کے دشمنوں کی نقل اتاری جاتی ہو ایسے کھیل سے بھی بچنا بہت ضروری ہے، مثلاً ''ہولی کھیلنا، ایک دوسرے پر کلر چھڑکنا، پٹاخے پھوڑنا وغیرہ۔

③ جس کھیل میں لگنے سے شریعت میں جو چیزیں فرض یا واجب ہیں، جیسے: نماز وغیرہ سے غافل ہو جاتے ہوں تو ایسے کھیل سے بھی بچنا بہت ضروری ہے، جیسے: تاش، پانا، کیرم بورڈ وغیرہ۔

④ جس کھیل میں خود کو یا دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہو، جسم کو نقصان پہنچتا ہو ایسے کھیلوں سے بھی بچنا چاہیے، جیسے: باکسنگ (Boxing)، پتنگ اڑانا۔

۵ خاص طور پر جو کھیل مردوں کے ہیں ایسے کھیل عورتیں کھیلنے لگیں یہ بھی منع ہے، جیسے: کبڈّی، اسی طریقے سے جو کھیل عورتوں کے ہیں وہ کھیل مرد کھیلنے لگے یہ بھی منع ہے۔

موبائل

موبائل ایک ضرورت ہے؛ لہذا جتنی کم قیمت کا موبائل چل جاتا ہو اتنی ہی قیمت کا موبائل خرید کر استعمال کرے، ضرورت سے زیادہ لوگوں کو دکھانے کے لیے اونچی اونچی کوالیٹی کے مہنگے موبائل خریدنا یہ ایک طرح کی فضول خرچی ہے جس سے بچنا چاہیے۔

ضرورت کے کاموں میں جتنی ضرورت ہے اتنا ہی خرچ کرنا چاہیے، ضرورت کے کام میں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے اور جو ضرورت نہیں ہے ایسے کاموں میں اور گناہ کے کاموں میں خرچ کرنا یہ تبذیر ہے، اس طرح بے ضرورت خرچ کرنے والے کو قرآن نے شیطان کے بھائی کہا ہے، ہم کو شیطان کا بھائی نہیں بننا ہے، اللہ کا بندہ بننا ہے۔

گیم کھیلنے کے نقصانات

۱ انسان کا قیمتی وقت برباد ہوتا ہے۔

۲ موبائل کی گیم میں اگر تصویر ہوتی ہے تو خاص طور پر پرائے مردوں کی تصویر دیکھنے کا گناہ ہوگا۔

③ موبائل میں کھیلنے کی وجہ سے ورزش (Exercise) نہیں ہوتی ہے۔
④ دماغ تھک جاتا ہے، دماغ میں کمزوری آتی ہے۔
⑤ سمجھ اور سوچ کی طاقت کمزور ہو جاتی ہے۔
⑥ بدن میں کمزوری آتی ہے۔
⑦ پڑھنے پڑھانے کا نقصان زیادہ ہوتا ہو۔
⑧ انسان کا اسی کی سوچ میں مست رہنے اور مسلسل بیٹھے رہنے کی وجہ سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔
⑨ آنکھوں کو اسکرین کی کرنوں کی وجہ سے نقصان ہوتا ہے، لگاتار اسکرین کو استعمال کرنے کی وجہ سے آنکھوں اور دماغ میں کمزوری آسکتی ہے اور ڈپریشن (Depression) کی بیماری لگ جاتی ہے جس سے انسان اور خاص طور پر بچے چِڑ چِڑے ہو جاتے ہیں۔

اور شریعت کے فرائض میں کوتاہی ہوتی ہو تو اس طرح کے تمام کھیلوں سے ضرور ضرور بچنا چاہیے، جیسے آج کل یہی چیز عام طور پر دیکھی جارہی ہے کہ ویڈیو گیم یا موبائل کے اندر لوگ نماز تک کو چھوڑ دیتے ہیں، قرآن تک سے غفلت کرتے ہیں اور دماغ تھک جاتا ہے اور آنکھ کو نقصان ہوتا ہے تو ایسے گیم سے تو اپنے آپ کو بہت ہی بچانا ضروری ہے۔

اسی طرح بعض گیموں سے خطرناک نقصانات کا ہونا، دماغ میں تکلیف ہونا، آنکھوں کا ٹیڑھا ہو جانا، سخت مزاج، جسم کا بے کار ہونا، ؛ یہاں

تک کہ خودکشی کے لیے اور جان لینے تک کے لیے تیار ہو جانا جیسے بے شمار واقعات سامنے آتے رہتے ہیں؛ اس لیے خود کو اس سے بچانا چاہیے۔

موبائل اور فلم

موبائل میں فلم دیکھنا یا فلم دیکھنے کی نیت سے خریدنا، یا پرائے مردوں کی تصویر دیکھنا یہ ناجائز اور حرام ہے، موبائل کو دینی یا دنیوی ضرورت کے کام کے لیے استعمال کیا جائے اور اسی نیت سے خریدا جائے۔

موبائل اور گانا (Music)

موبائل میں ایسی گھنٹی (Ringtone) رکھنا جس میں گانا ہو، یہ گناہ کا کام ہے۔

انٹرنیٹ کا صحیح استعمال

(۱) انٹرنیٹ کمپیوٹر کے ساتھ کنیکٹ ہونے والا ایک کنیکشن ہے، اس میں مصنوعی سیارات (Satellite) کے ذریعہ انسان ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت اور کانٹیکٹ کر سکتا ہے۔

(۲) انسان کو کھینچنے اور لبھانے والی یہ دنیا ہے، جس سے انسان اپنے رشتے داروں اور دوستوں کے ساتھ دنیا کے کسی بھی کونے میں تعلق میں رہ سکتا ہے۔

(۳) معلومات حاصل کرنے اور لطف اندوز ہونے کا ایک عجیب خزانہ ہے۔ (۴) کاروبار کا بھی ایک ذریعہ ہے۔

انٹرنیٹ کا غلط استعمال

اگر اس کو غلط استعمال کیا جائے تو اس میں بہت سارے نقصانات ہیں:

(۱) ننگی تصویریں۔ (۲) غلط دوستی۔

(۳) جھوٹی عمر اور نام بتلا کر لڑکا / لڑکی کو اور لڑکی / لڑکے کو پھنسائے۔

(۴) غلط اور ناجائز محبت و دوستی کے ذریعہ زندگی کو برباد کرنا۔

(۵) اسی کی دھن میں رہ کر آدمی والدین، استاذ اور ٹیچر وغیرہ سے غافل ہو جاتا ہے۔

(۶) اس کے ذریعے جھوٹی محبت میں دھوکہ کھا کر بہت سے لڑکے اور لڑکیوں نے آج تک خودکشی کی ہے۔

(۷) میاں بیوی کے درمیان لڑائی جھگڑے کا سبب ہے۔

(۸) رشتے داروں اور گھر والوں سے بے تعلق ہونا۔

(۹) گھر اور خاندان کے حالات سے ناواقف رہنا۔

ان نقصانوں کی وجہ سے انٹرنیٹ شیطانی نیٹ بن جاتا ہے؛ اس لیے انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے بچو۔

سوشیل میڈیا (Social Media) کا استعمال

اگر اس کو صحیح استعمال کیا جائے، مثلاً دینی بیانات کی اشاعت کے لیے اور قرآن و حدیث کی اشاعت کے لیے اور دینی نصیحت کو عام کرنے کے لیے تو

بہت ہی اچھی چیز ہے، سوشیل میڈیا پر غلط خبریں، عورتوں پر تہمت، الزام لگانا، بے بنیاد باتیں بہت عام ہے، اس سے غیبت اور تہمت کو عام کرنے کا گناہ ہوتا ہے، اس کی وجہ سے ایک مسلمان کی، انسان کی عزت برباد ہوتی ہے، وقار گھٹتا ہے، ایک بڑے خطرناک کام میں پڑ جاتا ہے؛ اس لیے سوشل میڈیا پر آنے والی ہر خبر کو دوسرے تک نہ پہنچایا جائے؛ بلکہ اگر خالص صحیح دینی بات ہے تو اس کو پھیلاؤ اور اگر کسی انسان کے بارے میں ہے یا کسی تنظیم کے بارے میں اس میں الزام، تہمت وغیرہ لکھی ہوئی تو اس کو فوراً ڈیلیٹ (Delete) کردو، ایسی باتوں کو پھیلانا بھی بہت بڑا گناہ ہے۔

سینیما اور فلم

سینیما کا معنی ہوتا ہے: چلتی ہوئی تصویریں؛ لیکن سینیما میں عشق اور رومانس (Love & Romance) کے ڈرامے بتائے جاتے ہیں، ننگے ناچ (Dance) دکھلائے جاتے ہیں، گانے وغیرہ کے ذریعہ انسان کی خواہشات کو بھڑکایا جاتا ہے، لڑائی، جھگڑے اور لوٹ مار سکھایا جاتا ہے، بے پردگی، جھوٹ، غیبت، دوسروں کی عزت لوٹنا؛ یہاں تک کہ زنا کرنا بھی سکھائی جاتی ہے، سیکس کے متعلق کھلے عام تعلیم دی جاتی ہے؛ اس لیے یہ بہت بڑا گناہ کا ذریعہ ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ (النمل)

ترجمہ: اور شیطان نے ان کو یہ سمجھا دیا ہے کہ ان کے (کفر کے یہ) کام بہت اچھے ہیں سو اس (شیطان) نے ان کو (صحیح) راستے سے روک رکھا ہے؛ لہٰذا وہ صحیح راستے پر چلتے نہیں ہیں۔ (از: تیسیر القرآن)

آج کے زمانے کی فلمیں جرائم (Crimes)، جنسی شہوت (Sex) کے ٹائٹل اور عنوان سے بنائی جاتی ہے، یہ ہر طرح کی برائی کی ٹریننگ کی ایک اسکول ہے اور اسی کی وجہ سے دنیا میں اِس وقت گناہ بہت زیادہ بڑھ رہے ہیں، بینکوں کی لوٹ ہو رہی ہے، دولت لوٹی جا رہی ہے، اس کے نتیجے میں انسان گندی نظر، گندا تعلق (Affair)، تکبر، حسد، غصہ، زنا وغیرہ میں مبتلا ہوتا ہے، اس کے نتیجے میں ماں باپ سے نفرت ہونے لگتی ہے، ماں باپ اگر پیسے دیں تو اس کو عیاشی اور گناہ کے کاموں میں اڑائے جاتے ہیں؛ ورنہ ماں/باپ سے نفرت ہو جاتی ہے، یا ماں باپ سے پیسے نکلوانے کی گندی تدبیروں کی عادت پڑ جاتی ہے۔

فلم چاہے سینیما میں دیکھے یا ٹی وی اسکرین پر دیکھے اس کی وجہ سے آنکھ خراب ہونے کا بڑا خطرہ ہے۔

بلو (Blue) اور سیکسی فلم

بلو اور سیکسی فلموں کی وجہ سے انسان بے حیا اور بے شرم بنتا ہے اور بلو فلمیں دیکھتے دیکھتے اپنے شوہر سے ضروت پوری کرنا یہ اور زیادہ گناہ کا ذریعہ بن جاتا ہے اور انسان کی اخلاقی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔

سیکسی لیٹریچر، ناویل، عشق کی کہانی وغیرہ سے اپنے آپ کو پوری طرح بچاؤ، فلم کی تصویر، گلیمر ماڈل (Glamour Model) کی تصوریں، گندی کلپ، نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے ساتھ آنکھ ملانا، بات چیت کرنا، اس سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

اچھی اچھی دینی کتابیں پڑھو، اس سے آپ کا علم زیادہ ہوگا اور اچھے اخلاق اور عادت آوے گی۔

گناہ

گناہ (Sin) کس کو کہتے ہیں؟

① قرآن اور حدیث کے خلاف کام کرنا ''گناہ'' کہلاتا ہے۔

② اللہ کے حکم کو توڑنا ''گناہ'' کہلاتا ہے۔

③ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مضبوط سنت کو چھوڑنا ''گناہ'' کہلاتا ہے۔

ہوس (خواہش)

ہوس (خواہش) انسان کے اندر ایک طاقت ہے، اس کی وجہ سے انسان جو ارادہ کرتا ہے وہ کرتا ہے، اگر اچھا ارادہ ہو اور اچھے کام کرے تو وہ بری ہوس اور شہوت نہیں ہے؛ لیکن اگر غلط کام کا ارادہ کر کے غلط کام کرے تو وہ بری شہوت ہے، قرآن میں ہے:

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝٨ (الشمس)

ترجمہ: پھر جو چیز اس کے لیے برائی کی ہے اور جو اس کے تقویٰ کی ہے وہ اس کے دل میں ڈال دی (یعنی نیکی اور برائی دونوں سمجھائی، انسان اپنی مرضی سے جو چاہے اپناوے) (از: تیسیر القرآن)

گناہ کے نقصانات

دنیا اور آخرت میں گناہ کے بہت نقصانات ہیں، ان میں سے کچھ یہاں ذکر کیے جاتے ہیں:

① گناہ کرنے سے اللہ کا غصہ اترتا ہے۔
② دل کا سکون، آرام اور سکون کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔
③ گناہ کی وجہ سے دل کالا ہو جاتا ہے۔
④ اچھے کام کی رغبت ختم ہو جاتی ہے۔
⑤ روزی کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔
⑥ توبہ میں سستی آتی ہے۔
⑦ نیک لوگوں سے آدمی ڈرتا ہے اور دور بھاگتا ہے۔
⑧ اللہ کا ڈر نکل جاتا ہے۔
⑨ حیا اور شرم ختم ہو جاتی ہے۔
⑩ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو جاتا ہے۔
⑪ گناہ سے شیطان خوش ہوتا ہے۔
⑫ جنت سے انسان دور ہو جاتا ہے اور جہنم کے قریب آ جاتا ہے۔

⑬ فرشتوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔

⑭ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قبر میں گناہ کرنے والے کے لیے غم ہوتا ہے۔

⑮ گناہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں؛ اس لیے گناہ کو بس چھوڑ ہی دو اور گناہ سے توبہ کرو۔

بڑے بڑے گناہ جن سے بچنا بہت ضروری ہے

یہاں بعض بڑے بڑے گناہ لکھے جاتے ہیں؛ تاکہ ہم ان سے بچیں:

① زنا۔ ② مرد مرد سے، عورت عورت سے غلط تعلق رکھے۔

③ شراب، ڈرگس، چرس (Cannabies) اور گانجا (Weed)۔

④ چوری کرنا۔ ⑤ کسی پاک دامن مرد اور عورت پر تہمت لگانا اور ان کو بلیک میل (Blackmail) کرنا۔

⑥ ناحق (بغیر شرعی وجہ کے) کسی کو مار ڈالنا۔ ⑦ جھوٹی گواہی دینا۔

⑧ جھوٹی قسم کھانا۔ ⑨ کسی کا مال لے لینا۔

⑩ سود کھانا؛ یعنی سود لینا، دینا۔ ⑪ یتیم کا مال کھانا۔

⑫ رشوت لینا، دینا۔ ⑬ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔

⑭ وزن، ناپ تول میں کمی کرنا۔ لائٹ کا میٹر، پانی کا میٹر، سبھی میٹر میں گربڑی کردینا۔

⑮ فرض نماز کو اس کے وقت سے بغیر وجہ کے آگے پیچھے کردینا۔

⑯ مسلمان پر ظلم کرنا۔ ⑰ صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق بری بات بولنا۔

(۱۸) عالموں اور حافظوں کے ساتھ برا سلوک کرنا۔

(۱۹) پرائی عورت کو زنا یا ناجائز تعلق کے لیے بلانا۔

(۲۰) طاقت ہونے کے باوجود برے کام سے نہ روکنا۔

(۲۱) جادو سیکھنا، سکھانا۔ جادو پر عمل کرنا، کسی پر جادو کروانا۔

(۲۲) قرآن مجید یاد کر کے بھول جانا۔

(۲۳) کسی جانور کو آگ میں ڈال کر جلانا۔ چیونٹی کو بھی آگ میں نہ ڈالے۔ (۲۴) مرے ہوئے جانور کا گوشت کھانا۔ سور کا گوشت کھانا۔

(۲۵) چغلی کرنا۔ (۲۶) مسلمان یا کافر کی غیبت کرنا۔

(۲۷) جوا (سٹّا) کھیلنا، لاٹری (Lottery) خریدنا۔

(۲۸) گناہ کے کام میں پیسہ اڑانا۔ (۲۹) زمین پر فساد اور لوٹ مار کرنا۔

(۳۰) کسی کو گناہ کے لیے ابھارنا۔ (۳۱) گانا (میوزک) سننا، سنانا۔

(۳۲) اپنا ستر والا حصہ لوگوں کے سامنے کھولنا اور لوگوں کو دکھانا۔

(۳۳) خودکُشی (Suicide/આપઘાત) کرنا۔

(۳۴) شلوار، ازار، پینٹ، لُنگی، عربی جبہ، ٹخنوں کے نیچے پہننا۔

(۳۵) ہاتھ سے منی نکالنا۔ (۳۶) حیض اور نفاس کے وقت میں جماع کرنا۔

(۳۷) جانوروں کے ساتھ ضرورت پوری (جماع) کرنا۔

(۳۸) دین کے بجائے دنیا کو اچھا سمجھنا۔

(۳۹) لوگوں کے راز کو کھولنا۔ (۴۰) دوسروں کے گھر میں نظر ڈالنا۔

نظر اور شرمگاہ کی حفاظت کے متعلق اسلامی تعلیمات

قرآنِ پاک میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ. (النور:)

ترجمہ: اور (اے نبی!) تم ایمان والی عورتوں کو (بھی) کہو کہ: وہ اپنی نظروں کو نیچے رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔

شرم گاہوں کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ نفس کی خواہش پوری کرنے کے جتنے غلط طریقے ہیں ان سب سے اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، اس میں زنا، لواطت (Homosexuality) اور دو عورتوں کا آپس میں سحاق (Lesbianism) جس سے شہوت پوری کی جائے، ہاتھ سے شہوت پوری کرنا (Masturbation)، یہ سب ناجائز و حرام چیزیں ہیں۔

نوکروں سے پردہ

گھر پر اگر کام کرنے والے جوان لڑکے ہوں تو لڑکیوں کو ان سے پردہ ضرور کرنا چاہیے اور گھر میں کام کرنے والی جوان لڑکیاں ہوں تو گھر کے لڑکوں کو ان سے خاص پردہ کرانا چاہیے۔

پلمبر (Plumber)، الیکٹریشین (Electrician) وغیرہ سے عورتیں عام طور پردہ نہیں کرتی ہیں جس سے بہت ساری خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور

نئے نئے فتنے وجود میں آتے ہیں۔

نامحرم کو دیکھنا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاص خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: میں جب بالغ ہونے کی حد کو پہنچا تو میں نے صبح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: اب تم گھر میں عورتوں کے پاس نہ جانا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے زیادہ نیک اور پاک باز لڑکا کون ہوسکتا ہے؟ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیویاں دنیا کی سب سے زیادہ پاک اور افضل ترین عورتیں ہیں، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے خاص خادم پر پابندی لگادی اور پردے کا حکم فرمایا۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۹۶/۴)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ: عورت کے لیے سب سے بڑی خوبی کی بات کیا ہے؟

عرض کیا: وہ کسی مرد کو نہ دیکھے اور نہ کوئی پرایا مرد اُس کو دیکھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ جواب بہت پسند آیا اور اُن کو اپنے سینے سے لگالیا اور فرمایا کہ: اولاد ایک، ایک سے ہے (یعنی باپ کا اثر اولاد میں بھی آتا ہے)۔

زنا

زنا: یعنی مرد کا پرائی عورت کے ساتھ اور عورت کا پرائے مرد کے ساتھ اپنی ضرورت پوری کرنا، یہ حرام اور ناجائز ہے اور بہت بڑا گناہ ہے،

قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ (بنی اسرائیل)

ترجمہ: اور تم زنا کے پاس بھی مت جاؤ، یقینی بات ہے کہ وہ (زنا) تو بڑی بے حیائی ہے اور بہت بُرا راستہ ہے۔

اس آیتِ شریفہ سے حاصل ہونے والا سبق:

① لالچ اور شہوت والی نگاہ سے لڑکیاں تاک تاک کر کے پرائے لڑکوں کو نہ دیکھیں۔

② لڑکے، لڑکیاں آپس میں مذاق، مستی وغیرہ نہ کریں اور اس کو دماغ سے نہ سوچیں۔

③ دماغی طور پر سوچتے ہوئے سوچ ہی کی دنیا میں آگے بڑھ کر اس کے ساتھ تعلق قائم نہ کریں۔

④ شہوت بھری بات نہ کریں۔

⑤ شہوت بھرے گانے نہ گائیں اور نہ سنیں۔

⑥ شہوت والی ننگی تصویریں نہ دیکھیں۔

⑦ پرائے مردوں کی تصویر نہ دیکھیں۔

⑧ ہوس بھرے خیالات نہ جمائیں۔

⑨ رات سوتے وقت کسی پرائے مرد کو سوچ کر کے نہ سوئیں۔

⑩ گندی ناویل اور عشق والی (لو) اسٹوری نہ پڑھیں۔

(۱۱) بلو فلمیں نہ دیکھیں۔ (۱۲) ہاتھ سے منی نہ نکالیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے:

لَا يَزْنِيْ الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ. (البخاري)

یعنی جس وقت انسان زنا کرتا ہے اس وقت وہ ایمان والا نہیں رہتا۔

گویا زنا کے وقت ایمان الگ ہوجاتا ہے؛ یعنی مؤمن مؤمن ہونے کے ناطے سے زنا نہیں کرسکتا۔

جہنم کی آگ کے تندور میں چیخنے والیاں

بخاری شریف میں آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک لمبے خواب کا واقعہ ہے، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: رات کو مجھے دو شخص؛ یعنی حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام ایک آگ کی تندور؛ یعنی بھٹی پر لے گئے جہاں اندر سے چیخنے چلانے کی آواز آتی تھی، جب اندر دیکھا تو ننگے مرد اور ننگی عورتیں تھیں، نیچے سے ایک آگ اٹھتی تب وہ زور سے چلاتے، پتہ چلا کہ یہ زنا کرنے والے ہیں۔

زنا کے دنیوی نقصان

(۱) چہرے سے نور کا ختم ہوجانا۔ (۲) غریبی پیدا ہونا۔

(۳) عمر میں کمی ہوجانا۔ (۴) جسم کا کمزور ہوجانا۔

(۵) خود اعتمادی (Self confidence) کا ختم ہوجانا۔

آخرت کے نقصانات

(۱) اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں (۲) حساب کتاب مشکل ہو جاتا ہے۔
(۳) جہنم کا عذاب ہوگا۔

جب کسی قوم میں زنا عام ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو مشکلات میں ڈال دیتے ہیں؛ گویا کہ زنا یہ قحط (اکال) لانے کا بھی ایک سبب ہے۔

پرائے مرد کے ساتھ میاں بیوی طرح رہنا
(Live In Relationship)

اگر مرد اور عورت نکاح کے بغیر ایک ساتھ رہیں اور ایک دوسرے سے ناجائز تعلقات قائم کریں تو یہ شریعت کی نظر میں حرام ہے اور اس کے نتیجے میں جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی حرامی ہے، دونوں کے لیے ضروری ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو کر اپنے اس گناہ سے سچی توبہ کریں اور آئندہ اگر ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو شرعی طریقے کے مطابق گواہوں کی موجودگی میں عورت مرد سے یوں کہے کہ: میں نے اپنے آپ کو تمھارے نکاح میں دیا، اور مرد اس کے جواب میں کہے کہ: میں نے تمھیں اپنے نکاح میں قبول کیا، اس طرح کرنے سے نکاح ہو کر دونوں ایک دوسرے کے لیے حلال ہو جائیں گے۔

یہ یاد رہے کہ گواہ دو مرد مسلمان دین دار ہوں یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتیں ہوں۔

ہاتھ سے منی نکالنا

عورتوں میں بھی ہاتھ سے منی نکالنے کا ایک گناہ ہے، بعض عورتیں اپنی انگلی فرج (شرم گاہ) میں ڈال کر لذّت اٹھاتی ہیں، ایسی کوئی اور چیز فرج میں داخل کر کے لذت حاصل کرتی ہے۔

اس طرح کی حرکت کرنا حرام ہے، قرآنِ پاک کی آیت: ﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ﴾ کی تفسیر میں حضراتِ مفسرین نے ہاتھ سے منی نکالنے کے حرام ہونے کو بھی بتلایا ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے ایک امّت کو عذاب دیا جو اپنی شرم کی جگہ کے ساتھ کھیلتے تھے اور شرم گاہ سے اپنے ہاتھ سے منی نکالتے تھے۔ (تفسیر روح المعانی)

بعض روایتوں میں ہے کہ: ایسے لوگوں کو قیامت کے دن ایسی حالت میں اٹھایا جائے گا کہ ان کے ہاتھ میں حمل ہوگا۔

یہ کتنی بڑی رسوائی ہے کہ قیامت کے میدان میں سب لوگ اس کے ہاتھ کو حمل والا (Pregnant) دیکھیں گے۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: سات قسم کے انسان ایسے ہیں کہ جن کی طرف اللہ تعالیٰ رحمت کی نظر نہیں کریں گے اور ان کو گناہوں سے پاک بھی نہیں کریں گے اور ان کو سب سے پہلے جہنم میں داخل کرنے والوں

میں شامل کریں گے:

① ہاتھ سے شادی کرنے والے؛ یعنی ہاتھ سے منی نکالنے والے۔

② مرد مرد سے خواہش پوری کرے۔

③ نشہ اور شراب استعمال کرنے والے۔

④ والدین کو مارنے والے۔

⑤ اپنے پڑوسی کو تکلیف پہنچانے والے۔

⑥ پڑوسی کے ساتھ برا سلوک کرنے والے۔

خلاصہ: ہاں! اگر توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔

ہاتھ سے منی نکالنے کے جسمانی نقصانات

① دماغ کمزور ہوجاتا ہے اور عقل میں کمی ہوتی ہے۔

② تعلیم کا ارادہ ختم ہوتے جاتا ہے۔

③ یاد کرنے کے باوجود بھول جاتی ہے۔

④ آنکھ کی روشنی کمزور ہوکر آنکھوں میں اندھیریاں چھانے لگتی ہے۔

⑤ بدن میں سے چستی ختم ہوکر بدن کمزور اور سست ہوجاتا ہے۔

⑥ تھوڑی محنت اور تھوڑے کام سے تھکن ہونے لگتی ہے۔

⑦ سستی اور مایوسی اس پر چھائی رہتی ہے۔

⑧ اس کو الگ الگ قسم کا ڈر لگنے لگتا ہے۔

⑨ تھوڑی تھوڑی دیر میں اس کو گھبراہٹ ہونے لگتی ہے۔

⑩ دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے۔

⑪ چہرے کی رونق ختم ہوجاتی ہے۔

⑫ کوئی بھی کام کرنے کا ارادہ نہیں ہوتا۔

⑬ پیر اور کمر میں درد ہوتا ہے۔

⑭ مزاج میں چڑچڑاپن آجاتا ہے۔

⑮ وہ کسی کے ساتھ آنکھ ملا کر ہمت سے بات نہیں کرسکتی۔

⑯ محفلوں میں جانے سے ڈرتی ہے۔

⑰ کلیجہ کمزور ہوجاتا ہے۔

⑱ پرانے بخار کی بیماری پیدا ہوجاتی ہے۔

⑲ بدن کانپنے لگتا ہے، چکر آنے لگتے ہیں۔

⑳ ہضم کی طاقت کمزور ہوجاتی ہے۔

اس طرح کی خطرناک بیماریاں ہوسکتی ہیں۔

منی یہ زندگی ہے، اگر منی کو غلط طریقے سے ختم کردیا گیا تو زندگی کا چراغ بجھ جاتا ہے؛ گویا شرعی نقصان بھی ہے کہ یہ عورت گنہگار ہے اور جسمانی نقصانات بھی ہیں۔

ہاتھ سے ایک مرتبہ منی نکال لی تو پھر یہ عادت پیچھا نہیں چھوڑتی، ایسی عورت اپنی دنیا و آخرت برباد کرلیتی ہے؛ اس لیے اس سے خوب بچنا چاہیے۔

گناہ سے بچنے کا علاج

گناہ کا ایک ہی علاج ہے کہ اس کو چھوڑ دیا جائے اور انسان یہ سوچے کہ مجھے ہر وقت اور ہر جگہ اللہ دیکھ رہے ہیں تو گناہ سے بچنا آسان ہو جائے گا، قرآن کی اِن آیتوں کے مضمون کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھے:

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالۡمِرۡصَادِ ﴿۱۴﴾ (الفجر)

ترجمہ: یقین رکھو! تمھارے رب (نافرمانوں کو) پوری نظر میں رکھے ہوئے ہیں۔

يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ ﴿۱۹﴾ (الغافر)

ترجمہ: آنکھوں کی چوری کو اور جو چیز سینوں نے چھپا رکھی ہے اس کو وہ (اللہ تعالیٰ) جانتے ہیں۔

وَهُوَ مَعَكُمۡ اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ﴿۴﴾ (الحدید)

ترجمہ: اور تم جہاں کہیں بھی رہو وہ (اللہ تعالیٰ علم اور قدرت اور قابو سے) تمھارے ساتھ ہے اور جو کام بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھتے ہیں۔

وَوُضِعَ الۡكِتٰبُ فَتَرَى الۡمُجۡرِمِيۡنَ مُشۡفِقِيۡنَ مِمَّا فِيۡهِ وَيَقُوۡلُوۡنَ يٰوَيۡلَتَنَا مَالِ هٰذَا الۡكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيۡرَةً وَّلَا كَبِيۡرَةً اِلَّاۤ اَحۡصٰٮهَا ۚ وَوَجَدُوۡا مَا عَمِلُوۡا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظۡلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ (الکہف)

ترجمہ: اور کتاب (یعنی اعمال نامہ) رکھ دی جائے گی، سو (اس وقت) تم مجرموں کو دیکھو گے کہ وہ اس (کتاب) میں لکھی ہوئی باتوں سے

ڈرتے ہوں گے اور یہ کہتے ہوں گے: ہائے ہماری بربادی! یہ کیسی کتاب (یعنی اعمال نامہ) ہے کہ اس نے کوئی چھوٹا بڑا عمل ایسا نہیں چھوڑا جس کا پورا احاطہ (Enumerated) نہ کرلیا ہو اور وہ اپنا تمام کیا ہوا سامنے موجود پائیں گے اور تمھارے رب کسی پر ذرا بھی ظلم نہیں کریں گے۔

وَاِنَّ عَلَيۡكُمۡ لَحٰـفِظِيۡنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيۡنَ ﴿۱۱﴾ يَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۱۲﴾

ترجمہ: اور یقینی بات ہے کہ تم پر دیکھ بھال کرنے والے (فرشتے) مقرر ہیں ﴿۱۰﴾ جو بڑے عزت والے (اعمال کو) لکھنے والے ہیں ﴿۱۱﴾ جو کام بھی تم لوگ کرتے ہو وہ ان سب کو جانتے ہیں۔

وَقَالُوۡا لِجُلُوۡدِهِمۡ لِمَ شَهِدْتُّمۡ عَلَيۡنَا ؕ قَالُوۡۤا اَنۡطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِىۡۤ اَنۡطَقَ كُلَّ شَىۡءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۱﴾ (فصلت)

ترجمہ: اور وہ (دشمن) اپنی کھالوں (یعنی اعضا) سے کہیں گے کہ: تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ تو وہ (کھالیں) کہیں گی کہ: ہم کو تو اس اللہ تعالیٰ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو بلوایا اور اسی نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا اور اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف تم کو واپس لے جایا جائے گا۔

اِن آیتوں کے مضمون کو سامنے رکھیں گے تو ان شاء اللہ! گناہوں سے بچنا بہت آسان ہوجائے گا۔

ایک بزرگ کا اپنے نفس کو ایک بات کہنا

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ: میں نے اپنے نفس کو دو باتیں کہیں کہ:

دیکھ! جنت میں مزیدار پھل فروٹ ہیں، جنت کی شاندار نہروں کا پانی ہے، اگر تو گناہ سے بچے گا اور اپنے نفس کو قابو میں رکھے گا تو یہ سب ملے گا۔

اور جہنم میں آگ ہے، سانپ، بچھو ہیں، گلے کی زنجیر ہے، اگر تو گناہ کرے گا تو یہ سب تجھے ملے گا؛ اس لیے تو سوچ! تجھے کہاں جانا ہے؟ جنت میں یا جہنم میں؟

توبہ

پیاری بچیو! اگر ہم سے گناہ ہو گئے ہیں تو خوش ہو کر چپ چاپ بیٹھی نہ رہو؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو، اللہ سے معافی مانگو، اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے، توبہ کرنے والوں سے اللہ محبت کرتے ہیں، نوجوان کی توبہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

توبہ کے بڑے بڑے فائدے

توبہ کے بڑے بڑے فائدے یہ ہیں:

(۱) توبہ کے ذریعہ عورت اللہ کی خاص ولیہ بن جاتی ہے۔

(۲) توبہ گناہوں کی ناپاکی کو صاف کرنے والا پاکیزہ پانی ہے۔

(۳) توبہ سے پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔

(۴) توبہ سے دل کا زنگ (کچرا) ختم ہوتا ہے۔

(۵) توبہ گناہوں کو نیکیوں سے بدلنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

تیسرا باب

امہات المؤمنین کے پاکیزہ حالات

قرآن میں امہات المؤمنین کا تذکرہ

اَعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم.

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿٢٨﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾

ترجمہ: (اے نبی!) تم اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی رونق چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال سامان (تحفہ میں) دے دوں اور میں تم کو اچھی طرح رخصت کردوں ﴿۲۸﴾ اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیک عورتوں کے لیے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے ﴿۲۹﴾ اے نبی کی عورتو! جو تم میں سے کھلی بے حیائی کا کام کریں تو ایسی عورت کی سزا بڑھا کر دوگنا عذاب کردیا جائے گا اور ایسا کرنا تو اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے۔

پورا رکوع اکیسویں پارے کے اخیر سے بائیسویں پارے کے شروع تک ہے جو خاص طور پر حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاک بیویوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے، ترجمہ اور تفسیر کے لیے تیسیر القرآن دیکھیں۔

امہات المؤمنین؛ یعنی امت کی مائیں

حضور ﷺ کی پاک بیویوں کو ہم ''ماں'' کہتے ہیں۔عربی میں ''أم المؤمنین'' کہتے ہیں،اس کا معنی ہوتا ہے: تمام ایمان والوں کی ماں اور جب ہم جمع کا صیغہ بولتے ہیں تو کہتے ہیں: أمهات المؤمنين ؛ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیویاں جو قیامت تک آنے والے تمام ایمان والوں کی مائیں ہیں۔

امہات المؤمنین کی چند خوبیاں

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیویوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت اونچا مقام اور مرتبہ عطا فرمایا ہے، ان کی قربانیاں بھی بڑی عجیب وغریب ہیں، انھیں اللہ تعالیٰ نے بہت ساری خوبیاں اور فضیلتیں عطا فرمائی ہیں:

(۱) سب سے بڑی فضیلت ان کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا خوش نصیب بنایا کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کا نکاح ہوا، یہ بہت بڑی خوش نصیبی ہے اور اس اعتبار سے وہ دنیا کی تمام عورتوں میں افضل ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی وحی، اللہ تعالیٰ کا قرآن ان پاک بیویوں کے گھروں اور بستروں پر اترتا تھا۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھریلو زندگی اور دین امّت تک پہنچانے کی سعادت ان کو حاصل ہوئی۔

(۴) ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر نیک کام پر ڈبل ثواب کا وعدہ کیا

گیا ہے۔

⑤ انھوں نے غریبی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں رہنا پسند کیا۔

امہات المؤمنین کا فقر و فاقہ

ترمذی شریف میں ایک بہت لمبا واقعہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی آئے، ان کو بھوک لگی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ایک بیوی کے گھر کہلوایا کہ: کوئی کھانے کی چیز ہو تو بھیج دو۔

گھر میں سے جواب آیا کہ: آج ہمارے گھر میں پانی کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ پھر دوسری بیوی کے گھر کہلوایا، وہاں سے بھی یہی جواب آیا کہ صرف پانی ہے اور کوئی چیز نہیں ہے؛ یہاں تک کہ وہ قاصد تمام ازواجِ مطہرات کے پاس گیا، سب نے یہی جواب دیا کہ: کچھ نہیں ہے۔

اندازہ لگاؤ کہ ان تمام بیویوں نے کتنی بڑی قربانی دی، کچھ کھانا پینا نہیں ملتا، پھر بھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زندگی گزار رہی ہیں؛ حالاں کہ ان میں سے بعض تو بادشاہوں کی بیٹیاں تھیں، ایسے مال دار گھر کی لڑکیاں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں تو انھوں نے غریبی اور فقیری کے ساتھ زندگی گزارنے کو قبول کیا۔

امہات المؤمنین عام عورتوں کی طرح نہیں

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان سے کہا گیا:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ.

ترجمہ: اے نبی کی عورتو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

یعنی تمھارا درجہ اور مقام بالکل الگ ہے، اللہ تعالیٰ نے تم کو خاص خاص خوبیاں عطا فرمائی ہیں؛ اس لیے تم کو تو شریعت کے احکام پر زیادہ عمل کرنا ہے اور آنے والی امّت کے لیے تم کو نمونہ بننا ہے، اگر تم زیادہ عمل کروگی تو تم کو دیکھ کر قیامت تک آنے والی امّت کی عورتیں شریعت پر مضبوط اور پکا عمل کریں گی۔

ایک عورت کی دین داری کا اثر پورے خاندان پر

اس سے ہمیں ایک بات سیکھنے کو ملتی ہے کہ اگر کوئی عورت دین دار بن جائے اور دین پر عمل کرنے والی بن جائے تو پورے ایک خاندان کے لیے نمونہ بن جاتی ہے۔

بہت سے بچوں کو دیکھ کر ہم کہہ دیتے ہیں کہ: تو فلاں عورت کا بیٹا ہے، تیرے نانا، نانی فلاں ہوں گے، بچوں کی تعلیم و تربیت دیکھ کر ماں اور نانی کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیویوں کو قیامت تک آنے والی امّت کے لیے ایک نمونہ بنایا تھا؛ اس لیے ان کو شریعت پر عمل کرنے کی زیادہ تاکید فرمائی گئی۔

شریعت پر عمل کرنے کی برکت

اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ جو بھی شریعت پر عمل کرے، دین پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو دین پر عمل کرنے کی برکت سے گناہ، گندگی، برائی اور برے اخلاق سے پاک رکھتے ہیں۔

آج جو ہمارے اندر بداخلاقی، گناہ اور برائیاں آتی ہیں یہ شریعت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے آتی ہیں، اگر شریعت پر عمل کریں، دین پر چلیں تو گناہوں اور برائیوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے، یہی بات اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیت میں آگے ارشاد فرمائی:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿٣٣﴾ (الاحزاب)

ترجمہ: اے نبی کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتے ہیں کہ (ہر قسم کی) گندگی تم سے دور رکھیں اور تم کو پورا پاک صاف رکھیں۔

یعنی اگر تم قرآن پر عمل کروں گی، شریعت پر عمل کروں گی تو اس کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ:

شیطان کی شرارت سے اللہ تعالیٰ تمھاری حفاظت کریں گے۔

دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ: گناہ اور نافرمانی سے تمھاری حفاظت ہوگی۔

تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ: ہر برائی سے اللہ تعالیٰ تم کو حفاظت اور سلامتی میں رکھیں گے۔

اکثر امہات المؤمنین بیوہ تھیں

بہر حال! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیویوں نے بڑی قربانیاں دیں اور یہ تمام کی تمام بیویاں بیوہ تھیں، پہلے ایک یا دو شادی ہو چکی تھی، شوہر نے طلاق دے دی یا شوہر کا انتقال ہو گیا، پھر بیوہ ہونے کے بعد حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح ہوا، صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب عورت ہیں جو کنواری تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

امہات المؤمنین کی تعداد اور مبارک نام

ایک قول کے مطابق امہات المؤمنین رضی اللہ عنہنّ کی تعداد گیارہ (۱۱) تک پہنچتی ہے، جن کے مبارک نام یہ ہیں:

۱	حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا	۲	حضرت سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ عنہا
۳	حضرت عائشہ بنتِ ابوبکر رضی اللہ عنہا	۴	حضرت حفصہ بنتِ عمر رضی اللہ عنہا
۵	حضرت زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا	۶	حضرت اُمِّ سلمہ بنتِ ابوامیہ رضی اللہ عنہا
۷	حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا	۸	حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا
۹	حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا	۱۰	حضرت صفیّہ بنت حُیَی رضی اللہ عنہا
۱۱	حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا		

ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

مختصر پہچان

نام: خدیجہ۔ والد کا نام: خویلد۔ لقب: طاہرہ۔ کنیت: ام ہند۔

ولادت: عام الفیل سے پندرہ دن پہلے ۵۵۶ء۔

پہلا نکاح: ابو ہالہ ہند بن نباش تمیمی سے۔ دوسرا نکاح: عتیق بن عائذ مخزومی سے۔ تیسرا نکاح: ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

نکاح کے وقت عمر: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر پچیس سال کی تھی۔

اولاد: پہلے نکاح سے دو صاحب زادے: ہند اور ہالہ۔ دوسرے نکاح سے ہند نامی ایک صاحب زادی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو صاحب زادے: قاسم اور عبد اللہ اور چار صاحب زادیاں: زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہنّ اجمعین.

قبولِ اسلام: سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

وفات: نبوت کے دسویں سال رمضان المبارک میں انتقال ہوا۔

عمر مبارک: ۶۵ سال۔

سب سے پہلی ام المؤمنین

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پہلی شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

سے ہوئی، اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال کی تھی اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر پچیس سال کی تھی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت مال دار عورت تھیں، بہت بڑی تجارت اور کاروبار کرنے والی عورت تھیں، ان کا تعلق قریش کے خاندان سے تھا؛ گویا حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا خاندان ایک تھا۔

ایمان لانے میں عورتوں کا نمبر پہلا ہے

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی ہیں اور عجیب بات کہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والی یہی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

یاد رکھو بچیو! ایمان لانے میں عورتوں کا نمبر پہلا ہے، مردوں کا نمبر دوسرا ہے۔

طاہرہ لقب

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جاہلیت کے زمانے میں بھی بڑی پاکیزہ اور نیک عورت تھیں، بت پرستی اور جاہلیت کے رسم و رواج سے بچی ہوئی تھیں، اسی وجہ سے لوگ ان کو "طاہرہ" کہتے تھے، ظاہر بات ہے کہ نکاح کے لیے ان کا دھیان بھی اس دنیا کے سب سے بڑے پاک باز اور نیک اور سب سے زیادہ مقدس شخص؛ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہی جائے گا۔

دنیا و آخرت کی چار بڑی نیک عورتیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری دنیا و آخرت کی چار بڑی نیک عورتوں میں سے ایک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تعریف یوں بیان فرمائی:

① وہ (سب سے پہلے) مجھ پر ایمان لائی جب دوسروں نے کفر کیا۔

② اس نے مجھے (سب سے پہلے) سچا مانا جب دوسروں نے مجھے جھٹلایا۔

③ اس نے مجھے مال میں شریک کیا جب دوسروں نے مجھے مال کمانے سے روکا۔

④ اللہ نے مجھے اس کے پیٹ سے اولاد دی جب کہ کسی دوسری بیوی سے نہیں ہوئی۔

اللہ کی طرف سے سلام اور جنت میں موتی کے محل کی خوش خبری

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب خاتون ہیں کہ: اللہ کی طرف سے ان پر سلام آتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ: خدیجہ کو اللہ کا سلام پہنچا دینا! ساتھ میں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ: میرا سلام بھی خدیجہ کو کہہ دینا!

پھر اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ: خدیجہ کو جنت میں موتی سے بنے ہوئے ایک محل کی خوش خبری دے دو!

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین لڑکے ہیں: دو لڑکے: حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ جن کا لقب طیب و طاہر ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں وفات پا گئے اور تیسرے لڑکے حضرت ابراہیم کی والدہ ماجدہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا ہیں جو مصر کی قبطی نسل سے ہیں۔

اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحب زادیاں ہیں اور چاروں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے ہیں اور سب کی پیدائش مکہ معظّمہ میں ہوئی ہے:

(۱) حضرت زینب رضی اللہ عنہا، جو قاسم سے چھوٹی اور باقی سب اولاد سے بڑی ہیں، جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ۳۰/سال کی تھی۔

یہ اپنی والدہ کے ساتھ ہی اسلام میں داخل ہو گئیں تھیں، ان کا نکاح مکہ میں حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا جو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی سگی خالہ ہالہ بنتِ خویلد کے بیٹے ہیں، بدر کی لڑائی کے بعد آپ نے اسلام قبول کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھ سال کی جدائی کے بعد اول نکاح ہی کو باقی رکھتے ہوئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے گھر رخصت کر دیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ۸ سنہ ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوا اور حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے ۱۲ سنہ ھ میں وفات پائی۔

(۲) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، جو حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی ہیں۔

(۳) حضرت امِّ کلثوم رضی اللہ عنہا، جو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے چھوٹی ہیں۔

(۴) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، جو حضرت امِّ کلثوم رضی اللہ عنہا سے چھوٹی ہیں۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مکہ ہی میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، ان کے انتقال کے بعد حضرت امِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا؛ اسی لیے ان کو ذوالنورّین کا خطاب ملا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں، آپ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بدر کی لڑائی کے بعد ہوا تھا۔

آج تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہی چلا ہے

آج تک جو سید خاندان چلا آرہا ہے وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی کی اولاد ہیں؛ اس لیے کہ آپ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقریباً دس عورتوں سے شادی کی؛ لیکن کسی بھی بیوی سے اولاد نہیں ہوئی۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو اولاد زندہ رہی اور جن سے آپ کی نسل اس دنیا میں چلی، وہ صرف آپ کی ایک صاحب زادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے چلی ہے۔

گویا یہ خوش نصیبی بھی تمام بیویوں میں صرف اور صرف حضرت خدیجہ

رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔

وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہجرت سے تین سال پہلے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نبی بنائے جانے کے دس سال بعد رمضان المبارک کے مہینے میں مکہ مکرمہ میں ہوا، انتقال کے وقت ان کی عمر پینسٹھ (٦٥) سال کی تھی، دفن کرنے کے لیے قبر میں خود حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اترے، اور اپنے مبارک ہاتھوں سے اپنی بیوی کو دفن کیا۔

مکہ مکرمہ میں حَجُوْن کے علاقے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر موجود ہے، جو آج کل مکہ کے بلدیہ میں ''اَلْجُمَیِّزَۃ'' کے علاقے میں آتا ہے، یہ علاقہ جب ہم مَروہ پہاڑ سے باہر نکل کر تھوڑا آگے چلتے ہیں تو ''جَنَّۃُ الْمُعَلّٰی'' قبرستان آتا ہے، اس کے شمالی حصے میں پُل (برتج، کُبرِی) سے تھوڑا آگے چلتے ہیں تو وہاں ایک کمپاؤنڈ آتا ہے، اس کمپاؤنڈ میں بہت سی قبریں ہیں، وہیں پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک ہے۔

تقریباً پچیس سال کا لمبا زمانہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت مبارک میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔

نوٹ: تفصیلی حالات ''حدیث میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات'' میں موجود ہیں۔

ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

مختصر پہچان

نام: سودہ۔ والد صاحب کا نام: زمعہ بن قیس۔ والدہ کا نام: شموس بنت قیس، جو انصار کے قبیلہ بنو نجار سے تھیں۔

پیدائش: سیرت کی کتابوں میں اس کے بارے میں کچھ لکھا نہیں ہے؛ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی بنائے جانے کے وقت ان کی عمر بڑی تھی اور تقریباً عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پانچ سال بڑی تھیں۔

یہ پہلے ایمان لائیں، ان کی پہلی شادی سکران بن عمرو سے ہوئی تھی، پھر ان کی ترغیب سے ان کے شوہر سکران بن عمرو بھی اسلام لائے، ان کی ماں بھی مسلمان ہوگئی تھیں، ماں اور شوہر کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئیں تھیں، وہاں ان کے شوہر کا انتقال ہوگیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد نبوت کے دسویں سال ان سے نکاح کرلیا، یہ اسلام میں سب سے پہلی بیوہ عورت تھیں۔

نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر ۵۰ ر سال تھی، اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۵۵ ر سال کی تھی۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی ایک خوبی

لؤی بن غالب نام کے دادا پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان حضرت سودہ

رضی اللہ عنہا کے خاندان سے مل جاتا ہے۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ننھیالی (نانا کا خاندان) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب کے ننھیالی تھے، اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے نانا کا خاندان بھی ایک ہی ہو جاتا ہے۔ گویا دادا اور نانا دونوں طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی رشتے داری ہوتی ہے۔

بہت زیادہ سخاوت کرنے والی اور ہنس مکھ، ایک واقعہ

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ سخاوت کرنے والی تھیں اور اسی طرح مزاج بھی ہنس مکھ تھا، کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ہنسا دیا کرتی تھیں، ایک مرتبہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ: گزشتہ رات میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نے اتنا لمبا رکوع فرمایا کہ مجھے نکسیر پھوٹنے کا ڈر ہو گیا؛ اس لیے میں دیر تک ناک پکڑ کر اسے سہلاتی رہی، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت

۷۳ یا ۸۰ رسال کی عمر میں مدینہ طیبہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت کے آخری زمانے میں ۲۲ سنہ ھ یا ۲۳ سنہ ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔

۱۴ رسال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔

امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

مختصر پہچان

نام: عائشہ۔ عائشہ کا معنی ہوتا ہے: اچھی اور بہتر حالت والی عورت۔

والد صاحب: خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ والدہ: حضرت ام رومان (زینب) بنت عامر بن عویمر رضی اللہ عنہا۔

القاب: صدیقہ، حمیراء۔ کنیت: ام عبداللہ۔

پیدائش: نبوت کے چوتھے سال اور ہجرت سے تقریباً آٹھ یا نو سال پہلے رمضان المبارک یا شوال میں مکہ میں ہوئی۔

نکاح: چھ (٦) سال کی عمر میں، نبوت کے دسویں دس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ مکرمہ میں نکاح ہوا۔

رخصتی: مدینہ منورہ میں ہجرت کے پہلے سال؛ یعنی نبوت کے چودھویں سال شوال کے مہینے میں ۹ رسال کی عمر میں ہوئی۔

مہر: ۵۰۰ ردرہم۔

ان کے خاندان کا سلسلہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاندان کے ساتھ کنانہ سے جا ملتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مردوں میں بہت سے لوگ کامل گزرے ہیں؛ مگر عورتوں میں صرف مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کامل گزری ہیں اور عائشہ کو تو سب عورتوں پر ایسی فضیلت ہے جیسے ثرید کو سب کھانوں پر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ عائشہ ہی ہے کہ میں اس کے لحاف میں ہوتا ہوں تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں سے وحی آتی ہے؛ مگر دوسری ازواج کے بستروں پر کبھی ایسا نہ ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: یہ جبریل ہیں اور تم کو سلام کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا کہ: ان پر بھی اللہ کی سلامتی اور رحمت ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خوبیاں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت ہی نیک صالحہ اور پاک دامن عورت تھیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر قیامت تک آنے والی پوری دنیا کی تمام عورتوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اللہ کی طرف سے بعض وہ خوبیاں دی گئیں کہ ویسی خوبیاں کسی عورت کو نصیب نہیں ہوئیں، ان کی بعض خوبیاں میں آپ کو بتا دیتا ہوں، اس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام کتنا اونچا ہے!!!

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی سے پہلے اللہ کے فرشتے حضرت

جبریل علیہ السلام ایک دن ان کی تصویر ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ: اے اللہ کے نبی! یہ عورت آپ کی بیوی بنے گی۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام اپنی ہتھیلی میں ان کی تصویر لے کر آئے تھے۔

ظاہر بات ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام جو کام کریں گے اللہ کے حکم کے مطابق کریں گے؛ گویا کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شادی سے پہلے ہی ان کی تصویر بتادی تھی۔

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے بھی نکاح کیے وہ تمام کے تمام بیوہ اور مطلقہ عورتوں سے کیے، صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کرتے وقت کنواری تھیں۔

(۳) حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی ان کی گود میں ہوئی۔

حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا دن تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر رکھا ہوا تھا اور اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا، یہ ان کی بڑی خوش قسمتی کی بات ہے۔

(۴) جس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا وہ کمرہ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں بنی۔

(۶) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں ایک ہی لحاف میں

سوئے ہوئے ہوتے اسی حالت میں اللہ کی طرف سے قرآن نازل ہوتا تھا۔

⑦ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایسے باپ کی بیٹی ہیں جو تمام نبیوں کے بعد پہلے نمبر کے انسان ہیں۔

قرآن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا اعلان

⑧ ایک عجیب خوش نصیبی جو دنیا میں کسی عورت کو نصیب نہیں ہو سکتی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگی تو ایک بچے نے ان کو پاک بتایا اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا پر جب تہمت لگی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دودھ پیتے پیتے اپنی ماں کو پاک بتایا، خوش نصیب ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ ان پر جب منافقوں نے تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے خود اعلان فرمایا اور اللہ نے قرآنِ پاک میں ان کی پاک دامنی پر تقریباً ۲۰ /آیتیں نازل فرمائیں۔

اللہ اللہ! کیسی خوش نصیب عورت کہ اللہ نے خود ہی ان کے پاک ہونے کا اعلان فرما دیا، اتنی بڑی خوش نصیبی کسی عورت کو نصیب نہیں ہوئی۔

دنیا میں معافی کا اعلان

اسی کے ساتھ اللہ نے دنیا ہی میں ان کے لیے مغفرت کا اعلان فرمایا:

اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ، لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ (النور:۲۶)

ترجمہ: جو (تہمت کی) بات وہ (منافق) لوگ کہتے ہیں وہ (نیک مرد اور عورتیں) اس سے بالکل بری (یعنی بے تعلق) ہیں، ان کے لیے (آخرت

میں) مغفرت ہے اور عزت کی روزی ہے۔

ہم سب دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری تمام بہنوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جیسی پاکیزہ زندگی عطا فرمائے اور جنت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ داخل ہونا نصیب فرمائے، آمین۔

حدیث کی کتابوں میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی جو حدیث شریف وہ نقل کرتی ہیں ان کی تعداد دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خوش مزاجی کا ایک واقعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حلوہ بنا کر لائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی بیٹھی ہوئی تھیں، میں نے کہا کہ: سودہ! تم بھی کھاؤ، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے منع فرما دیا، میں نے دوسری مرتبہ کہا: سودہ! کھاؤ؛ ورنہ یہ تمھارے چہرے پر لگا دوں گی؛ مگر انھوں نے پھر بھی انکار کر دیا، تو میں نے اپنے ہاتھ میں حلوہ اٹھا کر سودہ کے چہرے پر لگا دیا۔

یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب ہنسے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پکڑ کر دبوچ لیا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ: اب تم اس کے چہرے پر لگا دو۔ سو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے باقی حلوہ میرے چہرے پر لگا دیا، جسے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ہنسنا شروع کر دیا۔ (اخرجہ ابو یعلی)

وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ۶۷ ر سال کی عمر میں ۱۷ ر رمضان المبارک ۵۸ سنہ ھ کو مدینہ طیبہ میں وفات پائی اور مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان بقیع میں دفن کیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدّت تقریباً ۹ ر سال ۵ ر مہینے اور ۱۲ ر دن ہے۔

نوٹ: تفصیلی حالات ''قرآن میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات (جلد: ۳)'' میں موجود ہیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

مختصر پہچان

نام: حفصہ۔

والد صاحب: خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ والدہ کا نام: حضرت زینب بنت مظعون رضی اللہ عنہا۔

پیدائش: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی بننے سے پانچ سال پہلے جب کہ قریش کعبہ کی تعمیر میں مشغول تھے اس سال پیدائش ہوئی، اس وقت حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۳۵ ر سال تھی۔

اسلام: اپنے پہلے شوہر حضرت خنیس رضی اللہ عنہ اور اپنے والدین کے ساتھ

مسلمان ہوئیں۔

نکاح: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پہلے حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، حضرت خنیس رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھے، انھوں نے حبشہ اور مدینہ دونوں کی ہجرت کی تھیں، احد کی لڑائی میں زخمی ہو کر مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ حضرت خنیس رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۳ سنہ ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کا مہر: ۴۰۰/ درہم۔ شادی کے وقت عمر: ۲۰/ سال۔

خاندان کے اعتبار سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خوش نصیبی

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب عورت ہے کہ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ان کا خاندان آگے جا کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے، ان کے ابا حضرت عمر رضی اللہ عنہ قریش خاندان کے ہیں اور ان کی ماں حضرت زینب بنت مظعون رضی اللہ عنہا بھی قریش کے خاندان سے ہیں؛ یعنی ماں اور باپ دونوں کی طرف سے یہ قریشیہ عورت ہیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی دوسری خوش نصیبی

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی ایک دوسری خوش نصیبی یہ ہے کہ ایک روایت کے مطابق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دینے کا ارادہ کر لیا تھا، اللہ تعالیٰ

نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا اور کہا کہ: تم میرے نبی سے جا کر کہو کہ: حفصہ کو طلاق نہ دیویں۔

دیکھو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق کا ارادہ کیا تھا؛ لیکن خود اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو بھیج کر یوں کہلوایا کہ: حفصہ بہت نماز پڑھنے والی ہے، بہت روزے رکھنے والی ہے، جنت میں ان کا نام تمھاری بیویوں میں ہے؛ اس لیے تم ان کو طلاق مت دو۔

چنانچہ جب اللہ کے یہاں سے یہ پیغام آیا تو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دینے کا ارادہ ختم کر دیا اور ان کو اپنی بیویوں میں باقی رکھا۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تقریباً ساٹھ (۶۰) احادیث نقل کرتی ہیں، اِس سے اندازہ لگاؤ کہ ان کے حدیث نقل کرنے سے امت کو کتنا بڑا فائدہ ہو گیا۔

وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت

۶۳ / سال کی عمر پا کر شعبان ۴۵ ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانے میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

تقریباً ۸ / سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔

نوٹ: تفصیلی حالات ''قرآن میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات (جلد: ۳)'' میں موجود ہیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

مختصر پہچان

نام: زینب۔ لقب: ام المساکین۔

جاہلیت میں ان کا لقب ''اُمّ المساکین (یعنی مسکینوں کی بہت زیادہ خدمت کرنے والی)'' تھا، یہ غریبوں کی اتنی مدد اور پرورش کیا کرتی تھیں کہ ان کا لقب ہی امّ المساکین (مسکینوں کی ماں) پڑ گیا تھا۔

والد کا نام: خزیمہ بن عبداللہ۔ والدہ کا نام: ہند بنت عوف۔

پیدائش: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی بننے سے تیرہ یا پندرہ سال پہلے مکہ میں ہوئی۔

اپنے شوہر حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی ہجرت فرمائی۔

نکاح: ان کا پہلا نکاح طفیل بن حارث سے ہوا، اور دوسرا نکاح عبیدہ بن حارث سے ہوا تھا، یہ دونوں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی چچیرے بھائی تھے اور تیسرا نکاح حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوا جو امّ المؤمنین حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے، اُحد کی لڑائی میں وہ شہید ہو گئے تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سن ۳/ ہجری میں ان سے نکاح کر لیا، اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر ۵۶/ سال کی تھی اور

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عمر ۳۰ سال کی تھی۔

وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت

نکاح کے بعد صرف دو یا تین مہینے زندہ رہیں اور ربیع الثانی ۴ھ میں وفات پائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود جنازے کی نماز پڑھائی اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔

اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ بنت ابوامیہ رضی اللہ عنہا

مختصر پہچان

نام: ہند۔ کنیت: ام سلمہ۔ والد کا نام: سہل یا سہیل۔ کنیت: ابوامیہ۔ والدہ کا نام: عاتکہ بنت عامر۔

پیدائش: ہجرت سے تقریباً ۲۸ سال پہلے مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

نکاح: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے حضرت ابوسلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی ہیں۔

اسلام کے ابتدائی زمانے میں دونوں اسلام لائے تھے، دو مرتبہ حبشہ کی ہجرت کی اور مدینہ منورہ کی بھی ہجرت کی۔

مدینہ کی طرف ہجرت کا دردناک واقعہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ

کی طرف ہجرت کا واقعہ بڑا دردناک ہے، خود حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے مدینۂ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ فرمایا تو مجھے اور بیٹے سلمہ رضی اللہ عنہ کو اونٹ پر بٹھا دیا اور اس کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلتے رہے، جب میرے میکے والوں؛ یعنی قبیلہ بنو مغیرہ کو ہمارے روانہ ہونے کی خبر ہوئی تو انھوں نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: تم کو اپنے بارے میں خود اختیار ہے؛ مگر ہم اپنی بیٹی کو تمھارے ساتھ ہرگز نہیں جانے دیں گے۔

یہ سُن کر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: ام سلمہ میری بیوی ہے، مَیں اسے لے کر جہاں چاہوں جا سکتا ہوں۔

قبیلے والوں نے کہا کہ: یہ ہمارا فیصلہ ہے کہ ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) تمھارے ساتھ ہرگز ہرگز نہیں جائے گی۔

یہ کہہ کر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے اونٹ کی نکیل چھین لی اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو زبردستی اپنے ساتھ لے گئے۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے جاتے جاتے اپنی بیوی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ: ''ام سلمہ! اسلام پر مضبوطی سے جمے رہنا۔'' پھر چند نصیحتیں کیں۔

اپنے شوہر کی باتیں سن کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ: آپ مطمئن رہیے، جان قربان کر دوں گی؛ مگر اسلام کو مَیں کسی حال میں نہیں چھوڑوں گی۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ مدینۂ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اسی درمیان

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان والے بھی اس جگہ پہنچ گئے، جب انھیں پورا حال معلوم ہوا تو وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاندان والوں سے کہنے لگے کہ: جب تم نے اپنی بیٹی کو ہمارے آدمی سے چھین لیا تو اب ہم اپنے بچّے سلمہ کو کیوں اُس کے پاس رہنے دیں؟۔

چنانچہ انھوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بچے کو بھی چھین لیا۔ بچّے کو زبردستی چھیننے میں اس کا ہاتھ اتر گیا اور وہ تیز تیز رونے لگا؛ لیکن ان ظالموں کو اس کا کوئی احساس نہ تھا کہ بچّے اور ماں پر کیا گذر رہی ہے؟

خلاصہ یہ کہ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان والے سلمہ کو چھین کر لے گئے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اُن کے خاندان والے لے گئے اور شوہر مدینے کی طرف ہجرت کر گئے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک ساتھ شوہر اور معصوم بچّے کو چھین لیا گیا؛ لیکن اسلام کی اس مقدس خاتون کے ایمان میں ذرّہ بھر بھی کمزوری نہیں آئی۔

صبر و استقامت کے ساتھ انھوں نے ایک مثال قائم کر دی، اصل میں ان کو اللہ رب العزت پر پورا بھروسہ تھا کہ وہ اِن قربانیوں کو ضائع نہیں کریں گے؛ بلکہ اس کا اچھا بدلہ عطا فرمائیں گے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ظالموں نے اُن کا سب کچھ چھین لیا تھا، ان کے دل پر گہرے زخم لگائے تھے، انھیں اپنے شوہر اور بچے کی جدائی کا غم ستاتا۔ وہ فرماتی ہیں: ”مجھے اِس بات کا اس قدر سخت صدمہ پہنچا کہ مَیں روزانہ آبادی

سے باہر جاتی اور شام تک اس جگہ پر بیٹھ کر روتی جہاں مَیں نے اپنے شوہر کو مدینے کی طرف رخصت ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ اسی طرح ایک سال گذر گیا، نہ شوہر کے پاس جا سکی، نہ بچّہ ہی مل سکا۔

ایک روز میرے ایک چچا زاد بھائی نے میری حالت دیکھ کر خاندان والوں سے کہا کہ: تم اس بے چاری پر رحم کیوں نہیں کرتے؟ اسے کیوں نہیں چھوڑ دیتے اور اس کو بچّے اور شوہر سے دور کیوں رکھا ہے؟

خاندان والوں نے اپنے اُس آدمی کی سفارش پر مجھے اپنے شوہر (حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ) کے پاس جانے کی اجازت دے دی۔ جب اس بات کی خبر بچّہ کی دادھیال والوں کو لگی تو انھوں نے بچّہ بھی مجھے دے دیا۔''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو جب ان کا بچہ مل گیا تو انھوں نے تنہا مدینے کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ کیا اور ایک اونٹ تیار کر کے بچّے کو ساتھ لیا اور اکیلی سوار ہو کر مدینۂ منورہ کے لیے نکل پڑیں، تین چار میل چلی ہوں گی کہ بنی عبدالدار کے ایک شخص جن کے پاس خانۂ کعبہ کی چابی رہا کرتی تھی ''عثمان بن طلحہ'' سے ملاقات ہوئی- جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے- لیکن بہت رحم دل اور نیک تھے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: عثمان بن طلحہ نے مجھ سے پوچھا کہاں جاتی ہو؟

مَیں نے کہا: اپنے شوہر کے پاس مدینۂ منورہ جا رہی ہوں۔

انھوں نے دوبارہ سوال کیا: ”کوئی ساتھ بھی ہے؟

مَیں نے کہا: اللہ تعالیٰ ہے اور یہ بچّہ ہے۔

یہ سُن کر عثمان بن طلحہ نے میرے اونٹ کی نکیل پکڑ لی اور آگے آگے چلنے لگے۔ خدا کی قسم! مَیں نے عثمان جیسا شریف آدمی نہیں دیکھا۔ جب منزل پر اترنا ہوتا تو وہ اونٹ بٹھا کر کسی درخت کی آڑ میں کھڑے ہو جاتے اور پھر اونٹ کو باندھ کر مجھ سے دور کسی درخت کے نیچے لیٹ جاتے اور جب چلنے کا وقت ہوتا تو اونٹ پر کجاوہ رکھ کر میرے پاس لا کر بٹھا دیتے اور خود وہاں سے ہٹ جاتے۔ جب مَیں سوار ہو جاتی تو اس کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چل دیتے۔ اسی طرح وہ مجھے مدینۂ منورہ تک لے گئے جب ان کی نظر بنی عمرو بن عوف کی آبادی پر پڑی جو قبا میں تھی تو انھوں نے کہا کہ جاؤ: تمھارا شوہر یہیں ہے۔ اس کے بعد وہ سلام کر کے رخصت ہو گئے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئیں اور وہ لوگ مدینہ میں رہنے لگے۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اُحد کی لڑائی میں زخمی ہو کر انتقال فرما گئے، چار بچے یتیم چھوڑے، جب کوئی ظاہری دنیوی سہارا نہ رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوال سنہ ۴ھ میں حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔

نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر ۵۶ رسال اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۶۵ رسال تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکاح کا واقعہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پہلے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ محبت تھی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک بار میرے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ گھر میں آئے اور کہا کہ: آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث شریف سن کر آیا ہوں جو میرے نزدیک دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے، وہ یہ ہے کہ جس شخص کو مصیبت پہنچے اور اس کے بعد یہ دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ هٰذِهٖ، اَللّٰهُمَّ اَخْلِفْنِيْ فِيْهَا بِخَيْرٍ مِّنْهَا.

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے اپنی اس مصیبت میں ثواب کی امید رکھتا ہوں، اے اللہ! تو مجھ کو اس کے بدلے میں بہتر چیز عطا فرما۔

جو آدمی تکلیف اور مصیبت کے وقت ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' کے بعد یہ دعا مانگے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو اس سے بہتر چیز عطا فرمائیں گے۔

خود حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد یہ حدیث مجھ کو یاد آئی، جب دعا پڑھنے کا ارادہ کیا تو یہ خیال آیا کہ مجھ کو حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون شوہر ملے گا؟ مگر چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا؛ اس لیے پڑھ لی، چنانچہ اس دعا کی برکت سے عدت گذرنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نکاح کا پیغام دیا، جن سے دنیا میں کوئی بھی بہتر نہیں۔ (مسلم شریف)

وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ۸۴ رسال کی عمر پائی، ۶۳ سنہ ھ میں آپ کا مدینہ میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔ امہات المؤمنین میں سب سے آخر میں آپ کا انتقال ہوا۔

۷ رسال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔

اُم المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مختصر پہچان

نام: زینب۔ اصل نام ''برّہ'' تھا؛ برّہ کا معنی: جو گناہ سے بالکل پاک صاف ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: یہ نام ٹھیک نہیں ہے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام بدل کر زینب رکھ دیا۔

آپ کا لقب ''ام الحکم'' تھا۔

والد کا نام: جحش۔ والدہ کا نام: امیمہ بنت عبد المطلب، جو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی تھیں۔

پیدائش: ہجرت سے تقریباً تیس سال پہلے مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

نکاح: ان کا پہلا نکاح ۴ سنہ ھ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا تھا، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی اپنے شوہر کے ساتھ نہ بنی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی، قرآن میں آیت اتری اور اس کے مطابق

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۵ ؁ھ میں اپنے نکاح میں لے لیا اور اس کے ذریعے ایک غلط رسم ختم ہوگئی، رسم یہ تھی کہ لے پالک؛ یعنی منہ بولے بیٹے کو بھی اپنے سگے بیٹے کے درجے میں لوگ مانتے تھے اور جس طرح سگے بیٹے کی بیوی کے ساتھ باپ کے لیے نکاح کرنا ہمیشہ حرام ہوتا ہے اسی طرح سے لے پالک بیٹے کی بیوی کے ساتھ بھی نکاح کرنا وہ ہمیشہ حرام سمجھتے تھے؛ حالاں کہ لے پالک بیٹے کی بیوی کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔

نکاح کے وقت ان کی عمر پینتیس (۳۵) سال کی تھی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا تین باتوں پر فخر

ایک مرتبہ حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہنے لگی کہ: میں تین وجہ سے آپ پر ناز کرتی ہوں:

① میں آپ کی پھوپھی کی لڑکی ہوں۔

② اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح آپ کے ساتھ آسمان پر کرایا۔

③ میرا نکاح کرانے میں حضرت جبریل علیہ السلام نے کوشش کی تھی۔

زینب رضی اللہ عنہا کی خوبیاں عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اتنی عجیب وغریب عورت تھیں کہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ جو کہ ان کی سوکن ہوتی ہیں۔ فرماتی ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہی اکیلی تھیں جو مجھ سے برابری کرسکتی تھیں؛ چوں کہ

وہ بھی خوب صورت اور حضور ﷺ کی پھوپھی کی لڑکی تھیں؛ لیکن ماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: زینب سے زیادہ میں نے کسی کو دین دار نہیں دیکھا۔

وہ بہت زیادہ اللہ سے ڈرنے والی تھیں۔

بہت زیادہ سچ بولنے والی تھیں۔

بہت زیادہ رشتے داروں سے صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔

بہت زیادہ صدقہ خیرات کرنے والی تھیں۔

بہت زیادہ اللہ کی نزدیکی حاصل کرنے والی عورت تھیں۔

لہذا یہ سب خوبیاں مسلمان عورتیں اپنے اندر پیدا کریں۔

اللہ کی طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والی

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بہت عبادت کرنے والی اور بہت رونے والی عورت تھیں، اللہ کے سامنے دعا میں خوب روتی تھیں۔

ایک مرتبہ نبیٔ کریم ﷺ گھر میں آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نماز میں اور دعا میں تھیں، نبیٔ کریم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا: زینب اللہ کے سامنے بہت رونے والی، اللہ کی طرف رجوع کرنے والی ہیں۔

اللہ ہم سب کو بھی اپنے سامنے رونے والا بنا دے، آمین۔

لمبے ہاتھ والی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل فرماتی ہیں کہ: حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے ایک

دن اپنی بیویوں سے یہ ارشاد فرمایا: میرے انتقال کے بعد تم میں سے یعنی ازواجِ مطہرات میں سے سب سے پہلے میرے پاس وہ آئے گی جس کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہوگا۔

جب حضور ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تو تمام بیویاں ہاتھ ناپ رہی ہیں کہ کس کا ہاتھ سب سے لمبا ہے؟ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی لمبائی زیادہ نہیں تھی، وہ تھوڑی چھوٹے قد کی تھیں؛ اسی لیے ان کا ہاتھ بھی چھوٹا ہوگا۔

لیکن حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے انتقال کے بعد حضور ﷺ کی بیویوں میں سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، تب لوگوں کی سمجھ میں آیا کہ ہاتھ لمبا ہونے کا مطلب یہ تھا کہ ”جو زیادہ صدقہ کرنے والی ہو“ چاہے ہاتھ کی لمبائی کم ہو۔

وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت

آپ کی وفات ۲۰ھ میں ترپن (۵۳) سال کی عمر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانے میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔

۶؍سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔

نوٹ: تفصیلی حالات ”قرآن میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات (جلد: ۳)“ میں موجود ہیں۔

اُم المؤمنین حضرت جُویرِیہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مختصر پہچان

اصل نام: برّہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بدل کر جویریہ رکھا۔

بنی مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھیں، لڑائی میں پکڑی گئی تھیں اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں، حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے اُن کو آزاد کرنے کے لیے کچھ پیسے مانگے، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا مالی مدد کے لیے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور یہ بھی ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوچکی ہوں، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ساری رقم ادا کر کے اُن کو آزاد کرا دیا، پھر فرمایا کہ: بہتر ہے کہ میں تمھارے ساتھ نکاح کرلوں؛ چنانچہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اُن کا نکاح ۵ ہجری میں ہوگیا، اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر ۵۸ سال کی تھی۔

لوگوں کو خبر ہوئی تو انھوں نے ان کے قبیلے بنوالمصطلق کے سب قیدیوں کو جو سو سے زیادہ تھے چھوڑ دیا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رشتہ دار ہو گئے تھے۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کرنے کی وجہ سے قبیلۂ بنی المصطلق کی ایک بڑی جماعت نے اسلام قبول کرلیا۔

وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ۵۰ سنہ ھ میں ۶۵ سال کی عمر میں مدینہ

منورہ میں ہوا اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تقریباً پانچ سال رہنے کا شرف حاصل ہوا۔

اُم المؤمنین حضرت اُمِّ حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا

مختصر پہچان

نام: رملہ۔ کنیت: ام حبیبہ۔ والد کا نام: ابوسفیان بن حرب، جو مکہ کی فتح سے ایک دو دن پہلے مسلمان ہوئے تھے۔

والدہ کا نام: صفیہ بنت ابو العاص۔ صفیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حقیقی پھوپھی تھی۔

پیدائش: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی بننے سے سترہ (۱۷) سال پہلے مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

جن دنوں اِن کے والد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لڑائی لڑ رہے تھے، یہ مسلمان ہوئی تھیں، اسلام کے لیے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں، اسلام کے لیے انھوں نے باپ، بھائی، قبیلہ اور وطن سب کو چھوڑا؛ مگر اسلام پر قائم رہیں۔

پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا اور مسلمان ہوئیں، حبشہ ہجرت بھی کی، وہاں جا کر اُن کا شوہر مرتد ہو گیا، پھر ان کے شوہر عبید اللہ کا انتقال حبشہ میں ہی ہوا۔

ایسی سچی اور ایمان میں پکی عورت کے لیے یہ کتنی بڑی مصیبت تھی کہ

اسلام کے واسطے باپ، بھائی، خاندان، قبیلہ اور اپنا ملک وطن چھوڑا تھا، پردیس میں شوہر کا سہارا تھا، اس کی بے دینی اور موت سے وہ بھی جاتا رہا۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے حالات کا پتہ چلا تو عدت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی بادشاہ کے پاس حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو نکاح کا پیغام لے کر بھیجا کہ میری طرف سے شادی کا پیغام اُمِّ حبیبہ کو دیں۔

نجاشی نے خود نکاح پڑھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وکیل کی موجودگی میں ۷ سنہ ھ میں یہ نکاح ہوا۔

نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر ۶۰ رسال تھی اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۳۷ رسال کی تھی۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو نجاشی بادشاہ کی جو باندی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شادی کے پیغام کی خبر سنانے گئی تو خوشی میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بدن کے تمام زیور اس کو دے دیے۔

وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت

پھر آپ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ تشریف لے آئیں اور ۴۴ سنہ ھ میں مدینہ میں وفات پائی، وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۴ رسال کی تھی۔

تقریباً چار سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کا شرف حاصل ہوا۔

اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

مختصر پہچان

اصل نام: زینب، پھر صفیہ نام مشہور ہوا، صفیہ کا معنی ہے: پسند کی ہوئی (selected)، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اختیار دیا گیا تھا کہ غنیمت کے مال میں سے اپنے لیے تقسیم سے پہلے جو چیز بھی پسند ہو لے لیوے، اس کو ''صفی'' کہتے ہیں اور حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''زینب'' کو اپنے لیے پسند فرمایا؛ اس لیے ان کا نام ''صفیہ'' مشہور ہو گیا۔

والد: یہود کے قبیلہ بنو نضیر کے سردار: حیی بن اخطب۔

پیدائش: اندازاً ہجرت سے دس سال پہلے مدینہ منورہ میں ہوئی۔

خاندان: اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ہارون علیہ السلام کے خاندان سے ان کا تعلق تھا۔

ایک موقع پر خود حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس کا خلاصہ ہے کہ: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے (خاندانی) ابا حضرت ہارون علیہ السلام (اور خاندانی) چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور شوہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اتنی ساری خوبیاں ان میں جمع تھیں۔

نکاح: پہلا نکاح سَلّام بن مِشْکَم سے ہوا، اس سے طلاق کے بعد دوسرا نکاح بنو قریظہ کے ایک سردار کِنانہ بن ربیع بن ابی الحُقَیق سے ہوئی،

خیبر کی لڑائی میں کنانہ کے قتل کے بعد حضرت صفیہ نے اسلام قبول کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنہ ۷ھ میں آپ کا نکاح ہوا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شادی، رخصتی اور ولیمہ عجیب ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی بہترین سنت کے مطابق سادے طریقے سے شادی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ایک خواب

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ایک دن اپنے شوہر کنانہ کی گود میں سر رکھ کر سوئی ہوئی تھیں، اس وقت انھوں نے ایک خواب دیکھا کہ: یثرب (مدینہ کا پرانا نام) سے ایک چاند نکلا اور وہ چاند خیبر آیا اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی گود میں گرا۔

جب بیدار ہوئیں تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنا یہ خواب اپنے شوہر کنانہ کو سنایا، ان کا شوہر کنانہ یہودی سردار بڑا عالم تھا، سمجھ دار تھا، خواب کی تعبیر بھی جانتا تھا، تورات کتاب کو پڑھتا تھا، جیسے ہی اس نے اپنی بیوی کی زبان سے خواب سنا تو اس کو غصہ آیا اور غصہ میں آکر ایک طمانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو مار دیا اور کہا کہ: مدینہ کے بادشاہ کی بیوی بننے کا خواب دیکھتی ہے؟

خواب کی تعبیر

اِس واقعہ میں ''مدینہ کے چاند'' سے اشارہ خود حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف تھا؛ یعنی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نکاح ہوگا۔

جب خیبر کا مضبوط قلعہ ''قموص'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مبارک ہاتھ سے فتح ہو گیا تو بہت ساری عورتیں پکڑی گئیں، ان میں حیی بن اخطب کی بیٹی صفیہ بھی تھیں، ان کا اصل نام زینب تھا۔

حضرت دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور ایک باندی مانگی تو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی صفیہ ان کو دے دی، دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے درخواست کی کہ: حضور! یہ ایک سردار کی بیٹی ہے، اگر ان کو آپ اپنے پاس رکھے تو بہتر ہوگا، تو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنے لیے پسند فرمایا؛ اس لیے ان کا نام ''صفیہ'' مشہور ہو گیا۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کا ایک نمونہ

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر فرمایا کہ: تم اپنے دین پر قائم رہنا چاہو تو ہم تمھیں مجبور نہیں کریں گے؛ لیکن اگر تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار کرو تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے، اس پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ چاہے تو آزاد ہو کر اپنے گھر چلی جائے اور چاہے تو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کر لے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو چند منٹ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، آپ کے اخلاق کو دیکھا؛ اس لیے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خود کہنے لگی: میں آپ سے نکاح کروں گی، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی چاہت پوری فرمائی اور نکاح ہو گیا اور اسی آزادی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا مہر ٹھہرایا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر سے نکل کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں ''صہبا'' نام کی ایک جگہ آتی ہے اس جگہ پہنچے، آج بھی وہ صہبا نام کی جگہ موجود ہے، وہاں پہنچ کر حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورے لشکر کو ٹھہرنے کا حکم دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دن تک صہبا میں قیام فرمایا، اور وہاں جنگل میں بالکل سادگی کے ساتھ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی۔

میری دینی بہنو! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں رخصتی کے لیے کوئی عالیشان کمرہ (Bedroom) تیار نہیں کیا گیا اور نہ دوسری تیاریاں کی گئیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کر دیتے تو اللہ تعالیٰ جنت میں سے ہیرے، موتی چاندی اور سونے کا ایک کمرہ اس صہبا میں اتار دیتے اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رخصتی ہوتی؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا نہیں مانگی اور سادگی کے ساتھ رخصتی فرمائی اور اپنی آنے والی امت کو یہ پیغام (Message) اور سبق (Lesson) دیا کہ رخصتی ایسی سادگی کے ساتھ بھی ہوسکتی ہے۔

بیٹیو! آج ہماری شادیوں میں جو خرچ ہوتے ہیں، توبہ استغفر اللہ!
اور اس کے لیے جو تیاریاں ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائیں۔
ایسی فضول خرچی اور غلط رواج سے بچو۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ

جب رخصتی کی صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چمڑے کا ایک دسترخوان بچھوایا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ: پوری جماعت میں اعلان کردو کہ جس کے پاس جو ہو وہ لے آوے اور لا کر دسترخوان پر رکھ دے۔

اعلان ہوتے ہی کوئی صحابی کھجور لائے، کوئی پنیر لائے، کوئی ستّو لائے، کوئی گھی لائے، اس طرح کچھ سامان جمع ہو گیا، نہ گوشت تھا، نہ روٹی تھی۔

بخاری شریف کی ایک حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ کھجور، پنیر، گھی ملا کر ''حیس'' نام کا ایک کھانا بنایا گیا اور سب نے بیٹھ کر ایک ساتھ جمع ہو کر کھایا، یہ تھا دونوں جہاں کے سردار اور بادشاہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سیدھا سادہ ولیمہ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی سادگی والے ولیمہ کی توفیق عطا فرمائے۔

ایسا ولیمہ بھی ہو سکتا ہے

ولیمہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ دو چار گھر سے کھانا لے کر کے شادی والے کے گھر میں بیٹھ کر کھا لیوے، بس ولیمہ ہو گیا، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولیمے سے یہ بات ہمیں سیکھنے کو ملی۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح، یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رخصتی، یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ولیمہ جو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا، یہ ہمارے سامنے ہیں، یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے، ہمیں یہ فیصلہ لینا چاہیے کہ ہم اپنی شادیوں کو سنت طریقے والی اور

سادگی والی بنائیں گے، ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ شادیوں میں خیر و برکت عطا فرمائیں گے۔

بہرحال! اس طرح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اس طرح ام المؤمنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خاندان اوپر جا کر اللہ کے نبی حضرت ہارون علیہ السلام سے ملتا ہے۔

وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ساٹھ (۶۰) سال کی عمر میں رمضان المبارک ۵۰ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔ تقریباً چار سال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گزارنے کا شرف حاصل ہوا۔ نوٹ: تفصیلی حالات ''خطباتِ محمود (جلد:۶)'' میں موجود ہیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

مختصر پہچان

نام: میمونہ (اصل نام برّہ تھا)۔ والد کا نام: حارث بن حَزن۔ والدہ کا نام: ہند بنت عوف۔ پیدائش: اندازاً نبوت سے چھ یا سات سال پہلے۔

نکاح: پہلے مسعود بن عمرو ثقفی سے نکاح ہوا، ان کے بعد ابورُہم بن عبدالعزّیٰ کے نکاح میں آئیں، ان کی وفات کے بعد ۷ھ میں عمرۃ القضا کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح ہوا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۷ھ میں عمرہ فرمایا تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیوہ تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کرلیا، اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر ۶۰ رسال کی تھی اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۳۷ رسال کی تھی۔

اُن کی ایک بہن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے، ایک بہن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے، ایک بہن حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھیں۔ اور ایک بہن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ماں تھیں۔

وفات، قبر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مدت

یہ عجیب تاریخ کا اتفاق ہے کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مکہ سے دس میل دور ''سَرِف'' نامی جگہ پر ہوا اور رخصتی بھی سرف میں ہی ہوئی اور جب حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کا وقت آیا تو اس وقت وہ سرف نامی جگہ ہی پر تھیں اسی سرف نامی جگہ پر ان کو دفن کیا گیا۔

ان کا انتقال ۵۱ھ میں ہوا تھا، اور اس وقت ان کی عمر تقریباً ۸۰ ر سال کی تھی۔

تقریباً چار سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری ازواجِ مطہرات میں سے ہیں۔

ان ازواجِ مطہرات میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ہو گیا تھا۔

چوتھا باب

آداب واخلاق

سوکر اٹھتے وقت کے آداب

① آنکھ کھلتے ہی دعا پڑھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

② دونوں ہاتھوں سے آنکھوں کو ملے۔

③ کسی سے بات کرنے سے پہلے سلام کرے۔

④ کلمۂ طیبہ پڑھے۔

⑤ دونوں ہاتھ دھوئے۔

⑥ مسواک کرے۔

⑦ سورۂ آلِ عمران کی آخری دس آیات پڑھے۔

استنجا کے آداب

① جوتا یا چپل پہن کر جائیں، کھلے پیر نہ جائیں۔

② کھلے سر نہ جائیں، اوڑھنی یا کوئی چیز اوڑھ کر جائیں۔

③ اندر داخل ہونے سے پہلے بسم اللہ پڑھیں۔

④ پھر دعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.

⑤ پہلے بایاں پاؤں بیت الخلا (Toilet) میں رکھیں۔

⑥ بیت الخلا میں جانے کے بعد پیری پر پہلے دایاں پیر پھر بایاں پیر رکھیں۔

⑦ نیچے بیٹھنے کے قریب ہو کر ستر کھولیں۔

⑧ چھینٹوں سے بچیں۔

⑨ جب بیٹھیں تو داہنے ہاتھ کی کہنی دائیں ران اور پیٹ کے بیچ میں رکھیں یا اس سے الٹا، مقصد یہ ہے کہ بدن کو ذرا سا بائیں طرف جھکائیں۔

⑩ بیت الخلا سے نکلتے وقت پہلے دایاں پیر، پھر بایاں پیر نکالیں۔

⑪ باہر آ کر دعا پڑھیں:

غُفْرَانَكَ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ.

⑫ اور دونوں ہاتھ دھو کر کلی کریں۔

⑬ مٹی، صابون یا ہینڈ واش (Handwash) سے ہاتھ صاف رکھیں۔

⑭ قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے پیشاب پاخانہ نہ کریں۔

⑮ اسی طرح اِن جگہوں میں پیشاب پاخانہ کرنے سے ضرور بچیں، ایسی جگہوں پر پیشاب پاخانہ کرنا مکروہ ہے:

(۱) کسی درخت کے سایہ میں (۲) راستہ میں (۳) پانی کی جگہ مثلاً: ٹھہرا ہوا پانی ہو یا حوض ہو یا نل ہو یا ٹنکی ہو یا کنواں (۴) کھیتی میں (۵) مسجد کے پاس (۶) عیدگاہ کے پاس (۷) قبروں کے پاس (۸) ہوا کے رُخ پر (۹) چوہا، سانپ، چیونٹی وغیرہ کے سوراخ میں (۱۰) کسی آدمی کے بیٹھنے یا گزرنے کی جگہ میں۔

نوٹ: یہ اس لیے لکھا گیا ہے؛ کیوں کہ عموماً عورتیں اپنے بچوں کو ایسی

جگہوں میں پیشاب پاخانہ کرادیا کرتی ہیں؛ اس لیے بچنا چاہیے۔

(۱۵) غسل کرنے یا وضو کرنے کی جگہ پر پیشاب کرنا مکروہ ہے، اس سے وساوس پیدا ہوتے ہیں، اسی طرح پیشاب خانہ میں وضو یا غسل کرنا بھی مکروہ ہے؛ لیکن آج کل جو اس طرح کی ایک سسٹم ہے کہ ایک ہی جگہ ایک طرف بیت الخلا اور ایک طرف غسل خانہ ہوتا ہے (Attached toilet) تو اس کی ضرورت کی وجہ سے اجازت ہے۔

(۱۶) داخل ہونے سے پہلے انگوٹھی وغیرہ جس پر اللہ کا نام ہو اس کو باہر ہی اتار دے۔

(۱۷) بائیں ہاتھ سے استنجا کرے، دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرے۔

(۱۸) بیٹھ کر پیشاب کرے، کھڑے ہو کر پیشاب پاخانہ نہ کرے۔

(۱۹) ہڈی، گوبر، کوئلہ وغیرہ سے ناپاکی صاف نہ کرے، تین بار پتھر یا ڈھیلے سے اور پانی سے صفائی حاصل کرنا سنت ہے۔

(۲۰) استنجا کے وقت بات چیت کرنا سخت منع ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کو غصہ آتا ہے، فون پر بھی بات نہ کریں۔

تھوکنے کے آداب

(۱) جب تھوکنا ہو تو بائیں جانب تھوکے یا نیچے تھوکے۔

(۲) قبلہ کی طرف نہ تھوکے اور ناک بھی صاف نہ کرے (تھوک اور ناک کی گندگی جو قبلہ کی طرف ڈالی جاتی ہے قیامت کے دن وہ اس کی پیشانی

پر رکھی ہوئی آئے گی)۔ (فتح الباری شاملہ: ۲/ ۱۲۳)

③ داہنی جانب بھی نہ تھوکے۔

④ تھوک اور بلغم کو اس طرح نکالے کہ کسی کو سامنے نظر نہ آوے، اس کو ایک طرف نکالے، ایسی چیز دیکھنے سے بھی لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، اس سے بچنا چاہیے۔

چھینکنے کے آداب

① آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت نیچی آواز سے چھینکتے اور اس کو پسند فرماتے تھے؛ اس لیے جتنا ہو سکے آہستہ چھینکے۔

② آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھینکتے وقت اپنا مبارک ہاتھ منہ پر رکھ لیتے تھے اور کبھی کپڑا رکھ لیا کرتے، (چھینکتے وقت منہ پر ہاتھ یا کپڑا رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ منہ سے یا ناک سے جو چیز نکلتی ہے اس سے آس پاس والوں کو تکلیف نہ ہو۔

③ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" پڑھے اور جس نے یہ "الحمد للہ" سنا وہ "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" کہے، پھر چھینک کھانے والا یوں دعا دیوے: یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ.

یہ پوری سنت ادا ہوئی؛ لہذا اس سنت کو زندہ کرو۔

حضرت امام ابوداؤدؒ کا واقعہ مشہور ہے کہ اس سنت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت عطا فرمائی۔

اس سنت کا ایک عجیب فائدہ مشکوۃ شریف کی شرح مظاہرِ حق میں یہ

لکھا ہے کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: جس کو چھینک آوے اور وہ یوں پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ. تو اس کو ڈاڑھ میں اور کان میں کبھی بھی ان شاء اللہ! درد نہیں ہوگا۔ (مظاہر حق: ۵/ ۴۰۰، بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ)

⑥ چھینکتے وقت دائیں بائیں گردن نہ موڑے؛ تاکہ کوئی نقصان نہ ہوجائے۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری: ۲۲/ ۱۴۱ ۴ شاملہ)

⑦ تین بار کی چھینک کا جواب دے، اس کے بعد بھی چھینک آئے تو یہ زکام (سردی کی بیماری) ہے، اس کا جواب ضروری نہیں، دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔ (المرقاۃ شرح المشکوۃ تحت قولہ: الرجل مزکوم)

ناخن کاٹنے کے آداب

اسلام اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ پاکی صفائی اور سادگی کا حکم دیتا ہے، اس نے چھوٹی چھوٹی بات کی تعلیم دی ہے؛ چنانچہ ناخنوں کی صفائی سے متعلق بہت اچھا طریقہ بتایا ہے کہ ہفتے میں ایک بار یا پندرہ دن میں ایک بار ناخن کاٹ لیں؛ ورنہ چالیس دن ہونے سے پہلے ضرور کاٹ لیا کریں؛ اس لیے خوب صورتی کی خاطر عورتیں اپنے ناخنوں کو چالیس دن سے زیادہ نہیں بڑھا سکتیں؛ ورنہ سخت گنہگار ہوگی اور مکمل ہاتھ پاؤں کے ناخنوں کو کاٹنا ضروری ہے: اس لیے فیشن کے لیے بعض ناخن کو کاٹنا اور بعض کو چھوڑ دینا بھی جائز نہیں ہے۔

① آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پندرہ دن میں ایک بار ناخن کاٹتے تھے۔

② اس ترتیب سے کہ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے چھوٹی انگلی

تک، پھر بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شہادت کی انگلی تک کاٹیں، پھر بائیں ہاتھ کا انگوٹھا، پھر دائیں ہاتھ کا انگوٹھا۔ (شرح النووی علی مسلم: ۱/ ۱۲۹)

③ پیروں میں پہلے سیدھے پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کریں اور انگوٹھے پر ختم کریں اور بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھوٹی انگلی پر ختم کریں۔ (شرح النووی علی مسلم: ۱/ ۱۲۹)

یہ ترتیب مستحب؛ یعنی اچھی ہے۔

سر میں تیل ڈالنے کے آداب

① بائیں ہاتھ میں تیل لے۔

② دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے پہلے بھوؤں کو لگائے، پھر آنکھوں کے پپوٹوں پر لگائے۔ ③ پھر دائیں طرف سر میں ڈالے۔

④ پھر بائیں طرف اور جہاں چاہے ڈالے۔

⑤ کنگھا کرنا غم و فکر کو دور کرتا ہے۔

⑥ کھڑے ہو کر کنگھا کرنا ادب کے خلاف ہے، اِس سے غریبی کا ڈر ہے۔ ⑦ بسم اللہ پڑھ کر تیل ڈالے۔

⑧ زیتون کا تیل لگانے کی ترغیب حدیث میں آئی ہے۔

سر میں تیل لگانے کا سنت طریقہ

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تیل لگاتے تو اسے بائیں ہاتھ میں رکھتے، دونوں

بھنوؤں پر لگاتے، پھر دونوں آنکھوں پر، پھر پیشانی کے بالوں سے شروع فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ: جب تم تیل لگاؤ تو بھنوؤں سے شروع کیا کرو، اس سے سر کا درد دور ہوتا ہے۔

زیتون

زیتون کا درخت مبارک ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اس کا تیل کھاؤ اور مالش بھی کرو؛ اس لیے سر پر بھی زیتون کا تیل لگانا چاہیے اور اس کو کھانے میں بھی استعمال کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں کہ: دنیا میں کالیسٹرول اور چربی بغیر کا سب سے اچھا تیل زیتون کا ہے، اس کی برکت سے ہارٹ کی بیماری سے بڑی حفاظت ہوتی ہے، آج کل جو اسٹائل چلی ہے کہ لوگ سر میں تیل نہیں لگاتے؛ حالاں کہ سر میں تیل لگانا چاہیے، موسم کے اعتبار سے ٹھنڈی کے موسم میں بادام اور زیتون کا تیل لگاؤ، گرمی کے موسم میں دودھی اور ناریل کا تیل لگاؤ، سر میں تیل لگانا اور خوب تیل لگانا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سنت ہے، اس سے دماغ کو سکون ملتا ہے۔

مسواک کے فائدے اور آداب

مسواک کرنا سنت ہے، اس کا بہت بڑا ثواب ہے اور اس میں بہت فائدے ہیں:

① ایمان پر خاتمہ نصیب ہوتا ہے۔

② جو نماز مسواک کے ساتھ پڑھی جائے وہ ستّر درجہ زیادہ ثواب رکھتی ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۲)

③ مسواک منہ کو صاف کرتی ہے۔

④ رب کی خوشی کا ذریعہ ہے۔(نسائی شریف: ۵)

مسواک کے آداب:

① پہلے دائیں طرف کے دانتوں میں مسواک کرے، پھر بائیں طرف کے دانتوں میں کرے۔

② تین مرتبہ مسواک کرے۔

③ اور ہر مرتبہ نیا پانی لے۔

④ دھو کر مسواک کرے اور دھو کر رکھے۔

⑤ یہ دعا بھی پڑھے:

اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ فَمِيْ وَطَھِّرْ بَدَنِيْ وَنَوِّرْ قَلْبِيْ وَشَدِّدْ اَسْنَانِيْ وَحَرِّمْ جَسَدِيْ عَلَى النَّارِ.

ترجمہ: اے اللہ! میرے منہ کو پاک فرما دیجیے اور میرے بدن کو پاک فرما دیجیے اور میرے دل کو منور فرما دیجیے اور میرے دانتوں کو مضبوط فرما دیجیے اور میرے جسم کو آگ پر حرام فرما دیجیے۔

⑥ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھر میں داخل ہوتے تو مسواک فرماتے۔

⑦ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا کہ: جس کے دانت نہیں کیا وہ بھی مسواک کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ پوچھا گیا: کس طرح؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: انگلی منہ میں ڈال کر رگڑے۔

⑧ لوگوں کے ساتھ جمع ہونے کے وقت اور قرآن پڑھنے کے وقت بھی مسواک کرنا مستحب لکھا ہے۔

سواری (گاڑی، بائک، ٹرین، پلین وغیرہ) کے آداب

① سواری کی پیری میں سیدھا پیر رکھے اور "بِسْمِ اللّٰهِ" کہے۔

② اپنی جگہ پہنچ کر (یا چڑھ کر) "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہے۔

③ جب سواری چلنے لگے تو یہ دعا پڑھے: سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.

④ تین بار "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ"، تین بار "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہے۔

⑤ اُس کے بعد یہ دعا پڑھے:

سُبْحَانَكَ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَإِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اَنْتَ.

⑥ جب اونچی جگہ پر جائیں تو "اَللّٰهُ اَكْبَرُ"، اور نیچی جگہ کی طرف جائیں تو "سُبْحَانَ اللّٰهِ" کہے۔

⑦ اونچی جگہ، سیڑھی پر چڑھتے وقت یہ دعا بھی پڑھے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.

⑧ اور سیدھی زمین پر چل رہی ہو تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہتی رہے۔

میت کے گھر تعزیت کے لیے جانے کے آداب

(۱) میت کے گھر کا ہر آدمی یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلَهُ وَاعْقِبْنِيْ مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً.

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اور اس میّت کو معاف فرما دیجیے اور مجھے اس کا نعم البدل عطا فرمائیے۔

(۲) یہ دعا بھی پڑھے: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰھُمَّ أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ هٰذِهِ وَاَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا.

ترجمہ: اے اللہ! میری اس مصیبت میں مجھے ثواب دیجیے، اور اس کے بدلے میں مجھے اس سے اچھی چیز عطا فرمائیے۔

(۳) جب تعزیت کے لیے جائیں تو گھر والوں کو سلام کریں اور یہ کہیں: إِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلِلّٰهِ مَا اَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرِيْ وَلْتَحْتَسِبِيْ. اگر مرد کو کہنا ہو تو ’’فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ‘‘ کہے۔

ترجمہ: جو کچھ اللہ نے لے لیا وہ اللہ ہی کا تھا اور جو کچھ وہ دے دے وہ بھی انھی کا ہے، اور ہر ایک اللہ کے ہاں ایک مقررہ مدت تک کے لیے ہے؛ لہٰذا صبر کرو اور اللہ سے آخرت میں ثواب ملنے کی امید اور یقین رکھو۔

دینی مجلس اور تعلیم میں جانے کے آداب

(۱) دینی مجلس میں وضو اور اللہ کو راضی کرنے اور عمل کی اچھی نیت کے

ساتھ آنا چاہیے، اس سے نورانیت اور برکت حاصل ہوگی۔

② جب دینی مجلس یا تعلیم میں بیٹھیں تو یہ نیت اور خیال کریں کہ اس مجلس میں فرشتے ہیں، میں عظمت کے ساتھ بیٹھوں گی تو فرشتوں والی خوبیاں اور اثرات میرے اندر آئیں گے، اور ادب سے بیٹھیں، ادب سے علم کی باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔

جب اس نیت کے ساتھ ان مجلسوں میں شرکت کریں گے تو ہمیں وہی چار فضیلتیں حاصل ہوں گی جن کو ہم سنتے رہتے ہیں:

عن أبی هريرة رضي الله عنه أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَ ذَكَرَهُمُ اللهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوکر قرآن کی تلاوت کرے، اس کا دور کرے، ایک دوسرے کا قرآن سنے اور سنائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے: ① سکینہ نازل ہوتا ہے ② اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے ③ رحمت کے فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور ④ حق تعالیٰ شانہ ان کا تذکرہ فرشتوں کی مجلس میں کرتے ہیں۔

اس روایت کو شیخ زکریاؒ نے فضائلِ قرآن میں تفصیل سے نقل کی ہے۔

نوٹ: مدرسہ میں پڑھنے کے لیے جاوے یا ذکر کی مجلس میں بیٹھے تو

بھی یہی فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

③ گھر سے باہر نکلتے وقت چند باتیں ذہن میں رہیں:

[۱] اسلامی پردہ کی پابندی کریں؛ یعنی سر سے پاؤں تک پورا بدن چھپا کر نکلیں۔ [۲] خوشبو لگا کر نہ نکلیں۔

[۳] ایسا زیور پہن کر نہ نکلیں جس میں سے آواز نکلتی ہو یا بجتا ہو۔

[۴] راستے کے کنارے چلیں۔

[۵] مردوں کی بھیڑ میں داخل نہ ہوں، مردوں سے دور ہٹ کر چلیں۔

[۶] ایک محلے سے دوسرے محلے میں آنے جانے کا معاملہ ہو، پھر بھی محرم کے ساتھ آنے جانے کی کوشش کریں، کوئی محرم مرد پہنچانے آوے اور مجلس کے بعد کوئی محرم لینے آجاوے تو بڑی اچھی بات ہوگی۔

ایسے دوسرے ضروری کاموں کے لیے بھی گھر سے نکلتے ہوئے ان باتوں کا لحاظ کرنا چاہیے۔

④ مجلس میں پورے دھیان کے ساتھ باتوں کو سنیں، آپس میں بات چیت نہ کریں۔

⑤ اپنے موبائل کو سائلنٹ (Silent) پر کردیں، موبائل کی گھنٹیاں بجتی رہیں گی تو دوسری بہنوں کو بھی دین کی بات سننے میں خلل ہوگا۔

قرآن کے آداب

ظاہری آداب:

① بہت احترام سے وضو کے ساتھ بیٹھیں اور قبلہ کی طرف منہ کریں۔
② پڑھنے میں جلدی نہ کریں، ترتیل سے (یعنی ٹھہر ٹھہر کر تجوید سے) پڑھیں، ہر لفظ کو ٹھیک سے ادا کریں۔
③ رونے کی کوشش کریں۔
④ رحمت، جنت اور مغفرت کی آیت پر دعا کر کے اللہ تعالیٰ سے مانگے اور عذاب، جہنم کی آیت پر اللہ تعالیٰ سے حفاظت مانگے۔
⑤ اگر دکھلاوے کا یا کسی مسلمان کو تکلیف کا خطرہ ہو تو آہستہ پڑھیں۔
⑥ اچھی آواز سے پڑھیں۔

باطنی آداب:

① کلامِ پاک کی عظمت دل میں رکھ کر پڑھیں۔
② اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی بڑائی کو دل میں رکھ کر پڑھیں۔
③ وساوس اور فضول خیال سے دل کو پاک رکھ کر پڑھیں۔
④ معانی میں غور کر کے مزہ لیتے ہوئے پڑھیں۔
⑤ رحمت کی آیت تلاوت کریں تو دل میں خوشی پیدا کرنا اور اللہ تعالیٰ سے رحمت کو طلب کرنا اور اگر عذاب کی آیت تلاوت کریں تو دل میں ڈر آجاوے اور اللہ تعالیٰ سے حفاظت مانگیں۔
⑥ کانوں کو اس درجہ دھیان سے رکھنا کہ گویا اللہ تبارک وتعالیٰ خود مجھ سے فرمارہے ہیں اور میں سن رہی ہوں۔

تہجد کے آداب

آسمان کی طرف منہ اٹھا کر سورۂ آلِ عمران کا مکمل آخری رکوع پڑھیں، اگر پوری دس آیتیں یاد نہ ہوں تو صرف ''أُولِي الأَلْبَابِ'' تک پڑھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ مستقل معمول تھا۔

جمعہ کے اعمال وآداب

ایک حدیثِ پاک میں نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص میرے اوپر جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں درود بھیجے اللہ جلّ شانہٗ اس کی ۱۰۰/ضرورتیں پوری کرتے ہیں، تیس دنیا کی، باقی آخرت کی۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ: جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجا کرو؛ اس لیے کہ جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ پر فوراً پیش ہوتا ہے اور میرے اوپر روشن رات؛ یعنی جمعہ کی رات اور روشن دن؛ یعنی جمعہ کے دن میں زیادہ سے زیادہ درود بھیجا کرو؛ اس لیے کہ تمھارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے تو میں تمھارے لیے استغفار کرتا ہوں۔

اس لیے جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن میں کم سے کم تین سو مرتبہ درود شریف پڑھ لیویں۔

جمعہ کی تیاری جمعرات کی شام سے کرنا چاہیے، جمعہ کی برکتیں اس شخص کو زیادہ نصیب ہوتی ہیں جو جمعہ کے دن کی قدر کرتا ہو؛ یعنی نیک کام زیادہ

کرتا ہو، جس شخص کا جمعہ ٹھیک گذرا اس کا پورا ہفتہ ٹھیک گذرتا ہے۔

جمعہ کے دن نہا دھو کر ناخن کاٹنا سنت ہے، جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے سے دوسری جمعہ تک ہمارے ساتھ نور رہتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ: جمعہ کے دن ایک گھڑی قبولیت کی ہے جس میں آدمی جو مانگے ملتا ہے۔

اب وہ دعا کی قبولیت کی گھڑی اللہ تعالیٰ نے چھپا کر رکھی ہے؛ لیکن خطبے سے پہلے اور عصر اور مغرب کے بیچ میں اور مغرب سے پہلے خاص طور پر دعا مانگے اور دو خطبوں کے درمیان دل دل میں دعا مانگے تو ان شاء اللہ! دعا قبول ہوگی۔

جمعہ کے دن سورۂ یٰس اور سورۂ صٰفّٰت پڑھ کر جو دعا کرتے ہیں اللہ پاک اس کو قبول کرتے ہیں۔

جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح بھی پڑھیں، زوال کے بعد پڑھنا مستحب ہے۔

جمعہ کے دن اذان کے بعد خریدنا بیچنا اور دنیا کے کاموں میں مشغول رہنا حرام ہے۔

بیٹھنے کے آداب

(۱) جب دو عورتیں آپس میں باتیں کر رہی ہوں تو تیسری بغیر اجازت کے ان کے پاس نہ بیٹھے۔

۲ کسی کی خانگی (Personal) بات نہ سنے۔

۳ جب تین عورتیں بیٹھی ہوئی ہوں تو ان میں سے دو عورتیں آپس میں تیسری سے چھپا کر بات نہ کریں، ہاں! اگر چار عورتیں بیٹھی ہوں اور دو عورتیں آپس میں بات کرنا چاہیں تو کریں، ایسی صورت میں دوسروں کو تکلیف نہ ہوگی۔

۴ جب کوئی کسی کے پاس ملاقات کے لیے جا کر بیٹھے اور وہ اٹھنے کے قریب ہو تو آنے والی سے اجازت لے کر اٹھے۔

۵ آدھا حصہ دھوپ میں اور آدھا حصہ سایہ میں نہ بیٹھے؛ بلکہ پورے دھوپ یا پورے سائے میں ہو جائے، اس سے نقصان کا ڈر ہے۔

۶ تواضع والی بیٹھک بیٹھنا چاہیے جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہے۔

۷ چار زانوں بیٹھنا بھی جائز ہے۔

۸ جب مجلس میں بیٹھنا ہو تو جوتے چپل نکال کر کنارے رکھ دیں۔

۹ جب کوئی مجلس سے اٹھے اور وہ واپس آنے والی ہو تو اس کے لیے جگہ خالی رکھے؛ لیکن اگر وہ آنے والی نہ تو اس کی جگہ پر دوسری بیٹھ سکتی ہے۔

۱۰ مجلس سے کسی کو اٹھا کر خود نہ بیٹھے۔

۱۱ مجلس میں بیٹھی ہوئی عورتوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے نہ جائیں۔

لین، دین کے آداب

۱ جب کوئی چیز کسی کو دیں تو سیدھے ہاتھ سے دینا چاہیے۔

② جب کسی سے کوئی چیز لیں تو بھی سیدھے ہاتھ سے ہی لینا چاہیے۔
③ مجلس میں کوئی چیز تقسیم کریں تو دائیں طرف سے کریں۔

دعا کے آداب

① دعا کے قبول ہونے کے وقت میں دعا کرے۔

دعا کے قبول ہونے کے اوقات یہ ہیں:

(۱) عرفہ کے دن (۲) رمضان میں افطار اور تہجد کے وقت (۳) جمعہ کے دن (۴) رات کے آخری وقت (۵) بارش کے وقت (۶) نماز کی اقامت کے وقت (۷) اذان کے وقت (۸) فرض نماز کے بعد (۹) اذان کے بعد فرض نماز تک (۱۰) سجدہ میں۔

② دعا کے شروع میں اللہ کی تعریف کرے؛ یعنی ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ'' یا ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ'' تین تین مرتبہ یا ''ثَنَا'' پڑھے اور پھر درود شریف کے بعد تین مرتبہ ''یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ'' اور تین مرتبہ ''یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ'' پڑھ کر دعا کرے اور دعا کے ختم میں ''سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ'' پڑھے اور تین مرتبہ ''اٰمین اٰمین اٰمین'' پڑھے۔

③ قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہاتھ اٹھائے۔
④ آواز کو نیچی رکھے، زیادہ اونچی نہ کرے (یعنی نہ چیخے)۔

⑤ دعا کرنے کی حالت عاجزی وانکساری کی ہوتی ہے؛ اس لیے سیدھے سادے الفاظ میں دعا کرے۔

⑥ پورے دھیان اور ڈر سے دعا کرے۔

⑦ دعا کے قبول ہونے کا یقین رکھے اور امید رکھے کہ میری دعا ضرور قبول ہوگی، اس طرح نہ کہے اے اللہ! آپ چاہیں تو ایسا کردیں۔

⑧ رو رو کر یا رونے جیسا منہ بنا کر تین تین بار دعا مانگے، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب دعا کرتے تو تین تین بار دعا کرتے۔

⑨ دعا کی قبولیت میں جلد بازی نہ کرے، بلکہ قبولیت کا انتظار کرے؛ چاہے زندگی بھر انتظار کرنا پڑے۔

⑩ اصل یہ ہے کہ دل سے سچی توبہ کرے اور نافرمانیاں اور ظلم چھوڑ کر کے اللہ پاک کی طرف مکمل متوجہ ہوجائے۔